بھگوت گیتا

قرآن کی روشنی میں

(جلد نمبر ۱)

تالیف و تشریح
قمرالدین خان

NO COPYRIGHT

اس کتاب کی کاپی رائٹ۔ کیو۔ ایس۔ خان کے پاس ہے۔ مگراس بات کی عام اجازت ہے کہ اس کتاب کوفروخت کرنے یا مفت تقسیم کرنے کے مقصد سے کوئی بھی اسے شائع کرسکتا ہے۔اوراس کتاب کا کسی بھی زبان میں ترجمہ بھی کیا جا سکتا۔ بشرطیکہ اس کی اصل تحریر میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔ ہم اس کے عوض کسی مالی معاوضہ یا رایلٹی کے طالب نہیں ہیں۔ بہترین کوالیٹی کی پرنٹنگ کے لئے آپ ہم سے اس کے اصل مسودہ کی ٹائپ شدہ کاپی حاصل کرسکتے ہیں۔ کتاب کی شائع شدہ کاپیاں ہمیں اپنے ریکارڈ کے لئے ضرور بھیجیں۔

کتاب کا نام : بھگوت گیتا قرآن کی روشنی میں

تالیف : قمرالدین خان (9320064026)

پہلی اشاعت : 2019

تعداد : 2000

کمپوزنگ : سلمان شیخ

قیمت : -/25 روپے

Published by
Tanveer Publication
21,Bachan singh compound, Sonapur,
Bhandup (W), Mumbai- 400078
Mob: 9320064026
E-mail: hydelect1@gmail.com
website: www.qskhan.com

اس کتاب کے ملنے کا پتہ

روشنی پبلیشر، سی۔۱۲۹۸، سپنا کولونی، راجاجی پورم، لکھنو

فون نمبر:09453834478 (مولانا اخلاق ندوی)

فردوس کتاب گھر، ۱۷۹، وزیر بلڈنگ، شالیمار ہوٹل کے پاس، محمد علی روڈ، بھنڈی بازار، ممبئی نمبر۔۴۰۰۰۰۳
فون نمبر: 9892184258 (مولانا انیس قاسمی)

فہرست

نوٹ: بھگوت گیتا میں اٹھارہ (18) باب ہیں۔ جن کے الگ الگ عنوان یا نام ہیں۔ مگر ہر باب میں مختلف موضوع کے مطابق کوئی ذیلی سرخی (Sub heading) نہیں ہے۔ ہم نے اسے اپنی کتاب میں لکھا اور شامل کیا ہے۔ تاکہ داعی کو بات اچھی طرح سمجھ میں آجائے۔

مقدمہ ۱۶

۱۔ ادھیائے نمبر۔ا ارجن وشاد یوگ ۱۸

۲۔ ادھیائے نمبر۔۲ سنکھیا یوگ ۲۴

ارجن کو شری کرشن کے ذریعے دی گئی تسلّی کا بیان ۲۴

ارجن کے خیالات ۲۵

خدا، روح اور آخرت کا بیان ۲۵

شری کرشن کے ذریعے خدا کا تعارف ۲۷

شری کرشن کو الہام ہونا ۲۷

روح کی تفصیل ۲۷

مذہبی فرائض کا بیان ۳۰

گنہگاروں کے اوصاف ۳۰

انسانوں کے لئے خدا کے احکام ۳۱

ہمیشہ اخلاص کے ساتھ بے لوث کام کرو ۳۲

مومن کے اوصاف ۳۳

نفس پر قابو کیسے رکھیں ۳۴

سکون اور کامیابی کا راستہ ۳۵

۳۔ ادھیائے نمبر۔۳ کرم یوگ ۳۶

مذہبی فرائض کا تعارف ۳۷

مذہبی فرائض کیسے ادا ہوں گے؟ ۳۷

مذہبی فرائض ادا کرنے کے فائدے ۳۸

مذہبی فرائض ادا کرنے کا مقصد	۳۹
فرائض کی ادائیگی کے لئے ہمت افزائی	۳۹
فرائض کیسے ادا کریں؟	۴۰
مذہبی فرائض نہ ادا کرنے کے نقصانات	۴۱
مذہبی فرائض ادا کرنے میں رکاوٹیں	۴۱
اپنے فرائض سمجھو اور ادا کرو	۴۲
فرائض نہ ادا کرنے کی وجوہات	۴۲
نفس پر کیسے کنٹرول رکھیں؟	۴۲
۴۔ ادھیائے نمبر۴ گیان کرم سنیاس یوگ	۴۴
قدیم خدائی علم کا ذکر	۴۴
پیغمبروں کی دنیا میں آمد	۴۵
شرک کی وجہ	۴۶
اعمال کے بارے میں اہم معلومات	۴۷
مذہبی علم کی اہمیت	۴۸
خدا کو راضی کرنے کے لئے مختلف عبادات	۴۸
خدا کی عبادت نہ کرنے کے نقصانات	۴۹
عبادت کی اہمیت	۴۹
خدا کی عبادت نہ کرنے والوں کا انجام	۵۰
مذہبی علم کی اہمیت کا خلاصہ	۵۱
۵۔ ادھیائے نمبر۔۵ کرم سنیاس یوگ	۵۲
سنیاسی کون ہے؟	۵۲
کرم یوگ (ذاتی دینی فرائض) کی اہمیت	۵۳
خدا اعمال کا حساب لیگا	۵۵
مذہبی علم کی اہمیت	۵۵
سکون اور خوشی کیسے حاصل کریں؟	۵۵

٦۔ ادھیائے نمبر۔٦ دھیان یوگ ٥٨

دینی فرائض ادا کرنے کی اہمیت ٥٨

اخلاص کی اہمیت ٥٨

نفس پر کنٹرول کی اہمیت ٥٨

خدا کی عبادت کا طریقہ ٥٩

خدا کی عبادت کے فائدے ٦٠

نفس کو کنٹرول کرنے کے احکام ٦١

مومن کی صفات ٦٢

نفس کو قابو میں رکھنے کے طریقے ٦٣

کم نیکی والے مومن کا انجام ٦٣

عابد کی اہمیت ٦٤

٧۔ ادھیائے نمبر۔٧ گیان وِگیان یوگ ٦٥

خدا کو پہچاننے اور اس کی عبادت کا حکم ٦٦

آخرت میں کامیابی کی اہمیت ٦٦

خدا کی صفات ٦٧

عالم دین کی اہمیت ٦٨

شرک کی وجہ اور اس کے انجام کا ذکر ہے ٦٨

گمراہ لوگوں کے عقیدوں کا بیان ہے ٦٩

گمراہی کی وجہ اور اس کے علاج کا بیان ہے ٦٩

خدا پر مضبوط ایمان کے اجر کا ذکر ٦٩

٨۔ ادھیائے نمبر۔٨ اکشر برہما یوگ ٧١

خدا کی خالص عبادت کی اہمیت کا بیان ٧٢

خدا کی جنت حاصل کرنے کے لئے ضروری اعمال ٧٣

جنّت کہاں ہے؟ ٧٤

خدا کا ایک دن ٧٤

روزانہ عارضی موت کا ہونا	۷۴
آخرت کا بیان	۷۵
جنّت کے راستے	۷۵
۹۔ ادھیائے نمبر۔۹ راج وِدیا یوگ	۷۷
خدا کا خالق و مالک کی حیثیت سے تعارف	۷۷
قیامت میں دوبارہ اٹھائے جانے کا ذکر	۷۷
جاہلوں کے غلط عقیدے	۷۸
جاہلوں کا انجام	۷۸
مومن بندوں کا بیان	۷۸
حق اور باطل جماعتوں کا بیان	۷۹
مشرکوں کی غلط فہمیوں کی اصلاح	۷۹
نیک لوگوں کے انجام اور انعام کا بیان	۸۰
خدا کی حفاظت کا وعدہ	۸۱
مشرکوں کے شرک کی وجہ سے ان کے انجام کا بیان ہے	۸۱
مومنوں کے لئے نیک اعمال کرنے کی ہدایت ہے	۸۱
قیامت میں حساب کتاب سے بچنے کا راستہ	۸۲
خدا کے لئے تمام مخلوق برابر ہے	۸۲
ایمان والوں کا انجام	۸۲
۱۰۔ ادھیائے نمبر۔۱۰ وِبھوتی یوگ	۸۴
خدا کا تعارف	۸۴
انسانوں کے وہ اوصاف جو خدا کی عظمت ظاہر کرتے ہیں	۸۴
خدا کی قدرت پر غور کرنے کی اہمیت	۸۵
ایمان صرف خدا کی طرف سے ملتا ہے	۸۵
خدا کی تعریف	۸۶
خدا سے التجا	۸۶

ان شاہکاروں کا بیان جو خدا کی عظمت ظاہر کرتے ہیں ۸۷

۱۱۔ ادھیائے نمبر۔۱۱ وِشواروپ درشن یوگ ۹۰

خدا کی روحانی مخلوقات دیکھنے کی ارجن کو التجا ۹۰

خدا کی عظیم روحانی تخلیقات کا بیان ۹۱

خدا نے ارجن کو روحانی آنکھیں عطا کیں ۹۱

فرشتوں کا بیان ۹۱

خدا کے نور کا بیان ۹۱

خدا کی تعریفیں ۹۳

موت کے فرشتے کا ظاہر ہونا ۹۴

موت کے فرشتے کا اپنا تعارف کرانا ۹۵

خدا کی تعریف ۹۵

ارجن کا معافی مانگنا ۹۶

۱۲۔ ادھیائے نمبر۔۱۲ بھکتی یوگ ۹۹

بت پرستی کی حقیقت ۹۹

نا دکھائی دینے والے خدا کی عبادت کیسے کریں؟ ۱۰۰

خدا کے محبوب بندوں کے اوصاف ۱۰۰

۱۳۔ ادھیائے نمبر۔۱۳ شیتر نیہ وبھاگ یوگ ۱۰۲

انسان میں موجود اوصاف کا بیان جو خدا کی عظیم تخلیق ہیں ۱۰۳

حقیقی علم کیا ہے؟ ۱۰۴

خدا کے اوصاف جو کسی میں نہیں ہو سکتے ۱۰۴

تقدیر کا بیان ۱۰۵

۱۴۔ ادھیائے نمبر۔۱۴ گُن تریہ وِبھاگ یوگ ۱۰۸

دینی علم کی فضیلت ۱۰۸

نفس مطمئنہ کی خصوصیات	۱۰۹
نفس لوامہ کی خصوصیات	۱۰۹
نفس امارہ کی خصوصیات	۱۰۹
نفس مطمئنہ کی اہمیت	۱۱۰
متقی کے اوصاف	۱۱۱
۱۵۔ ادھیائے نمبر۔۱۵ پُرشوتّم یوگ	۱۱۳
دنیا سے بے رغبتی کی تعلیم	۱۱۳
آخرت کا بیان	۱۱۴
جنّت کا بیان	۱۱۴
زندگی کا فلسفہ	۱۱۴
قیامت میں دوبارہ اٹھائے جانا	۱۱۴
خدا کی عظمت کا بیان اور شرک کی نفی	۱۱۵
روح خدا کا جز نہیں	۱۱۶
۱۶۔ ادھیائے نمبر۔۱۶ دَیوائسر سنپ دُوی بھاگ یوگ	۱۱۷
خدا کے احکام پر عمل کر کے انسان میں پیدا ہونے والے اوصاف	۱۱۷
شیطانی اوصاف کا بیان	۱۱۷
شیطانی اوصاف کے لوگوں کے انجام کا بیان ہے۔	۱۱۹
۱۷۔ ادھیائے نمبر۔ ۱۷ شرڈھاتریہ وِبھاگ یوگ	۱۲۱
شیطان کون؟	۱۲۱
مختلف اوصاف کے لوگوں کی پسندیدہ غذائیں	۱۲۲
اعمال کی قسمیں	۱۲۳
جسم زبان اور قلب کا مجاہدہ	۱۲۳
اوصاف کے مطابق مجاہدے میں تبدیلی	۱۲۴
صدقے کی قسمیں	۱۲۴
خدا کے تین ناموں کا بیان	۱۲۵

۱۸۔ ادھیائے نمبر۔ ۱۸ موکش سنیاس یوگ	۱۲۶
سنیاس اور تیاگ کا فرق	۱۲۷
تیاگ کی اہمیت	۱۲۷
اعمال کے صحیح ہونے کا معیار	۱۲۸
علم ،اعمال اور انسان کی قسمیں	۱۲۹
تین قسم کے علم کا بیان	۱۲۹
تین قسم کے اعمال	۱۳۰
عامل کی قسمیں	۱۳۰
سمجھ کی قسمیں	۱۳۰
عزم Determination کی قسمیں	۱۳۱
سکون کی قسمیں	۱۳۱
برہمن،شتریہ،ویشیہ اور شُدر کے اوصاف	۱۳۲
وہ اعمال جن کو کرنے سے بندہ خدا کی معرفت حاصل کرتا ہے	۱۳۳
خدا کی رحمت	۱۳۴
دعوت دین کی اہمیت	۱۳۵
نوٹ	۱۳۷
N-1 خدا کا تعارف	۱۳۷
N-2 روح،نفس،جان اور ایمان کا تعارف	۱۴۸
N-3 پُنر جنم کی حقیقت	۱۵۲
N-4 بھگوت گیتا میں زندگی اور موت کے چکر کا مفہوم	۱۶۲
N-5 اپنے نیک اعمال کے اجر کی تمنا کیوں نہ کریں؟	۱۶۴
N-6 سنگم کا مفہوم	۱۶۶
N-7 یوگ کا مفہوم	۱۶۷
N-8 نفسانی خواہشات کا ذکر	۱۶۷
N-9 شلوک نمبر ۲:۱۲ اور ۵:۴ کی تشریح	۱۶۸

N-10 اوتار کی حقیقت ۱۶۹
N-11 کرم بندھن کا مفہوم ۱۷۰
N-12 تقدیر کیا ہے ۱۷۱
N-13 موکش کا مفہوم ۱۷۳
N-14 گائتری منتر کیا ہے؟ ۱۷۳
N-15 شنکر جی اور حضرت آدمؑ میں مماثلت ۱۷۳
N-16 قیامت کیسے ہوگی؟ ۱۷۴
N-17 شلوک نمبر ۷:۱۵ کی تشریح ۱۷۶
N-18 بھگوان لفظ کا مفہوم ۱۷۷
N-19 ہندو دھرم کی کتابوں میں ابلیس کا بیان ۱۷۸
N-20 دیوتا کون ہیں؟ ۱۸۰
دعوتی کام کے لئے کچھ اہم کتابیں ۱۸۳

ڈاکٹر ساجد صدیقی نے بھگوت گیتا کا سنسکرت سے اردو اور ہندی میں ترجمہ کیا ہے۔ جسے دو سنسکرت کے ماہر (پروفیسر ھیمنت دتاترے کھیرنار اور ڈاکٹر ریکھا ویاس) اور کئی مسلم علماء اور دانشمندوں نے جیسے (مولانا محفوظ الرحمٰن شاہین جمالی، علامہ مولانا حافظ جلالدین القاسمی محمد فاروق خان صاحب (جماعت اسلامی) نے مستند قرار دیا اور تعریف کی ہے۔ اردو کے ترجمے کو حکومت مہاراشٹر نے بھی انعام سے نوازا ہے۔ ڈاکٹر ساجد صدیقی کے اردو ترجمے کو پڑھ کر اس کتاب کو خاص کر کے داعی حضرات کے لئے میں نے ترتیب دیا ہے۔ بغیر ڈاکٹر ساجد صدیقی صاحب کی کتاب پڑھے میرے لئے اس کتاب کو ترتیب دینا ممکن نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر ساجد صدیقی صاحب کو دنیا اور آخرت میں کامیاب کریں اور ان کی کوششوں کو قبول فرمائیں۔ آمین

ڈاکٹر ساجد صدیقی کا پتہ مندرجہ ذیل ہے۔

۲۸۹، دھوبی گلی، انجمن چوک، نیو وارڈ، مالیگاؤں، ناسک۔423203

فون نمبر۔ 9960651601

فہرست (موضوع کے مطابق)

- دین کے پانچ شعبے ہیں۔(۱) عقائد(۲) عبادات(۳) معملات (۴) اخلاقیات (۵) حسن معاشرہ۔عقائد میں بھی چھ چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔(۱) توحید (۲) رسالت (۳) آخرت(۴) فرشتے (۵) کتاب (۶) تقدیر۔

اگر کسی میں اوپر بیان کی گئی باتیں صحیح ہیں تو وہ دین پر صحیح طور پر عمل کر رہا ہے۔

- میں نے اپنے ذاتی مطالعے میں پایا کہ اوپر بیان کی گئی قریب قریب تمام باتوں کا صحیح ذکر بھگوت گیتا میں ہے۔اگر ہم ان باتوں کو پڑھ کر سمجھ لیں اور اپنے ہم وطنوں کو اس پر صحیح طریقے پر چلنے کی ترغیب دیں تو بڑی حد تک ان کی زندگی میں بھی دین آجائے گا۔

- داعی حضرات کی آسانی کے لئے میں اوپر بیان کئے گئے عنوان کے مطابق شلوکوں کی نشاندہی مندرجہ ذیل فہرست میں کر رہا ہوں۔

عقائد

توحید:

(۱) خدا کے ایک ہونے کا ذکر: 2:41, 6:31, 7:17, 9:15, 13:5, 14:27

(2:41 یعنی ادھیائے نمبر۲ شلوک نمبر ۴۱)

(۲) خدا کے نام کا بیان: 17:23

(۳) خدا کا تعارف: 2:17 ,9:16 ,9:6 ,9:5 ,8:4,9:4 ,8:9 ,8:22 ,10:8 ,10:3 ,10:2 ,9:19 ,15:14 ,15:13 ,15:12 ,14:27 ,14:4 ,14:3 ,11:3 ,10:42 ,10:41 ,10:37 ,10:31 ,10:21 15:19 ,15:18 ,15:17 ,15:15

(۴) خدا کی تعریف: 11:18, 11:22, 11:37, 11:40

(۵) خدا کی صفات: 5:29, 7:7, 7:24, 7:25, 7:26, 8:3, 9:4, 9:6, 10:2, 11:12, 13:13, 13:14, 13:15, 13:16, 13:17, 13:18, 13:19, 13:23, 13:32, 13:33, 14:3, 14:4, 15:12, 15:13,15:14, 15:15, 15:16, 15:17, 15:18, 15:19, 15:20

(۶) خدا کی رحمت کی اہمیت: .18:56, 10:11, 10:10, 9:34, 7:14، 18:66, 18:52, 18:58

(۷) خدا کا حفاظت کا وعدہ: 9:22

(۸) خدا کے نور کا بیان: 15:7, 11:47, 10:41, 10:40

(۹) انسانی اوصاف جو خدا کی عظمت کو ظاہر کرتے ہیں: 13:11-13:6

(۱۰) توحید یہ انسان میں پیدائشی صفت ہے: 17:3-17:2

رسالت:

(۱۱) وہ شلوک جس میں شری کرشن کو یوگیشور کہا گیا ہے۔(یوگیشور یعنی خدا کا پیغمبر)۔18:28, 18:75, 11:9

(۱۲) وہ شلوک جس میں شری کرشن کا ایک عظیم انسان کی طرح ذکر ہے۔ ,10:37, 11:3, 11:37, 11:50 10:14, 7:19, 18:74

(۱۳) وہ شلوک جس میں وشنو اور رام کو خدا کی عظیم شاہکار بتایا گیا ہے۔ 10:21, 10:31

(۱۴) وہ شلوک جس میں کئی بڑی ہستیوں کا ذکر ہے۔ 11:15, 10:6, 4:8 -4:1

آخرت:

(۱۵) قیامت کا ذکر۔ 3:24, 7:6, 8:22, 9:7

(۱۶) دوبارہ اٹھایا جانا۔ 15:8, 15:9, 15:10, 15:11

(۱۷) حساب کتاب کا ہونا۔ 5:15

(۱۸) آخرت کا تذکرہ۔ 7:5, 7:6, 8:20, 2:22, 4:31, 4:40, 6:40

(۱۹) مغفرت موکش کا تذکرہ۔ 5:27/28, 4:32, 13:35, 16:5, 17:25, 18:66

(۲۰) روح کا بیان: 2:19-2:30

(۲۱) زندگی خدا کی طرف سے ایک امتحان ہے: 7:14, 14:5, 18:61

(۲۲) جنّت کا بیان۔ 8:16, 8:23, 8:26, 9:20, 15:5, 15:6

(۲۳) جنّت کا حقدار کون؟: 2:15, 2:37, 2:71, 2:72, 4:39, 4:24, 5:17,5:24, 5:25, 5:26, 5:29, 6:28, 6:45, 7:29, 8:10, 8:13, 8:15, 9:20, 9:31, 9:32, 9:33, 11:55, 12:4, 13:29, 13:35, 14:14, 14:20, 15:5, 16:22, 18:54, 18:49, 18:55, 18:68, 18:71

(۲۴) جہنم کا تذکرہ۔ 16:20, 16:16, 9:24, 4:40, 1:43, 1:41, 6:40, 2:40, 9:21

فرشتے:

(۲۵) فرشتوں کو ہندو دھرم میں دیوتا کہتے ہیں۔ 3:12, 3:11, 9:20, 7:23, 7:22, 7:21, 7:20, 7:15

(۲۶) آسمانی دنیا کے مخلوقات: 11:5-11:24

کتاب:

(۲۷) مذہبی علم کی اہمیت: 2:40, 4:1-4:11, 4:33, 4:41, 5:16, 5:17, 7:2, 9:2, 13:12, 14:1, 14:2, 15:20, 16:23, 16:24, 18:18, 18:19, 18:20, 18:21, 18:22

تقدیر :

(۲۸) تقدیر کا بیان۔ 2:47, 13:20-13:24, 18:59

عبادات

(۲۹) خدا کی عبادت: 4:32, 4:26, 6:10- 6:23, 8:5- 8:10, 12:12

(۳۰) تین طرح کے نفسوں کا بیان: 14:5- 14:20, 8:3, 18:40

(۳۱) گمراہی کی وجہ : 3:16, 3:34, 3:37, 7:20, 7:21, 7:22, 7:27, 9:23

(۳۲) شرک کی وجہ: 4:12, 7:20, 9:11, 9:12, 9:23, 12:2

(۳۳) شرک سے ممانیت (اور شرک سے بچنے کے فائدے): 2:48, 3:9, 4:23, 5:10, 5:11, 8:22, 9:15, 9:22, 9:30, 11:55, 12:6, 12:18, 13:11, 14:26, 15:3, 15:5, 18:6, 18:9, 18:21, 18:23, 18:26

(۳۴) مشرکانہ غلط فہمیوں کا ازالہ: 9:16, 9:19

(۳۵) جہنم سے کون بچے گا؟: 2:40, 4:32, 5:28, 18:66, 6:40

(۳۶) ایمان اور ہدایت کا ذکر: 10:10, 10:11

(۳۷) مجاہدا (تپ): 17:14-17:19

(۳۸) صدقہ: 17:20-17:22

(۳۹) سنیاس اور تیاگ کی حقیقت: 18:1, 18:11

(۴۰) سکون او کامیابی: 2:71, 3:15, 4:30, 5:21, 5:29, 6:17, 6:23, 9:22, 10:9, 12:7, 18:36

معملات

(۴۱) انسانی سمجھ کا بیان: 18:29-18:32

(۴۲) عزم کا بیان: 18:33-18:35

(۴۳) مؤمن بندوں کی خوصوصیات: 9:30, 9:20, 9:14, 9:13, 6:8, 6:1, 5:11, 5:7, 2:58, 2:55, 12:13- 12:20, 14:22- 14:26, 16:1, 16:3, 18:53

(۴۴) شیطانی اوصاف: 16:4- 16:23, 17:1- 17:6, 3:27, 2:43

اخلاقیات

(۴۵) نفس پر کنٹرول کا حکم: 2:60, 2:61, 6:3, 6:24, 6:28, 6:35, 6:36

(۴۶) عمل میں اخلاص کی اہمیت: 4:14, 14:15, 6:2, 12:11, 12:12, 18:12

(۴۷) اعمال کی حقیقت: 18:13, 18:28

(۴۸) مطلوب اعمال: 18:55, 18:51

(۴۹) خدا کے احکام: 2:45, 3:19, 3:30, 3:41, 3:43, 6:47, 8:7, 8:8, 9:27, 9:28, 9:34, 12:8, 17:23, 18:51, 18:57, 18:62, 18:65, 18:66

(۵۰) مذہبی فرائض: 2:39, 3:1- 3:5, 5:6- 5:14, 6:1, 18:5

حسن معاشرہ

(۵۱) فلاح عام کا حکم: 2:45, 3:20, 3:25, 5:25, 6:31, 6:32, 11:55, 12:4, 12:13, 13:5, 18:54

(۵۲) مساوات کی تعلیم: 5:18, 5:19, 9:30-9:33, 9:29, 11:55, 12:4, 12:13, 18:54

(۵۳) دینی دعوت کی اہمیت: 18:67- 18:71

(۵۴) انسانی اوصاف جو خدا نے انسانی سماج کو قائم رکھنے کے لئے پیدا کئے: 4:8, 18:41- 18:50

مقدمہ

حضرت عبدالرحمٰن بن علاء حضرمیؒ کہتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے یہ حدیث بیان کی جس نے نبی کریمؐ سے سنا تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا، ''یقیناً اس امت کے آخری حصہ میں ایک قوم ہوگی جس کا ثواب ابتدائی دور کے لوگوں (یعنی صحابہ کرامؓ) کے ثواب کی مانند ہوگا۔ وہ نیکیوں کا حکم دیں گے۔ برائیوں سے روکیں گے اور فتنہ پردازوں سے جنگ کریں گے۔''(۱)

حضرت ابوعبیدہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا ہم سے بھی بہتر کوئی ہوسکتا ہے کہ ہم نے (آپؐ کے ہاتھ پر) اطاعت قبول کی اور آپؐ کے شانہ بشانہ جہاد کیا۔ فرمایا ''ہاں تم لوگوں کے بعد ایک قوم ہوگی۔ وہ مجھ پر ایمان لائیں گے جب کہ انھوں نے مجھے دیکھا بھی نہ ہوگا۔''(۲)

حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے (ایک دن صحابہؓ سے) پوچھا، ''ایمان کے لحاظ سے کون سی مخلوق تمہارے نزدیک سب سے عجیب اور عزیمت والی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا،'' فرشتے فرمایا (ان کے ایمان میں کیا عجیب بات ہے؟) وہ ایمان کیوں نہ لائیں جب کہ وہ اپنے پروردگار کے قریب رہتے ہیں۔ صحابہؓ نے کہا،''پھر یا رسول اللہؐ وہ انبیاء ہیں۔'' فرمایا،''وہ ایمان کیوں نہ لائیں جب کہ ان پر وحی نازل ہوتی ہے۔ صحابہ نے کہا، پھر یا رسول اللہ ﷺ وہ ہم لوگ ہیں، فرمایا، تم ایمان کیوں نہ لاتے جبکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ، نے فرمایا، بے شک تمام مخلوقات میں ایمان کے اعتبار سے قوی اور عجیب ترین حقیقتاً ایک قوم ہوگی۔ وہ میرے بعد ہوں گے۔ وہ کچھ صحیفے پائیں گے۔ ان (صحائف) میں کتاب ہے۔ جو کچھ (صحائف) میں ہے اس پر وہ ایمان لائیں گے۔ (۳)

مندرجہ بالا حدیث میں ''کتاب'' سے مراد قرآن ہے۔ یعنی ان کو ان صحائف میں قرآن نظر آئے گا۔ اس مفہوم کو تقویت قرآن کی مندرجہ ذیل آیت سے بھی ملتی ہے۔

''بے شک یہ (قرآن) اوّلین صحیفوں میں ہے۔''(۴)

مندرجہ بالا احادیث بتاتی ہیں کہ ایک قوم براہ راست قرآن پر ایمان نہیں لائے گی بلکہ پہلے وہ اپنے صحائف کو پائے گی یعنی یہ وہ قوم ہوگی جو اپنے صحائف سے کٹی ہوگی اور گویا انہیں دوبارہ دریافت کرے گی۔ ان صحائف میں انھیں قرآنی تعلیمات نظر آئیں گی اور اس رُخ سے وہ اسلام قبول کرے گی اور اس طرح اس قوم کا ایمان عجیب ترین ہوگا اور اتنے مرتبہ والا ہوگا کہ ان کا ثواب صحابہؓ کے ثواب کی مانند ہوگا۔ (اگر اب بھی نہ جاگے تو، صفحہ نمبر ۱۹۹۔۱۹۸)

دنیا کی مذہبی اقوام میں ہندو قوم وہ واحد قوم ہے جس کے پاس آسمانی صحائف ہیں اور وہ ان سے کٹی ہوئی ہے۔

آپ کے ہاتھ میں جو یہ کتاب ہے یعنی بھگوت گیتا کا ترجمہ، آپ اسے پڑھ کر دیکھئے۔ اس میں ایک بات بھی ایسی نہیں ہے جو قرآن کی تعلیم کے خلاف ہے۔ تو میرا ذاتی نظریہ ہے کہ یہی وہ کتاب ہے جسے پڑھ کر ہمارے ہم وطن ہدایت یاب ہوں گے۔

بدقسمتی سے ہمارے ہندو بھائی اپنی مذہبی کتابیں بالکل نہیں پڑھتے ہیں۔اس لئے یہ ہمارا فرض ہے کہ پہلے ہم خود اس کتاب کو پڑھ کر اچھی طرح سمجھیں۔ پھر ان کو اس کتاب کو پڑھنے کی ترغیب دیں اور اپنے دوست اور جان پہچان والے ہم وطن بھائیوں کو ہمارا شائع کیا ہوا ایک ہندی یا انگریزی کا نسخہ خرید کر تحفہ دیں۔اگر آپ ان کی کتاب کی روشنی میں توحید اور آخرت کی تعلیم ان کو دیتے ہیں تو آپ پر مذہب کی تبدیلی کا الزام بھی نہیں آئے گا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو حکمت اور دانشمندی کے ساتھ کام کرنے کی توفیق دے۔آمین

ایک گزارش

یہ جو بھگوت گیتا کی پہلی جلد ہے یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو بھگوت گیتا کا گہرائی سے مطالعہ نہیں کرنا چاہتے ہیں۔اس لئے ہم نے صرف شلوکوں کا ترجمہ ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔تاکہ کم صفحات میں پوری کتاب تیزی سے پڑھی جاسکے۔مگر صرف اس کتاب کو پڑھ کر بھگوت گیتا کی تعلیم کے ذریعے دعوت وتبلیغ کا کام مت کیجئے۔دعوت وتبلیغ کے لئے پہلے آپ جلد نمبر۲ پڑھیں جس میں ہر شلوک کے ہر لفظ کے معنی بیان کئے گئے ہیں۔

اس کتاب کو پڑھ کر آپ کو احساس ہوگا کہ بھگوت گیتا میں صرف توحید اور آخرت کی تعلیم اور زندگی کے فلسفے ہیں۔مگر کسی ہم وطن دانشور کا بھگوت گیتا کا ترجمہ پڑھ کر آپ کو احساس ہوگا کہ اس میں تو صرف شرک کی تعلیم ہے۔اس فرق کی بڑی وجہ لفظوں کے معنی کا انتخاب ہے۔

مثال کے طور پر ۲:۱۲ اشلوک میں ایک لفظ ہے (یگُتْ ۔تما) یہ لفظ دو الفاظ سے بنا ہے (یگت) اور (تَما) تَما کے معنی گمراہی اور تارکی ہیں۔اور (یگت) کے معنی ہیں کہ کسی میں وہ اوصاف ہونا ۔اس طرح (یگُتْ ۔تما) کے معنی ہیں گمراہی اور جہالت میں مبتلا۔یعنی شلوک میں تعلیم ہے کہ بت پرستی کرنے والا جہالت میں مبتلا ہے۔جب کے دوسرے مصنف اسی لفظ کے معنی ’’سب سے بہتر‘‘ لکھتے ہیں۔یعنی بت پرستی کرنا سب سے بہتر ہے۔ہم نے الفاظ کے معنی نالندہ شبد ساگر کوش اور کئی دوسری مستند ڈکشنریوں سے لئے ہیں۔اس لئے جب آپ اس کتاب کا ترجمہ بیان کریں گے تو لوگ کہیں گے کہ ہماری کتاب میں کچھ اور لکھا ہے۔تب آپ کو الفاظ کے معنی کی بنیاد پر جواب دینے کی قابلیت ہونی چاہئے جو آپ کو جلد نمبر۲ پڑھ کر ہی حاصل ہوگی۔

جلد نمبر۲ ابھی شائع نہیں ہوئی ہے۔آپ سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ جلد نمبر۲ ہندی اور انگریزی ترجمہ بھی جلدی سے شائع ہو جائے۔

السلام علیکم
آپ کا بھائی

قمرالدین خان
9320064026

(۱) بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ باب ثواب ہٰذہ الامتہ (۲) اس مضمون کی حدیث احمد اور دارمی نے بھی نقل کی ہے، رزیں بحوالہ مشکوٰۃ۔ باب ثواب ہٰذہ لامتہ (۳) بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ باب ثواب ہٰذہ الامتہ (۴) سورۃ الشعراء:۱۹۶

1-ادھیائے نمبر ایک

ارجن وِشادیوگ (ارجن کی آہ وزاری)

ادھیائے کا خلاصہ: ارجن اوراس کے بھائیوں کے ساتھ ناانصافی ہوئی تھی۔اس لئے ارجن کے پاس جنگ کرنے کے سوا کوئی راستہ نہ تھا۔ جنگ کے میدان میں جب دوفوجیں صف آرا ہوئیں توارجن نے دونوں فوجوں کے درمیان کھڑے ہوکر دونوں طرف کے فوجیوں کودیکھنا چاہا۔ارجن کے کہنے پر کرشن ان کا رتھ دونوں فوجوں کے درمیان کھڑا کردیتے ہیں۔ جب ارجن دونوں طرف کی فوجوں کودیکھتے ہیں توانھیں دونوں طرف اپنے ہی خاندان کے تمام لوگ نظر آتے ہیں۔

ارجن حکمراں خاندان سے تھے۔ان کا ایسا ماننا تھا کہ سماج کے معزز خاندان کے رہن سہن کا طریقہ ہی سماج کے دوسرے لوگ اپناتے ہیں۔(ادھیائے نمبر۳ شلوک نمبر۲۱ کا بھی یہی مفہوم ہے۔) اگران کا حکمراں خاندان آپسی جنگ کی وجہ سے تباہ ہوجاتا ہے تو اعلیٰ اخلاقی قدریں جوان کے خاندان کی وجہ سے سماج میں رائج ہے وہ بھی ان کے خاندان کے ساتھ ختم ہوجائیں گی۔اور پھر سماج میں بے راہ روی اور بے دینی کا ماحول غالب آجائے گا۔عورتیں ناپاک ہونے لگیں گی اور ناجائز بچے پیدا ہونے لگیں گے۔ اورسماج کی اس تباہی کے ذمے دار حکمراں خاندان کے بزرگ ہوں گے جنھوں نے خاندان کوآپس میں لڑا کر تباہ کردیا۔اس لئے ارجن نے کہا کہ خاندان کوتباہی سے بچانے کے لئے میں جنگ نہیں لڑوں گا۔

دھرت راشٹر اندھا راجا تھا۔اس کے سو بیٹے تھے جنھیں کورو کہا جاتا ہے۔دھرت راشٹر کے بڑے بیٹے کا نام دُریودھن ہے۔ان سب کا شمار باطل طاقت میں ہوتا ہے۔

ارجن سمیت پانچ بھائی ہیں یہ دھرت راشٹر کے بڑے بھائی پانڈو کے بیٹے تھے اوران پانچوں کو والد کے نام سے پانڈو کہا جاتا ہے۔اس جنگ میں شری کرشن ارجن کے رتھ بان اوراستاد تھے۔ سنجئے دھرت راشٹر کا وزیر تھا۔اس میں یہ خصوصیت تھی کہ وہ دھرت راشٹر کے پاس محل میں بیٹھے بیٹھے دور جنگ کے میدان میں جو ہورہا ہے وہ دیکھ سکتا تھا۔اس طرح سنجئے آنکھوں دیکھا حال اندھے راجہ دھرت راشٹر کو بتاتا رہتا تھا، یا دھرت راشٹر اس سے پوچھتا رہتا تھا۔

(1.1) دھرت راشٹر نے (اپنے رتھ بان اوروزیر) سنجئے سے سوال کیا:

اے سنجئے! کروچھیتر کا علاقہ (جوکہ ایک) مقدس علاقہ ہے۔ (اس میں) میرے اور پانڈو (کے بیٹوں نے) جنگ کیلئے یکجا ہوکر کیا کیا؟

(1.2) سنجئے نے کہا: اے راجا (دھرت راشٹر)! اس وقت پانڈوؤں کی فوج کو صف آرا دیکھ کر اور اپنے

استاد (درون آچاریہ) کے پاس کا جا کر دُریودھن نے کچھ باتیں کہیں۔

(1.3) (دُریودھن نے درون آچاریہ سے کہا)

اے استاد محترم! آپ کے ذہین شاگرد دُرپد کے بیٹے کے ذریعے مورچہ بندی کی گئی ہے۔ پانڈو کے بیٹوں کی وسیع ترین اس فوج کو دیکھئے۔

(1.4) یہاں جنگ میں (پانڈوؤں کی فوج میں) یویودھان، وی راٹ اور سپہ سالار دُرپد جیسے بہادر شاندار تیروں اور کمانوں والے بھیم اور ارجن کے برابر ہیں۔

(1.5) (ان کی فوج میں) دھرشٹ کیتو، چیکی تان اور کاشی راج اور پروجت، کُنتی بھوج جیسے بہادر (موجود) ہیں اور شیبیہ جیسے انسانوں میں بہت ہی دلیر (مانے جانے والے بھی موجود ہیں۔)

(1.6) یودھامینو، وکرانت اور اُتموج سوبھدر اور دروپدی کے بیٹے، بلاشبہ، یہ تمام بہادر اور عظیم سپہ سالار ہیں۔

(1.7) لیکن، اے برہمنوں میں افضل (درون آچاریہ)! میری فوج کے ہمارے خاص اور اہم جو سپہ سالار ہیں، ان کو (پہلے) جان لیجئے، انہیں آپ کی جانکاری کیلئے بتا رہا ہوں۔

(1.8) بھیشم پتامہا، کرن اور کرپ اور اشوتھاما اور وکرن اور سوم دتی اور بلا شبہ، آپ بھی ہمیشہ فتح پانے والوں میں سے ہیں۔

(1.9) ان کے علاوہ اور بہت سارے بہادر میرے لیے اپنی زندگی کو قربان کرنے کیلئے مختلف قسم کے اسلحہ سے لیس ہیں اور یہ تمام جنگ کرنے میں ماہر بھی ہیں۔

(1.10) ہماری اس (فوج) کی طاقت، بھیشم پتامہا کے زیر نگرانی لامحدود ہے، لیکن ان (پانڈوؤں) کی اُس (فوج کی) طاقت بھیم کے زیر نگرانی محدود ہے۔

(1.11) اور حقیقت تو یہ ہے کہ ہر ایک کو مورچوں میں جس طرح مختلف حصوں میں قائم کیا گیا ہے، ان

نوٹ 1.3: ہاستیناپور کے راجا شانتنو تھے۔ ان کی پہلی بیوی گنگا کے بیٹے بھیشم پتامہا تھے۔ انھوں نے زندگی بھر کنوارا رہنے اور سیاست میں دخل نہ دینے کا عہد کیا تھا۔ شانتنو کی دوسری شادی شیہ ورتی سے ہوئی۔ ان سے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی۔ ان کے بڑے بیٹے ویدویاس سے تین بیٹے ہوئے پانڈو، دھرت راشٹر اور وِیدور۔ پانڈو کو پانچ بیٹے ہوئے ان میں سے ایک ارجن ہیں۔ پانڈو کے مرنے کے بعد دھرت راشٹر راجہ بنے دھرت راشٹر کے سو بیٹے ہوئے ان میں سے بڑے کا نام دریودھن تھا۔ اس طرح بھیشم پتامہا ارجن کے دادا ہوئے۔ درون آچاریہ ارجن اور ان کے بھائیوں کے اور دھرت راشٹر کے سو بیٹوں کے استاد تھے۔ اور جنگی تعلیم سبھی بھائیوں کو انھوں نے ہی دی۔

سبھوں کو اپنی اپنی ٹکڑیوں میں رہتے ہوئے بے شک بھیشم پتامہا کی حفاظت کرنی چاہیے۔

(1.12) کوروؤں کے بزرگ (بھیشم) پتامہا نے اس (دریودھن) کی خوشی میں اضافہ کرنے کے لئے گرج کر اونچی آواز میں پوری طاقت سے شیر کی گرج کی طرح شنکھ بجایا۔

(1.13) اس کے بعد شنکھ اور بڑے بڑے ڈھول مردنگ اور باجے اچانک ایک ساتھ بجنے لگے، (ان کی جو) آواز تھی وہ بلاشبہ بہت ہی خوفناک تھی۔

(1.14) بے شک اسی وقت سفید گھوڑوں سے جڑے ہوئے وسیع رتھ میں بیٹھے ہوئے مادھو (کرشن) نے اور پانڈو (ارجن) نے متبرّک شنکھ بجائے۔

(1.15) رشی کیش (کرشن) نے پنچ جنیہ (نامی شنکھ بجایا۔) دھننجئے (ارجن) نے دیودت (نامی شنکھ بجایا) اور سب سے بڑا پونڈر شنکھ، بہت زیادہ کھانا کھانے والے اور بہت کام کرنے والے بھیم نے بجایا۔

(1.16) اے راجا (دھرت راشٹر)! کُنتی کے بیٹے یُدھشٹر نے اننت وجے (نامی شنکھ بجایا) اور نکُل سہدیو نے سگھوش (اور) منی پُشپک (نامی شنکھ بجائے۔)

(1.17) شاندار کمان والے کاشی (کے راجا) اور عظیم سپہ سالار، شکھنڈی، دھرشٹ دُھمن، وراٹ اور ساتیکی اور (اسی طرح) اپراجیت (کبھی ہار نہ ماننے والے) اور۔

(1.18) دُرپد اور دُرپدی کے بیٹے اور سبھدرا کا بیٹا (ابھیمنیو) (جو کہ) مضبوط بازوؤں والا ہے، ہر جگہ سے اے راجا الگ الگ (نام کے) شنکھ بجائے۔

(1.19) بے شک، ان (شنکھوں کی) گونج (اور) شور نے آسمان اور زمین کو لرزا دیا اور دھرت راشٹر کے بیٹوں (کوروؤں) کے دلوں کو چیر کر رکھ دیا۔

(1.20) اے راجا! پھر دھرت راشٹر کے بیٹوں کو دیکھتے ہوئے کپی دھوج (ہنومان کے پرچم والے رتھ) پر بیٹھے ہوئے پانڈو (ارجن) نے کمان سنبھال لیا اور تیر چلانے کے لیے آگے بڑھتے ہوئے رشی کیش (کرشن) سے اس وقت یہ جملہ کہا۔

(1.21) (1.22) ارجن نے کہا، اے اچیُت (کرشن)! میرے رتھ کو دونوں فوجوں کے درمیان کھڑا کردو، یہاں تک کہ میں جنگ کے ارادے سے جمع ہوئے ان لوگوں کو دیکھ لوں، (تاکہ جان سکوں کہ) مجھے اس جنگ کے میدان میں کن لوگوں کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے مقابلہ کرنا ہے۔

(1.23) بُری ذہنیت رکھنے والے دھرت راشٹر

کے بیٹے (دریودھن کی) خوشی چاہنے کیلئے، جنگ میں جو یہاں لڑنے کیلئے یکجا ہوئے ہیں، میں اُنہیں دیکھنا چاہتا ہوں۔

(1.24) سنجئے نے کہا اے بھارت (دھرت راشٹر)! اس طرح گڈاکیش (ارجن) کے کہنے پر رشی کیش (کرشن) نے دونوں فوجوں کے درمیان شاندار رتھ کو کھڑا کر دیا۔

(1.25) بھیشم پتا مہا، درون آچاریہ اور تمام راجاؤں کے سامنے (کرشن نے) اس طرح کہا، ''اے پارتھ (ارجن!) یہاں یکجا ہونے والے ان کوروؤں کو دیکھو۔''

(1.26) پارتھ (ارجن) نے وہاں بلاشبہ بزرگوں کو، داداؤں کو، استادوں کو، ماماؤں کو، بھائیوں کو، بیٹوں کو، پوتوں کو، دوستوں کو دیکھا۔

(1.27) سسروں کو اور خیر خواہوں کو بھی دونوں جانب کی فوجوں میں کھڑے ہوئے دیکھا۔ کنتی کے بیٹے (ارجن) نے ان تمام دوستوں (اور) رشتہ داروں کو (جنگ کے میدان میں آمنے سامنے) کھڑا ہوا دیکھا۔

(1.28) (تو اس کا دل) بہت زیادہ رحم سے بھر آیا (اور) وہ نہایت غمگین ہو کر اس طرح کہنے لگا۔

(1.29) جنگ کے ارادے سے حاضر ہوئے۔ ان تمام رشتہ داروں کو دیکھ کر میرے جسم کے روئیں کانپ رہے ہیں اور منہ بھی خشک ہو رہا ہے۔ میرے جسم میں لرزہ پیدا ہو رہا ہے اور رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں۔

(1.30) اور ہاتھ سے گانڈیو (کمان) چھوٹ رہا ہے اور (میری) جلد بھی تپ رہی ہے۔ اے کرشن! میرا ذہن بھرم میں ہے (سچائی کو سمجھ نہیں پا رہا ہے) اور اس طرح میرے لئے کھڑے رہنا ممکن نہیں ہے۔

(1.31) اے کرشن! انجام کو (میں امید کے) بر خلاف دیکھ رہا ہوں اس لئے اس جنگ میں اپنے رشتے داروں کو قتل کرنے میں کوئی بھلائی نہیں دیکھ رہا ہوں۔

(1. 32) اے کرشن! ہم لوگوں کو (رشتے داروں کے بغیر) زندگی میں کیا (مزہ آئے گا) اور حکومت اور عیش و آرام میں کیا مزہ آئے گا۔ اے کرشن! (اس لئے) نہ (تو) (میں) فتح چاہتا ہوں اور نہ حکومت اور نہ عیش و آرام چاہتا ہوں۔

(1. 33) (میں دیکھ رہا ہوں کہ) یہ (سب) بزرگ، اساتذہ، بیٹے اور دادا، یہ تمام حقیقی طور پر اپنی جانوں اور مال کو قربان کرنے کیلئے جنگ میں (دشمن بن کر) کھڑے ہیں۔

(1.34)(1.35) اے مدھوسودن (کرشن) اساتذہ، ماما، سسر اور پوتے، سالے اور احباب (بھی دشمنی پر اتر آئے ہیں) مگر قتل ہو کر بھی (میں) ان تمام لوگوں کو مارنا نہیں چاہوں گا۔

(1.36) اے جناردن (کرشن)! دھرت راشٹر کے بیٹوں کو مار کر ہمیں کیا خوشی حاصل ہوگی؟ زمین پر (راج) کرنے کے لئے کیا کہنا؟ میں تو تینوں عالموں پر حکومت کے مقصد سے بھی (انہیں ہلاک نہیں کروں گا۔)

(1.37) اے مادھو (کرشن)! دھرت راشٹر کے بیٹوں اور ان کے ساتھ ساتھ رشتہ داروں، (جو کہ) بلاشبہ ہمارے اپنے ساتھ پیدا ہوئے اور پلے بڑھے ہیں، ان تمام کو ہلاک کر کے ہمیں صرف گناہ ہی ملے گا۔ اس لئے (ہمارے لئے یہ) مناسب نہیں (ہے)۔ بے شک (انھیں) ہلاک کر کے ہمیں سکون کیسے مل سکتا ہے؟

(1.38) اگر ان لوگوں کو، خاندان کو برباد کرنے اور دوستوں کو مارنے (جیسا) گناہ کرنے میں بھی کوئی برائی نظر نہیں آرہی ہے، (تو اس کی وجہ یہ ہے کہ) لالچ نے ان کی عقل اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو برباد کر دیا ہے۔

(1.39) اے جناردن (کرشن)! ان لوگوں کی غلطی ہمیں نظر آگئی ہے (اور ہم) اِسے گناہ بھی سمجھ رہے ہیں، (تو پھر ان) خاندانوں کی بربادی کو روکنے کیلئے ہمارے ذریعے کیوں نہ کوشش کی جائے؟

(1.40) کہا جاتا ہے کہ (معزز) خاندانوں کی بربادی سے ہمیشہ ایک طرح سے چلی آرہی ''خاندانی اخلاقی تہذیب'' برباد ہوجاتی ہے اور ''خاندانی اخلاقی تہذیب'' کے برباد ہونے پر (بقیہ) تمام خاندانوں پر غیر مذہبی طرز زندگی غالب آجاتی ہے۔

(1.41) اے کرشن غیر مذہبی نظام زندگی کے غالب آجانے سے خاندان کی عورتیں ناپاک ہوجاتی ہیں۔ اے ورشنی (کرشن) عورتوں کے ناپاک ہونے پر ناجائز نسل پیدا ہونے لگتی ہے۔

(1.42) ان ناجائز نسلوں سے بلاشبہ، بحر و بر کے کاموں یا قدرتی قوانین میں فساد پھوٹ پڑتا ہے اور خاندانوں کو گہرے اندھکار یا گمراہی میں ڈالنے والے خاندان کے سربراہ بزرگ بلا شبہ، جہنم میں گرائے جاتے ہیں۔

(1.43) ان ناجائز نسلوں کی افزائش جیسی غلطی

نوٹ 1.39: قرآن کریم کی سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۶ اس طرح ہے، (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) اور جب ہمارا ارادہ کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ہوا، تو وہاں کے آسودہ لوگوں کو خواہش پر مامور کر دیا۔ تو وہ نافرمانیاں کرتے رہے، پھر ان پر عذاب کا حکم ثابت ہوگیا، اور ہم نے انھیں ہلاک کر ڈالا۔
(یعنی سماج کے آسودہ لوگوں کا سماج پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ وہ نیک رہے تو سماج نیک رہتا ہے۔ اگر وہ گناہ کرتے ہیں تو سارا سماج گناہ میں مبتلا ہوجاتا ہے۔)

کی وجہ سے خاندانوں کے ہمیشہ سے چلی آ رہی ہے
خاندانی اخلاقی تہذیب اور سماجی مذہبی نظامِ زندگی
برباد ہو جاتا ہے۔

(1.44) اے جناردن (کرشن)! (جن)
انسانوں کی خاندانی اخلاقی قدریں برباد ہو جاتی ہیں،
(اُن انسانوں کا) ٹھکانا ہمیشہ ہمیش کیلئے جہنم ہو جاتا
ہے، ایسا (میں نے) ویدوں کا علم، سلسلہ بہ سلسلہ
پہنچانے والے علماء سے سنا ہے۔

(1.45) آہ! کتنی حیرت کی بات ہے کہ حکومت
سے حاصل ہونے والے عیش و آرام کی لالچ میں،
اپنے خاندان والوں کو مارنے کیلئے ہم تیار ہو گئے ہیں،
جو کہ ہم نے بہت بڑا گناہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

(1.46) اگر جنگ کے میدان میں مجھے بلا
مقابلہ (اور) بنا ہتھیار کے، ہتھیاروں سے لیس
دھرتراشٹر کے بیٹے مار ڈالیں، تو وہ بھی میرے لیے
زیادہ بہتر ہوگا۔

(1.47) جنگ کے میدان میں اتنا کہہ کر، ارجن
غمزدہ اور اُداس دل سے، تیر کیساتھ کمان کو بھی ایک
طرف رکھتے ہوئے، رتھ کے پچھلے حصے میں بیٹھ گیا۔

نوٹ **1.41**: قرآن کریم سورۃ الروم آیت نمبر ۴۱ اس طرح ہے، ’’خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے۔‘‘
(یعنی انسان کے گناہوں سے نہ صرف اس کی اپنی ذات پر، بلکہ ساری زمین پر بھی اثرات ہوتے ہیں۔)

۲-ادھیائے نمبر دو
سنکھیا یوگ (جسم اور روح کا تجزیاتی مطالعہ)

ادھیائے کا خلاصہ: اس ادھیائے (باب) میں ارجن کے لئے بہت سی نصیحتیں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) شلوک نمبر۲:۱۲ کا مفہوم ہے کہ حق اور باطل ہر دور میں موجود تھے۔اور ہر دور میں ان کی جنگ ہوئی۔اس لئے جہاد کوئی نیا اور غلط کام نہیں ہے۔

(۲) شلوک نمبر۲:۱۳ سے ۲:۳۰ کا مفہوم ہے کہ جسم کے اندر ایک روح ہے۔جسم فنا ہونے والا ہے اور روح لافانی ہے۔اس لئے جنگ میں موت سے یا جسم کے فنا ہونے سے غم مت کرو کیوں کہ روح جسم کے فنا ہونے کے بعد بھی باقی رہتی ہے۔

(۳) شلوک نمبر۲:۳۱ سے ۲:۳۷ کا مفہوم ہے کہ مجاہد کے لئے جہاد فرض ہے۔اگر تم جہاد نہ کروگے تو گناہ اور ذلت دونوں تمہیں ملے گی۔

(۴) شلوک نمبر۲:۴۷ اور ۲:۴۸ میں نصیحت ہے کہ منافق نہ بنو بلکہ ایک خدا پر ایمان رکھنے والا بنو اور خدا کے احکام پر عمل کرو۔

(۵) شلوک نمبر۲:۴۴ سے ۲:۶۸ میں نصیحت ہے کہ اپنے ایمان کو مضبوط کرو اور اپنے نفس پر کنٹرول رکھو۔

(۶) شلوک نمبر۲:۶۶ سے ۲:۷۲ میں نفسانی خواہشات پر قابو کرنے کے فائدوں کا بیان ہے۔

(دینی احکامات پر عمل نہ کرنے کی بڑی وجہ نفسانی خواہشات کی پیروی کرنا ہے۔اس لئے نفسانی خواہشات پر کنٹرول کرنے پر زور دیا گیا ہے تاکہ جہاد سے دل پیچھے نہ ہٹے۔)

ارجن کو شری کرشن کے ذریعے دی گئی تسلی کا بیان:-

(2.1) جب (کرشن نے) رحم سے بھرے ہوئے، غمزدہ (ارجن کو اور اس کی) آنکھوں کو، پوری طرح آنسوؤں سے بھری ہوئی (دیکھا) تب مدھوسودن (کرشن) نے یہ جملے کہے۔

(2.2) اس مشکل وقت میں تمہارے (دل میں) یہ جہالت بھرا (فیصلہ) کہاں سے آگیا؟ ایسے جہالت والے اقدام جنت کی طرف انہیں لے جاتے (بلکہ) (یہ بزدلی والے) اعمال ذلت کی وجہ بنتے ہیں۔

(نوٹ: ''ارجن کو شری کرشن کے ذریعے دی گئی تسلی کا بیان۔'' ہم نے اس طرح کا جو عنوان شلوکوں کے اوپر لکھا ہے۔اس طرح کا عنوان اصل بھگوت گیتا کتاب میں نہیں ہے۔ہم نے اپنے ترجمے میں بات کو صرف اچھی طرح سمجھانے کے لئے اسے لکھا ہے۔)

(2.3) اے پارتھ (ارجن)! نامردی اور بزدلی کی راہ مت اپناؤ۔ یہ بہت بری چیز ہے (جو) تمہیں زیب نہیں دیتی۔ اے پرم تپ (ارجن)! دل کی اس کمزوری کو چھوڑ کر (جہاد کے لیے) کھڑے ہو جاؤ۔

ارجن کے خیالات:۔

(2.4) ارجن نے کہا، اے مدھوسُدن (کرشن)! جنگ میں مَیں کس طرح بھیشم پتامہا اور درون آچاریہ پر تیروں سے اُلٹ کر حملہ کروں گا؟ اے اری سُدن (کرشن)! یہ (لوگ میرے لیے) احترام کے قابل ہیں۔

(2.5) بے شک، اس دنیا میں ان عظیم تجربہ کار اساتذہ کو قتل نہ کرکے، زیادہ بہتر یہ ہے کہ (مَیں) بھیک مانگ کر اپنی ضروریات پوری کرلوں۔ عیش و آرام کی چاہت میں (مَیں) ان اساتذہ کو ہلاک بھی کردوں، لیکن عیش و آرام کی چیزوں سے لطف اندوز ہونے کے لیے بے شک (مجھے) یہ دنیا خون سے آلودہ (ملے گی)۔

(2.6) (ہم تو) وہ بھی نہیں جانتے جو ہمارے لیے بہتر ہے۔ یا تو ہم جیت جائیں گے یا (وہ) ہم پر فتح پائیں گے لیکن اگر (ہم جیتے تو) بلاشبہ وہ سب دھرت راشٹر کے بیٹے (ابھی جو ہمارے) سامنے کھڑے ہیں ان کو مار کر (ہم) کبھی نہیں جینا چاہیں گے۔

(2.7) میری اپنی فطرت میں رحمدلی ہے، (جس کی وجہ سے میں) غلطی کر رہا ہوں۔ (اسی لیے) تم سے دینِ حق کو (جاننے کے لیے) میرا دل بے چین ہے۔ (اب تم سے) وہ (خدا کے احکامات) پوچھ رہا ہوں جو میرے لیے زیادہ بہتر ہیں۔ اچھی طرح فیصلہ کر کے مجھ سے کہو۔ مجھ کو صرف تمہارا سہارا ہے (اور) میں تمہارا شاگرد بھی ہوں، (اسی لیے میری) رہنمائی کرو۔

(2.8) اس سرزمین پر دشمنوں سے خالی، فرشتوں سے بھری، اور تمام رکاوٹوں اور تکلیفوں سے خالی، سب سے اعلیٰ حکومت بھی مجھے مل جائے (تو) بیشک مجھے کوئی بھی نظر نہیں آتا ہے جو (میرے اس) غم کو دور کر سکے جو (میرے) اعصاب کو خشک کیے ہے۔

(2.9) پرنتپ (ارجن) نے، رشی کیش (کرشن) سے اس طرح کہا۔ ''اے گووند (کرشن!) سچ تو یہ ہے کہ (میں) جنگ نہیں کروں گا۔'' اس طرح کہہ کر گڈاکیش (ارجن) چپ ہو گیا۔

خدا، روح اور آخرت کا بیان:۔

(2.10) سنجے نے کہا (اس کے بعد) اے بھارت (دھرت راشٹر)! رشی کیش (کرشن) نے دونوں فوجوں کے درمیان اس غمزدہ (ارجن سے) مسکرا کر اس طرح یہ باتیں کہیں۔

(2.11) (اے ارجن!) تم عقلِ سلیم رکھنے والوں کی طرح باتیں بھی کر رہے ہو، (لیکن) ان کے

لیے غمزدہ ہو، جن کے لیے غمزدہ نہیں ہونا چاہئے۔ (جن کی ابھی) جان گئی ہے اور (جن کی) جان نہیں گئی ہے، (ان دونوں کے لیے) علم والے غمزدہ نہیں ہوتے۔

(2.12) لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ (اس دنیا میں) کوئی بھی ایسا دَور نہیں رہا ہے، جب تم (جیسے دین حق کو جاننے کے طالب) نہ رہے ہوں، (اور) میں (دین کا داعی) نہ رہا ہوں (اور) ان (جیسے) انسانوں کے اوپر ظلم کرنے والے (بے دین) نہ رہے ہوں اور بلاشبہ، مستقبل میں بھی اس سے آگے (کوئی دَور ایسا) نہیں ہے کہ ہم سب نہ رہیں۔

(نوٹ: یعنی حق اور باطل کی جنگ ہر دور میں ہوگی۔اس شلوک کو سمجھنے کے لئے نوٹ نمبر ۹ پڑھیں جو کہ اس کتاب کے آخر میں ہے۔)

(2.13) جسم رکھنے والی مخلوق (یعنی انسان) کے جسم کو، (دنیا میں پیدائش کے بعد) جس طرح بچپن، جوانی (اور) بڑھاپے (میں الگ الگ قسم کا جسم خدا کی جانب سے ملتا) ہے، اُسی طرح جسم کے اندر (موجود روح کو مرنے کے بعد دوبارہ روحانی جسم) حاصل ہو جاتا ہے، اسی لیے صابر شخص کو (موت سے) ذرا بھی الجھن اور پریشانی نہیں ہوتی۔

(2.14) اے کنتی کے بیٹے (ارجن)! راحت (اور) مصائب کو جتنا محسوس کرواتا ہی (ذہن پر) اثر یا احساس دیتے ہیں، لیکن (ان دونوں کا) گرمی (اور) سردی (کے موسموں کی طرح) کچھ عرصہ کے لیے آنا (اور) جانا (لگا رہتا ہے)۔ اے بھارت (ارجن)! (یہی سوچتے ہوئے) ان کو برداشت کرنے کی کوشش کرو۔

(2.15) اے انسانوں میں افضل (ارجن)! جو صابر انسان، راحت (اور) مصائب میں، خدائی احکامات پر صبر کے ساتھ قائم رہتا ہے، بلاشبہ یہ سب (حالات اُسے) بے چین نہیں کر پاتے اور ایسا شخص (مرنے کے بعد) جہاں موت نہیں ہوتی، اس (جنّت کے) مقام کو پانے کے لائق ہو جاتا ہے۔

(2.16) (عارضی دنیا) جس کا وجود میں آنا دکھائی دے رہا ہے، یہ باقی نہیں رہنے والے ہیں (اور) حق (خدا، روح اور آخرت) جن کا وقوع ہونا دکھائی نہیں دے رہا ہے، بلاشبہ یہ دونوں (یکساں) نہیں ہیں،

نوٹ 2.13: انسان جس جسم کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔ جوان ہوتے ہوتے اس کا وہ جسم پوری طرح سے بدل چکا ہوتا ہے۔ یعنی جسم کا خون اور گوشت وغیرہ سب نئے ہوتے ہیں۔ اس طرح بڑھاپے میں اس کا جسم جوانی والا نہیں ہوتا بلکہ نیا ہوتا ہے۔ جس طرح زندگی کے درمیان ہی میں روح کو الگ الگ دور میں الگ الگ جسم ملتا ہے اسی طرح مرنے کے بعد بھی روح کو ایک روحانی جسم خدا کی طرف سے ملتا ہے۔

لیکن ان تمام کی حقیقت کو اور انجام کو (علمِ دین پر) گہری نظر رکھنے والے با بصیرت علماء نے ہی (صحیح طور پر) دیکھا ہے۔

<u>شری کرشن کے ذریعے خدا کا تعارف:۔</u>

(2.17) بے شک، (تم) اُس (خدا) کو لافانی سمجھو، جس کے ذریعے اس تمام (کائنات) کا پھیلاؤ (وجود) ہے۔ اس لافانی (خدا کو) ختم کرنے کی طاقت کسی میں بھی نہیں ہے۔

<u>شری کرشن کو الہام ہونا:۔</u>

(2.18) (الہام کے ذریعے) خدا نے کہا، ''جسم رکھنے والی مخلوق (انسان) کا جسم یقیناً ختم ہونے والا ہے، (لیکن) اس (جسم) میں لافانی (روح) ہمیشہ ایک ہی شکل میں قائم رہنے والی اور نا قابل پیدائش ہے، اسی لیے اے بھارت (ارجن)! جہاد کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

<u>روح کی تفصیل:۔</u>

(2.19) جو شخص اس (روح) کو مارنے والی جانتا ہے اور اسے جو شخص مرنے والی مانتا ہے، تو یہ دونوں اشخاص (روح کے بارے میں) کچھ بھی نہیں جانتے، (کیونکہ) یہ (روح) نہ ہی کسی کو مارتی ہے۔ (اور) نہ ہی مرتی ہے (یا ماری جاتی ہے۔)

(2.20) (خدا کے ذریعے انسانی جسم میں خدا کی ڈالی ہوئی روح) نہ کبھی پیدا ہوتی ہے اور نہ کبھی مرتی ہے۔ یہ (روح) نہ کبھی وجود میں آئی تھی۔ (نہ) آئی ہے اور نہ وجود میں آئے گی۔ یہ (روح) پیدا نہ ہونے والی، ہمیشہ رہنے والی، تبدیل نہ ہونے والی، سب سے قدیم ہے۔ جسم کے مر جانے پر بھی (یہ روح) نہیں مرتی۔

(2.21) اے پارتھ (ارجن)! جو شخص اس (روح) کو پیدا نہ ہونے والی، لافانی، ہمیشہ ایک حالت میں قائم رہنے والی، نہ تبدیل ہونے والی جانتا ہے۔ وہ انسان کیسے کسی کو قتل کر سکتا ہے؟ (اور) کیسے کسی کو قتل کروا سکتا ہے؟

(2.22) جس طرح انسان پرانے پھٹے ہوئے

نوٹ 2.17: اس شلوک میں شری کرشن جی نے ارجن کو خدا کا تعارف کرایا ہے۔ اس شلوک کے بعد کا زیادہ تر حصہ الہام ہے جو خدا نے ارجن کے لئے شری کرشن کو کیا تھا۔ ان الہام کو ویدویاس جی نے ۷۰۰ شلوکوں کی شکل میں اس کتاب میں لکھا ہے۔ پنڈت سُندرلال نے اپنی کتاب '' گیتا اور قرآن'' صفحہ نمبر ۱۰۲ پر لکھا ہے کہ دانشوروں کی رائے کے مطابق شری کرشن کو تقریباً سو الہام ملے تھے۔ جب کہ اس کتاب میں سات سو شلوک ہیں۔ اس لئے یہ کتاب حدیثِ قدسی کی طرح خدا کی کہی ہوئی بات کا مفہوم ہو سکتی ہے۔ قرآن کی طرح اس کتاب کے سارے الفاظ اللہ تعالیٰ کے نہیں ہیں۔

کپڑوں کو چھوڑ کر دوسرے نئے (کپڑوں) کو پہنتا ہے، اُسی طرح (روح بھی) پرانے بوسیدہ (مرے ہوئے) جسم کو چھوڑ کر (آخرت میں) دوسرا نیا جسم حاصل کر لیتی ہے۔

(2.23) اس (روح) کو کوئی بھی ہتھیار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں کرسکتا۔ اس (روح کو) آگ جلا نہیں سکتی۔ اس (روح) کو پانی گیلا نہیں کرسکتا اور (اس روح کو) ہوا خشک نہیں کرسکتی۔

(2.24) یہ (روح) اٹوٹ ہے۔ یہ (روح) جلتی نہیں ہے (اور) نہ گیلی ہوتی ہے اور یہ خشک بھی نہیں ہوتی اور بلا شبہ، یہ (روح) ہمیشہ رہنے والی ہے۔ ہر جگہ آنے (جانے) والی ہے (یا کائنات میں ہر جگہ رہ سکتی ہے)۔ یہ ایک حالت میں قائم رہنے والی ہے۔ نہ بھٹکنے والی ہے اور نہ تبدیل ہونے والی ہے۔

(2.25) (خدانے) کہا کہ یہ (روح) نہ دکھائی دینے والی ہے۔ یہ روح خیال سے پرے ہے۔ یہ (روح) کبھی بھی تبدیل نہیں ہوتی، اس طرح اس (روح کی) حقیقت کو (تم) جان گئے ہو، اسی لیے (تمہیں اب جسم اور جسم کی موت کے بارے میں) فکر نہیں کرنا چاہئے۔

(2.26) اگر (تم) اس (روح) کو ہمیشہ پیدا ہونے والی یا ہمیشہ مرنے والی بھی مانتے ہو، تو بھی اے قوی بازو والے ارجن! تمہیں اس (روح اور موت کے بارے میں) اتنا غم نہیں کرنا چاہیے۔

(2.27) جو بھی پیدا ہوتا ہے اس کی موت بے شک اٹل ہے۔ اسی لیے پیدائش اور موت سے بچا نہیں جاسکتا یہ بھی اٹل ہے۔ (اسی وجہ سے) تمہیں اس بارے میں اتنا زیادہ فکر مند نہیں ہونا چاہیے۔

(2.28) اے بھارت (ارجن)! تمام مخلوقات (اپنی تخلیق کی) شروعات میں دکھائی نہیں دیتیں، (صرف دنیاوی زندگی کے) درمیانی عرصے میں دکھائی دیتی ہیں، اور حقیقت یہ ہے کہ مرنے کے بعد (پھر) دکھائی نہیں دیتیں، تو پھر (مخلوقات کی موت کا اتنا) غم کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

(2.29) کوئی اس (روح) کو عجوبے (کی طرح) دیکھتا ہے، اور (کوئی) اس روح کو عجوبے (کی حیثیت سے) بھی جانتا ہے، اور بے شک، کچھ دوسرے لوگ اس (روح) کو عجوبے (کی طرح) سنتے ہیں، اور سچ تو یہ ہے کہ کچھ لوگ اس (روح) کو سن کر بھی کچھ سمجھ نہیں پاتے۔

(2.30) اے پارتھ (ارجن)! یہ (روح) تمام (انسانوں) کے اجسام میں موجود ہے، (اور) ہمیشہ رہنے والی ہے۔ (انسانوں کے) جسموں میں موجود (روح) کو مارا نہیں جاسکتا، اسی لیے تمام انسانوں (کی موت) پر تمہیں اتنا زیادہ فکر مند نہیں ہونا

چاہئے۔

(2.31) تمہارے اپنے اوپر خدا نے جو اعمال فرض کئے ہیں، شک نہ کرتے ہوئے صرف ان کے بارے میں سوچنے کے علاوہ (تمہیں مزید) کچھ سوچنا نہیں چاہئے۔ بے شک ایک شتریہ (جنگجو) کیلئے، جہاد کر کے خدا کے دین کو قائم کرنے سے افضل کوئی دوسرا کام نہیں ہے۔

(2.32) اے پارتھ (ارجن)! اس طرح جہاد (کا موقع) پانا ایک شتریہ (جنگجو) کیلئے انتہائی خوشی کی بات ہے۔ اور (وہ اس لیے کہ) اپنے آپ ملا ہوا (یہ جہاد کا موقع) جنّت کا کھلا ہوا دروازہ ہے۔

(2.33) اور اگر تم اس خدا کے دین کو فتح دلانے والا جہاد نہیں کرو گے تو اپنے اوپر فرض کئے گئے اس دینی فرض یا کام کو (نہ کرنے سے دنیا میں) تم اپنی عزت کھودو گے اور تمہیں گناہ بھی ملے گا۔

(2.34) اور بلاشبہ، تمہارے اس ذلت بھرے قصے اور واقعے کے متعلق سب لوگ ہمیشہ باتیں کریں گے، اور (اچھی طرح یاد رکھو کہ) ذلت، موت سے زیادہ (بُری چیز) ہے۔

(2.35) بڑے بڑے سپہ سالار تمہیں میدانِ جنگ سے ڈر کر بھاگنے والا سمجھیں گے، اور جن کے لیے تم بہت زیادہ انمول (یا مانی ہوئی چیز) ہو، (ان کے لیے) حقیر اور قابلِ نفرت ہو جاؤ گے۔

(2.36) تمہارے دشمن بھی تنقید کرتے ہوئے تمہارے زورِ بازو اور طاقت کے متعلق بہت سارے جو نہیں کہنا چاہئے ایسے نازیبا الفاظ بھی کہیں گے۔ اُس وقت بلاشبہ، اس سے بڑھ کر دکھ کی بات اور کیا ہو سکتی ہے؟

(2.37) اے کنتی کے بیٹے! (اگر تم جہاد میں) مارے گئے تو (تمہیں) جنّت ملے گی۔ اور اگر فتح حاصل ہوئی (تو تمہیں) دنیا کا عیش و آرام (بھی) ملے گا۔ اسی لیے جہاد کا پکّا ارادہ کر کے (جنگ کے لیے) کھڑے ہو جاؤ۔

(2.38) سُکھ دُکھ، نفع نقصان، فتح و شکست کے حالات میں بھی صبر (کے ساتھ خدائی احکامات کی تعمیل) کرنا تمہارا فرض ہے۔ اسی لیے (خدا کی راہ میں) جہاد کرو، (جیسا کہ) جہاد کرنے کا حق ہے۔ اس طرح (تمہارے ہاتھوں ان ظالموں کا قتل ہونے پر بھی تمہیں) کوئی گناہ ملنے والا نہیں ہے۔

نوٹ 2.30: میری ذاتی تحقیق کے مطابق انسان جن چیزوں سے مل کر بنا ہے وہ اس طرح ہیں۔ (۱) جسم (۲) روح (۳) نفس (۴) جان (۵) ایمان۔ شلوک نمبر ۲:۱۸ سے ۲:۳۰ تک روح کا بیان ہے۔ جسم، نفس، جان اور ایمان کے بارے میں معلومات کے لئے نوٹ نمبر۲ پڑھئے۔

<u>مذہبی فرائض کا بیان:۔</u>

(2.39) اے ارجن! تمہیں سنکھیا یوگ بیان کر دیا گیا۔لیکن اب ''بُدھی یوگ'' کو عقل اور سمجھ کے ساتھ سنو۔جس کی وجہ سے (تم) **اپنے مذہبی فرائض** کو انجام دینے میں ترقی کرو گے۔

(2.40) اس (بدھی یوگ کے ساتھ) عمل کرنے والا (کبھی بھی) تباہی و بربادی سے دو چار نہیں ہوتا ہے اور نہ کبھی (جہنم میں) گرتا ہے۔ بے شک یہ (مذہبی علم کے مطابق) دین پر تھوڑا سا (عمل)، انتہائی بڑے (آخرت کے) خوف سے آزاد بھی کر دیتا ہے۔

(2.41) اے کرونندن (ارجن!) بے شک، اس ایک خدا پر پختہ ایمان رکھنے والے انسان کی عقل (ایک سمت یا سیدھے راستے پر چلتی ہے) اور (جو اس ایک خدا پر) پختہ ایمان نہیں رکھتے، ان کی عقل لامحدود (خداؤں اور مخلوقات سے جُڑ کر) بہت ساری سمتوں یا راستوں میں (بھٹک کر گمراہ ہو جاتی ہے۔)

(2.42) اے پارتھ (ارجن)! (پختہ ایمان نہ رکھنے والے) یہ تمام جاہل (منافق) لوگ، ویدوں سے غلط یا اختلاف پیدا کرنے والی باتوں کو پھیلانے میں ہمیشہ مصروف رہتے ہیں۔ ریا کارانہ اور ظاہری دینداری اختیار کرتے ہیں۔صرف تقریریں یا (بے روح) الفاظ کہتے ہیں۔اس طرح ان خطیبوں کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا (کہ)۔

<u>(نوٹ: ان کے مقصد کا بیان اگلے شلوکوں میں ہے۔)</u>

<u>گنہگاروں کے اوصاف:۔</u>

(2.43) خود غرضی یا اپنے نفس کی تسکین میں لگے رہنا یا خواہش پرستی کے تحت زندگی گزارنا۔مرنے کے بعد جنّت میں نئی زندگی (کے آسان راستے یعنی شارٹ کٹ) بتانا۔(صرف وہ) اعمال کرنا (جو انہیں دنیا ہی میں) صلہ، بدلہ اور اجر دیں۔ (دین کے نام پر) ظاہری رسموں اور تہواروں کو کرنے میں لگے رہنا۔(ساری زندگی) دنیاوی طاقت، دنیاوی عیش اور شان و شوکت سے لطف اندوز ہونے کی جانب

نوٹ 2.39: سنکھیا یوگ یعنی روح اور جسم کا تجزیاتی علم۔بدھّی یوگ یعنی حق اور باطل کو شعوری طور سے جاننا اور پہچاننا یا مذہبی علم کا ہونا۔

نوٹ 2.43: کسی بھی مذہب کے دو حصے ہوتے ہیں عقیدے اور عملی فرائض۔شلوک نمبر ۲:۳۸ تک مذہبی عقائد کا بیان تھا۔ یعنی ایک خدا کی ذات ہے جو لا فانی ہے۔روح کا وجود ہے جو کبھی نہیں مرتی وغیرہ۔اس شلوک نمبر ۲:۳۹ میں اور اس کے بعد مذہبی فرائض کا ذکر ہے۔جہاد بھی ایک مذہبی فریضہ ہے۔شلوک نمبر ۲:۴۰ سے ۲:۶۹ تک مذہبی فرائض کیسے اچھی طرح ادا کئے جائیں اس کا ذکر ہے۔درمیان میں خدا کو نہ ماننے والوں کا بھی ذکر ہے۔

گامزن رہنا وغیرہ۔

(2.44) دنیاوی عیش و آرام (اور) دنیاوی شان و شوکت کو حاصل کرنے میں لگے ہوئے لوگوں کا دل و دماغ، ان (عیش و آرام کی) چیزوں کے لیے گمراہ (ہوکر بے چین و بے سکون) ہوجاتا ہے، (اسی لیے) ان کے پاس پختہ ایمان رکھنے والا قلب، عقل و سمجھ (اور) ایک خدا میں یکسوئی پر منحصر (کوئی بھی عمل) نہیں ہوتا۔

انسانوں کے لئے خدا کے احکام:۔

(2.45) ویدوں میں تین (قسم کے) فطری اوصاف (نیکی، مسلسل جدوجہد اور گمراہی) کے متعلق مضامین ہیں۔اے ارجن! (تم) ان تینوں اوصاف سے دور ہوجاؤ۔ضِدّین (راحت و مصیبت اور صحت و بیماری جیسے حالات) سے متاثر نہ ہوتے ہوئے، صبر و استقلال کے ساتھ خدا کے برحق قوانین پر قائم رہو۔ ہر وقت اپنی فکر اور اپنے تحفظ و فائدے والے نظریات سے تعلق مت رکھو۔(بلکہ صرف اور صرف) خدا (کے سہارے جینے) والے بن جاؤ۔

(2.46) جس طرح، ایک مکمل بڑے تالاب سے تمام ضرورتیں پوری ہوتی ہیں، (لیکن) بہت سارے چھوٹے چھوٹے پانی کے گڑھوں سے (نہیں ہوتیں۔) بالکل اسی طرح ویدوں کے ذریعے جو ایک خدا کو جانتا ہے یا ایک خدا پر ایمان رکھتا ہے، اس کی تمام ضرورتیں (ایک خدا ہی سے) پوری ہوجاتی ہیں۔

(2. 47) عمل کا اختیار بے شک تمہیں ہے،

نوٹ 2.45: تین طرح کے اوصاف ہیں اور وہ نفسِ لوامہ، نفسِ امارہ اور نفسِ مُتمئنہ ہیں۔نفسِ امارہ گناہ کی طرف راغب کرتا ہے۔نفسِ لوامہ یہ مسلسل کام میں مصروف رکھتا ہے۔اور نفسِ مُتمئنہ نیکی کی طرف لے جاتا ہے۔اس شلوک میں نفس متمئینہ کو بھی چھوڑ دینے کا بیان ہے۔ادھیائے ۱۴ شلوک ۲۶۔۲۰ میں آتیت نام کے اوصاف کو اپنانے کا بیان ہے۔آتیت کے لفظی معنے ہے" جو گزر گیا۔" تو اس شلوک کا مفہوم ہے کہ انسان نیکی کمانے کی نیت سے نیک کام نہ کرے بلکہ اپنے آپ کو مرا ہوا تصور کرے اور آخرت کی تیاری کے مطابق صرف خدا کو خوش اور راضی کرنے کے لئے عمل کرے۔ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ کوئی اپنی نیکی کی زیادتی کی بنیاد پر جنّت میں نہیں جائے گا۔ جب تک اللہ اپنا کرم نہ کرے۔تو انسان کو نیکی سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کی ضرورت ہے۔نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو فرمایا تھا کہ"تم اپنے آپ کو"مردوں میں شمار کرو۔" (مسند امام احمد بن حنبل) اس طرح سوچ اپنانے سے انسان صرف خدا کی خوشنودی کے لئے ہی عمل کرتا ہے۔

نوٹ 2. 47: ایک حدیث شریف اس طرح ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا،"کسی چیز کی خواہش کرنا اور کوشش کرنا یہ تمہارے اختیار میں ہے۔مگر نتائج خدا کی مرضی کے مطابق ہی ہوں گے۔" (مسند احمد حنبل)

(لیکن) عمل کے نتائج اور اجر پر تمہارا کوئی (اختیار) نہیں ہے، (اس لئے) اجر کے (چاہ کے) سبب عمل کرنے والے نہ بنو (اور) نا ہی تم بے عملی کا ساتھ دو۔

(2.48) خدا کہہ رہا ہے کہ اے دھننجئے (ارجن)! شرک کو چھوڑ دو، خدا کے حکم کے مطابق (اعمال کو) انجام دو۔ کامیابی (و راحت) (اور) ناکامی (و مصیبت میں بھی) صبر کے ساتھ (اس کے احکامات کی تعمیل پر جمے) رہو گے (تو یہ) صبر عبادت ہے۔

ہمیشہ اخلاص کے ساتھ بے لوث کام کرو:۔

(2.49) اے دھننجئے (ارجن)! دینی علم (بدھی یوگ) (جو تمہیں خدا سے ملا ہے اس علم کے مطابق) بے شک برے اعمال (منکرات) سے دور رہ کر، اپنی عقل کو خدا کی پناہ میں دینے کی کوشش کرو۔ جو (دنیا میں) اپنے اعمال کے اجر کو مقصدِ حیات بناتے ہیں، وہ محتاج اور بخیل ہوتے ہیں۔

(2.50) اس لیے اپنی عقل، قلب و شعور کو ایک خدا میں لگانے والا (مومن) اس دنیا میں اچھے اور برے دونوں (اعمال) سے آزاد ہو جاتا ہے۔ (اور صرف خدا کو خوش کرنے والے اعمال کرتا ہے) اس لیے اپنے شعور کو ایک خدا کے ایمان سے جوڑنے میں لگ جاؤ، (کیونکہ قلبی ایمان کے ساتھ) اعمال کو (خدا کے احکامات کی تعمیل سے) جوڑنے یعنی عملِ صالح میں ہی اطمینان اور امن ہے۔

(نوٹ: ادھیائے نمبر ۱۴ پڑھنے کے بعد یہ شلوک اچھی طرح سمجھ میں آئے گا۔)

(2.51) قوی ایمان والا مومن اس کے اعمال کے بدلے (کی اس دنیا میں امید کو) چھوڑ دیتا ہے۔ (جس سے وہ) جہنم میں بار بار زندہ کیے جانے کی بندش سے آزاد ہو جاتا ہے۔ (پھر وہ) پالیتا ہے اس عظیم مقام جنت کو جہاں اذیت نہیں ہے۔

(2.52) جب تمہاری عقل، لالچ یا ناشکری کے گھنے جنگل سے باہر نکل آئے گی، تب (جو کچھ تم نے دنیا پرست لوگوں سے) سنا ہے یا سمجھا ہے اور (جو دنیاوی چیزیں) سننے و سمجھنے کے لائق ہیں، (ان سے تم) بے نیاز ہو جاؤ گے۔

نوٹ **2.48:** سورۃ عصر کا بھی یہی مفہوم ہے۔ جو اس طرح ہے۔ عصر کی قسم، کہ انسان نقصان میں ہے۔ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور آپس میں حق کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔

نوٹ 2.51: جہنم میں جب انسان کا جسم سزا کی وجہ سے جل جاتا ہے یا کٹ جاتا ہے اور سزا کے لائق نہیں رہتا ہے۔ تو اسے پھر نیا جسم دیا جاتا ہے۔ یعنی اس پر بار بار نئی زندگی پانے کی بندش ہوتی ہے۔ میری ذاتی تحقیق کے مطابق اسے (جنم بندھن) کہتے ہیں۔

(2.53) جب تمہارا (شعور)، (دنیا پرست لوگوں کی باتوں کو) سننے کے بعد کوئی اثر نہ لے تب تم نہ بھٹکنے والی، ٹھوس جمی ہوئی، ایک خدا میں یکسو، نہ ملنے والی، خدا (کے یقین) سے جوڑنے والی عقل (قلبی ایمان) حاصل کر پاؤ گے۔

(2.54) ارجن نے پوچھا، اے کیشو! جس کا قلب (خدا کے ایمان پر) قائم ہو۔ جو ایک خدا میں یکسو ہو۔ جو مکمل طور پر خدائی احکامات پر قائم رہتا ہو، اس کی زبان کیسی ہے؟ وہ کیسے بولتا ہے؟ وہ کیسے رہتا ہے؟ وہ کیسے چلتا ہے؟

مومن کے اوصاف:۔

(2.55) خدا نے الہام کیا کہ، اے پارتھ (ارجن)! جب (انسان) اُن تمام خواہشات کو چھوڑ دیتا ہے جو نفس کے بتائے ہوئے راستے سے (پیدا ہوتی ہیں) (اور جو کسی کے دباؤ سے نہیں بلکہ) اپنے آپ یقینی طور پر خدا کے ایمان کو قائم کر کے مطمئن ہو جاتا ہے، تب وہ قلب و شعور کے ساتھ (خدا کے ایمان پر) قائم کہا جاتا ہے۔

(2.56) خدا نے الہام کیا کہ جس کا دل مصائب میں گھبراتا نہ ہو اور راحت میں مگن نہیں ہوتا اور جو لالچ، خوف اور غصے سے آزاد ہوتا ہے، (وہ) پوری عقل اور سمجھ کے ساتھ (خدا کے ایمان پر) قائم رہنے والا مومن یا مُنی ہے۔

(2.57) جو کبھی کسی چیز کی چاہت نہیں رکھتا۔ اور نہ وہ راحت سے رغبت رکھتا ہے۔ نہ اُس مصیبت سے نفرت کرتا ہے جو اسے ملی ہے۔ (تو یہ سمجھ لو کہ) اس کا شعور و قلب، (خدا کے یقین پر) استقلال سے قائم ہو گیا ہے۔

(2.58) اور جس طرح کچھوا اپنے اعضاء کو (خول کے اندر) ہر طرف سے سمیٹ لیتا ہے، (اسی طرح جب انسان) تمام خواہشات کو' خواہشی چیزوں سے ہٹا لیتا ہے۔ تب اُس کی عقل (ایک خدا کے ایمان پر) قائم ہو جاتی ہے۔

(2.59) جسم رکھنے والے انسان کی نفسانی لطف اندوزی پر جبراً روک لگا کر۔ لطف کی چیزوں سے دور رہنے کی مشق کرا کے۔ مادی لطف اندوزی کو روکا جا

نوٹ 2.54: شلوک نمبر ۲:۴۱ سے شلوک نمبر ۲:۴۶ کو پڑھ کر ہم سمجھ سکتے ہیں کہ بھگوت گیتا کی بنیادی تعلیم ایک خدا کی عبادت ہی ہے۔ اس لئے اس شلوک نمبر ۲:۵۴ کے بعد شلوک میں اگر خدا کا نام صاف طور سے نہ بھی لکھا ہو تو ہم اس کا اشارہ ایک خدا کو ہی سمجھیں گے۔

نوٹ 2.59: یعنی عملی طور سے آپ گناہ سے رک بھی جائیں لیکن دل گناہ کی طرف مائل رہتا ہے۔ صرف خدا کے کرم ہی سے دل کے اس رجحان کو روکا جا سکتا ہے۔

سکتا ہے۔اس کے باوجود اس (لطف کی یاد اور چاہ کو) سب سے اعلیٰ و اکبر خدا کے نظر کرم سے (ذہنوں سے) حقیقی طور سے ختم کیا جا سکتا ہے۔

نفس پر قابو کیسے رکھیں:۔

(2.60) اے کنتی کے بیٹے! (ارجن)! خواہشاتِ نفس، بلاشبہ اتنی طاقتور ہیں کہ وہ اُس سمجھدار شخص کے (من کو) بھی جبراً زیر کر لیتی ہیں جو نفس کو جبراً قابو میں لانے کی کوشش کرتا ہے۔

(2.61) ان تمام (جبر کرنے والی خواہشات) پر قابو کرتے ہوئے (اپنی عقل کو) مجھ سب سے اعلیٰ خدا پر لگائے رکھو۔ (کیونکہ) بے شک جس کی خواہشات قابو میں ہیں، اسی کی عقل (خدا کے ایمان پر) قائم مانی جاتی ہے۔

(2.62) لطف اندوزی کی چیزوں کے بارے میں مسلسل سوچنے سے انسان میں ان چیزوں سے ایک لگاؤ (ہو جاتا ہے)۔ (پھر اس کے دل میں ان کو پورا کرنے کے لئے خواہشات پیدا ہوتی ہیں۔) اس طرح لگاؤ سے اس میں خواہش نفس کو پورا کرنے کی (چاہ) پیدا (ہو جاتی ہے)۔ (اور جب اس کی) نفسانی خواہش پوری نہیں ہوتی تو اس میں غصہ پیدا ہو جاتا ہے۔

(2.63) غصّے سے بے چینی، الجھن اور دیوانگی پیدا ہوتی ہے اور الجھن و دیوانگی سے سوچنے کی صلاحیت اور یادداشت الجھ جاتی ہے۔ اور سوچنے کی صلاحیت الجھنے سے عقل برباد ہو جاتی ہے۔ اور عقل کی بربادی سے انسان خدا کے رحم و کرم سے دور یعنی لعنت زدہ ہو جاتا ہے یا خدا کی نظر سے گر جاتا ہے۔

(2.64) لیکن (جو شخص) لالچ اور نفرت سے آزاد ہے، (وہ شخص) خدا کے دیئے ہوئے قوانین اور احکامات کی پیروی سے اپنی خواہشات کو قابو میں لا کر، خواہشی چیزوں سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ ایسا شخص ہی خدا کے رحم و کرم کو پا سکتا ہے۔

(2.65) خدا کا رحم و کرم پانے پر، (دنیا میں) تمام مصائب ہوتے ہوئے بھی، نقصان و بربادی ہوتے ہوئے بھی، اس کا دل مطمئن اور پرسکون رہتا ہے۔ بے شک، ایسے شخص کی عقل بہت جلد (خدا کے ایمان پر) استقلال سے قائم ہو جاتی ہے۔

(2.66) جس کا خدا پر ایمان نہیں اس میں شعور نہیں ہوگا۔ اور جس کا خدا پر ایمان نہیں اس میں صبر نہیں ہوگا۔ جس میں صبر نہیں وہ پرسکون نہیں ہوگا۔ جو پرسکون نہیں وہ خوشحال کیسے ہو سکتا ہے۔

(2.67) جس طرح تیز ہوا کشتی کو پانی میں بہا لے جاتی ہے۔ اسی طرح خواہشات میں سے جس (ایک خواہش) میں بھی بے قابو من (اٹک جائے) (وہی ایک خواہش) بلاشبہ اس کے عقل کو (ایمان کو) (بہا) لے جاتی ہے۔ اور اسے گمراہ کر دیتی ہے۔

(2.68) اس لیے اے قوی بازو والے (ارجن)! جس نے تمام خواہشات کو خواہشی چیزوں سے روک کر، اپنی خواہشات کو قابو میں کر لیا ہے، اس کی عقل (خدا کے ایمان پر) قائم ہو جاتی ہے۔

(2.69) جو تمام مخلوقات کے لیے رات (کا وقت) ہے، وہ وقت خواہشات کو قابو میں رکھنے والے کے لیے جاگنے کا وقت ہے اور جس وقت تمام مخلوقات بیدار ہوتی ہیں، وہ (وقت) خواہشات کو قابو میں رکھنے والے مومن کیلئے رات ہے۔

(2.70) جس طرح (پرشور) دریاؤں کے گرنے کے باوجود سمندر پرسکون رہتا ہے، اسی طرح خدا کے ایمان کو استقلال سے قائم رکھنے والا، تمام خواہشات کے داخلے کے باوجود (پرسکون رہتا ہے۔) وہ شخص سکون نہیں پا سکتا جس میں خواہش پرستی ہے (اور جو) خواہشات کی پیروی میں لگا ہوا ہے۔

سکون اور کامیابی کا راستہ:۔

(2.71) جس شخص نے تمام خواہشات کی پیروی کو چھوڑ دیا ہے اور جو انسان خواہشات کی غلامی نہ کرتے ہوئے، (دولت و جائیداد کا) مالک بننے کی سوچ کو چھوڑ دے (اور) تکبّر سے بھی دور رہے، وہی شخص حقیقی سکون اور سلامتی پا سکتا ہے۔

(2.72) اے پارتھ! یہی خدا (پر ایمان) کو قائم کرنے کا راستہ ہے۔ اس کو حاصل کر کے انسان الجھن اور تناؤ کا شکار نہیں ہوتا۔ زندگی کے آخری ایام تک جو اس (راستے پر) قائم رہتا ہے، وہ خدا کے پرسکون مقام (جنّت) کو حاصل کر لیتا ہے۔

نوٹ 2.69: اللہ تعالیٰ سورۃ مزمل میں فرماتا ہے۔ (اے محمدؐ) رات کو قیام کیا کرو مگر تھوڑی سی رات، یعنی نصف رات، یا اس سے کچھ کم، یا کچھ زیادہ، اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔ (سورۃ مزمل آیت نمبر ۴۔۲) (یعنی جو مخلوقات کے لئے رات کا وقت ہوتا ہے وہ پیغمبروں، ولی اللہ اور اللہ کے نیک بندوں کے لئے جو کہ نفس کو قابو میں رکھتے ہیں ان کے لئے جاگ کر عبادت کا وقت ہوتا ہے۔)

نوٹ 2.70: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''اگر انسان کے پاس دو جنگل بھر کر دولت آ جائے، تو بھی وہ تیسرے کی تلاش میں رہے گا۔ اس کا پیٹ تو صرف قبر کی مٹی بھرتی ہے۔'' (بخاری ٦٤٣٦)

3-ادھیائے نمبر تین
کرم یوگ (فرض اعمال)

ادھیائے کا خلاصہ: اس ادھیائے کی اہم تعلیم یہ ہے کہ دین صرف خدا کی عبادت کا نام ہی نہیں ہے بلکہ دین کے مطابق انسان پر کچھ چیزیں فرض ہوتی ہیں جن پر عمل کرنا انتہائی ضروری ہے۔
مختلف شلوکوں میں مندرجہ ذیل تعلیم کا بیان ہے۔
(۱) شلوک نمبر۳:۳ کا مفہوم ہے کہ مذہبی تعلیمات کے دو حصے ہیں۔(۱) خدا پر ایمان لانا (۲) مذہبی فرائض کا ادا کرنا۔
(۲) شلوک نمبر۴:۳ کا مفہوم ہے کہ مذہبی فرائض سے چھٹکارا حاصل نہیں کیا جا سکتا۔
(۳) شلوک نمبر۹:۳ کا مفہوم ہے کہ اخلاص کے ساتھ اعمال کرنے سے ہی مذہبی فرائض پورے ہوں گے۔
(۴) شلوک نمبر۱۰:۳ سے ۱۵:۳ کا مفہوم ہے کہ خدا کے احکام ماننے ہی سے خوشحالی حاصل ہوگی۔
(۵) شلوک نمبر۱۶:۳ سے ۲۲:۳ کا مفہوم ہے کہ خدائی احکام پر عمل کرنے سے زندگی میں سکون واطمینان حاصل ہوتا ہے۔
(۶) شلوک نمبر۲۳:۳ سے ۲۶:۳ میں اخلاص کی اہمیت کا بیان ہے۔
(۷) شلوک نمبر۳۳:۳ سے ۴۱:۳ کا مفہوم ہے کہ اپنے فرائض نہ ادا کر پانے کی اہم وجہ نفس پرستی ہے۔
نوٹ: کرم یوگ کا مفہوم ہندو بھائیوں کی کتاب میں اس طرح ہے۔ وہ عمل جو(۱) فرض سمجھ کر (۲) بغیر غرور اور انا کے (۳) بغیر بدلے کی امید کے (۴) اور بغیر جذباتی طور سے جڑے ہوئے کیا جائے۔
اسلام میں جس طرح پانچ چیزیں فرض ہیں یعنی کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج اس طرح ہندو علماء نے اپنی مذہبی کتاب پڑھ کر لوگوں کو کبھی فرض اعمال کے بارے میں نہیں بتایا۔ بلکہ سب اعمال کو صرف گناہ اور ثواب تک محدود رکھا۔ میری ذاتی تحقیق کے مطابق ان کی کتابوں میں بھی کئی چیزیں فرض ہیں مثال کے طور سے ایک خدا کو ماننا (۲۳:۱۷)، یگیہ، دان اور تپ کرنا (۵:۱۸)، شلوک نمبر۲۳:۱۷ میں خدا نے حکم دیا ہے کہ خدا کو تین نام سے یاد کرو اوم، وہ (ھو) اور ستیہ (حق)۔ اوم یہ لافانی بغیر کسی شکل کے اور ایک خدا کا نام ہے۔ یعنی ایسی صافات والے خدا کو ماننے کا خدا نے حکم دیا تھا۔ یگیہ کا مفہوم انٹرنیٹ پر www.hind2dictionary.com پر اس طرح لکھا ہے۔ (۱) ویدوں کے مطابق آگ جلا کر کی جانے والی عبادت (۲) عام لوگوں کی فلاح کے ارادے سے کی گئی عبادت (۳) مبارک کام۔ دان کا مفہوم ہم سب جانتے ہیں کہ خیرات اور صدقہ ہے۔ صدقہ کی معلومات شلوک نمبر۲۰:۱۷ سے ۲۲:۱۷ میں ہے۔ تپ یعنی اپنے نفس کو کنٹرول کرنے کے لئے سخت مشقت اور مجاہدہ کرنا۔ اس کی تفصیل شلوک نمبر۱۴:۱۷ سے ۱۹:۱۷ میں ہے۔

مذہبی فرائض کا تعارف:-

(3.1) ارجن نے کہا اے جناردن (کرشن) تمہاری ہدایت کے مطابق اگر ایمان عمل سے افضل ہے ،تو اے کرشن (تم) کیوں مجھے تباہی والے خطرناک عمل (یعنی جنگ) کی ترغیب دے رہے ہو۔

(3.2) ایک سے زیادہ معنیٰ ومفہوم والے جملوں سے میری عقل الجھ گئی ہے،اسی لیے صحیح فیصلہ کر کے ایک معنی ومفہوم والی بات کہو، جس سے میں حقیقی کامیابی پاسکوں۔

(3.3) خدانے شری کرشن کوالہام کیا کہ،اے بے گناہ (ارجن) میرے ذریعے پہلے ہی کہا جا چکا ہے کہ اس دنیا میں مذہبی عقائد کے دو حصے ہیں۔ (ویدوں کے) علم کے ذریعے خداپرایمان لانا (جس کی تعلیم) علماء (دیتے ہیں)۔عمل کے ذریعے خدا سے جڑنا (یعنی مذہبی فرائض کا پورا کرنا) (جس کی تعلیم) خداکےحکم پرعمل کرنے والے(دیتے ہیں)۔

(3.4) نہ ہی اعمال کونہ کرنے سے انسان کو(مذہبی فرائض سے) آزادی ملتی ہے ،اور نہ ہی صرف رہبانیت اپنانے سے فلاح و کامیابی مل سکتی ہے۔(یعنی مذہبی فرائض سے کسی طرح پیچھا نہیں چھڑایا جاسکتا ہے۔اسے تو کرنا ہی ہوگا۔)

(3.5) بے شک،خدا کی قدرت سے تخلیق کیے گئے فطری اوصاف (نفس امارہ،لوامہ،متمئنہ) سے مجبور ہوکر تمام (انسان) عمل کرتے رہتے ہیں۔بے شک کوئی بھی شخص ایک لمحے کے لئے بھی کسی وقت بھی عمل کئے بغیرنہیں رہ سکتا۔

مذہبی فرائض کیسے ادا ہوں گے؟

(3.6) خدا کہہ رہا ہے کہ،نفسانی خواہشات سے لطف اندوز ہونے والے اعضاء پر جوشخص قابو رکھتا ہے،(مگر) من میں (ہروقت) نفسانی خواہشات سے لطف اندوز ہونے والی چیزوں کے بارے میں سوچتا رہتا ہے،وہ انسان بیوقوف اور منافق ہے۔

(3.7) لیکن اے ارجن! جوشخص دل سے نفسانی خواہشات پر قابو رکھتا ہے،اورنفس کولطف دینے والے عمل کوشروع کرتا ہے۔بغیراس میں (گہرائی سے) جڑے ہوئے،اور خدائی احکام کے مطابق۔(تو) وہ شخص افضل ہے۔

(نوٹ: مثال کے طور پرایک شخص اپنی جنسی خواہشات پر قابو رکھتا ہے اورصرف اپنی بیوی سے جنسی تعلقات کے ذریعے لطف اندوز ہوتا ہے۔جیسا کہ خدا کا حکم ہے تو وہ شخص افضل ہے۔)

(3.8) اسی لیے تم خدائی احکامات،قوانین اور ہدایات کے مطابق اعمال کوانجام دو۔بے شک،عمل نہ کرنے سے عمل کرنا بہتر ہے، اورعمل کئے بغیر تمہارے جسم کی پرورش یعنی زندگی کا سفربھی انجام نہیں پاسکتا۔

(3.9) اے کنتی کے بیٹے (ارجن)، (ویدوں کا) مطالعہ کرو۔ شرک سے آزاد ہو کر اس خدا کے لئے سارے اعمال کرو۔ ہر عمل خدا کو راضی کرنے والا ہو۔ ورنہ اس دنیا (میں تمہارا) مذہبی فرائض (ادا کرنا مشکل ہے۔)

مذہبی فرائض ادا کرنے کے فائدے:۔

(3.10) اس کائنات کے ابتدائی دور میں (خدا نے) تخلیق کیا انسان کو۔ اور عبادت کے احکام کے ساتھ (زمین پر بھیجا)۔ انسانوں کے رب نے کہا (حکم دیا کہ) ان احکامات کے ماننے سے (تمہیں) خوشحالی حاصل ہوگی۔ اس سے تم (تمہاری) خواہش کے مطابق ہر طرح کا رزق حاصل کرو گے۔

(3.11) ان (ہدایات) کے مطابق فرشتے (خدا کی) عبادت کرتے ہیں۔ تو فرشتوں (کی طرح) تم بھی عبادت کرو۔ (انسانوں اور فرشتوں کی) مشترکہ عبادت سے (خدا کی) اعلیٰ و روحانی پناہ حاصل ہوگی۔

(3.12) خدا کی ہدایات کے مطابق عبادت (و عملِ صالح) کرنے سے بلاشبہ، دیوتا یعنی فرشتے تمہیں بقا اور ضرورت کی تمام چیزیں فراہم کریں گے۔ ان کے ذریعے دی گئی نعمتوں کو دوسروں کو دیئے بغیر یا دوسروں کی فلاح میں لگائے بغیر۔ جو انہیں استعمال کرتا ہے، وہ یقیناً چور ہے۔

(3.13) نیک لوگ خدا کو خوش کرنے والی غذا کھاتے ہیں۔ (اور) ہر طرح کے گناہ سے نجات پاتے ہیں۔ لیکن وہ جو گنہگار ہیں صرف اپنی ذاتی لطف اندوزی کے لئے انوع، اقسام کے کھانے پکاتے ہیں۔ وہ گناہ کرتے ہیں۔

(3.14) تمام مخلوقات کی زندگی کا انحصار غذائی رزق پر ہے۔ غذائی رزق کے پیدا ہونے کا انحصار بارش پر ہے۔ بارش کے ہونے کا انحصار خدا کی مرضی اور اس کے احکامات پر ہے، اور خدا کی رضا اور اس کے احکامات کا انحصار (انسانوں کے) اعمالِ صالحہ پر ہے۔

(3.15) اعمال صالحہ کا منبع ویدوں کو جانو، اور تمام وید لافانی خدا (اوم) سے وجود میں آئے ہیں۔ اسی لئے (یہ جان لو کہ) ہر جگہ موجود رہنے والا خدا (اور اس کی نعمتوں کا سایہ) (خاص طور پر وہاں) موجود ہوتا ہے (جہاں) ہمیشہ خدا کی عبادت اور اعمال صالحہ کیے جاتے ہیں۔

نوٹ **3.10** : (حضرت نوحؑ نے اپنی قوم سے) کہا کہ اپنے پروردگار سے معافی مانگو کہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے مینہ برسائے گا۔ اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں باغ عطا کرے گا۔ اور ان میں تمہارے لئے نہریں بہا دے گا۔ (سورۃ نوح آیت نمبر ۱۲-۱۰)

(3.16) اے ارجن، جو اس زندگی میں ویدوں میں بیان کئے گئے قوانین کے مطابق اپنے زندگی کے شب و روز نہیں اپناتا ہے۔ اس کی زندگی گناہوں سے بھر جاتی ہے۔ وہ زندہ رہتا ہے (صرف) خواہشات کو پورا کرنے اور ہمیشہ آرام میں ڈوبے رہنے کے لئے۔

(3.17) لیکن جو (ایک) خدا (کی یاد) میں منہمک رہتا ہے، (وہ) بلاشبہ خدا ہی سے تشفّی و اطمینان پاتا ہے اور بے شک وہ انسان اپنے آپ میں خوش رہتا ہے اور (سکون قلب کیلئے) اسے (مزید) کسی عمل کی (ضرورت) نہیں ہے۔

مذہبی فرائض ادا کرنے کا مقصد:۔

(3.18) (اسی لیے ایسے مطمئن انسان کو) ان تمام مخلوقات کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی اور نہ ہی اسے کسی مخلوق کی پناہ و سہارا چاہئے۔ بے شک، اس دنیا کے لیے اسے نہ کچھ (ضرورت سے زیادہ) عمل کی ضرورت ہے اور نہ ہی (وہ اس دنیا میں) بے عملی کی زندگی گزارتا ہے۔

(3.19) اس لئے ویدوں کی تعلیم کے مطابق ہمیشہ اچھے اعمال اپنا فرض سمجھ کر بغیر کسی بدلے کے امید کے (کرتے رہو)۔ بے شک اچھے اعمال بغیر کسی بدلے کی امید سے کرنے والا شخص سب سے اعلیٰ خدا کو پالیتا ہے۔

(3.20) بے شک جنک اور دوسرے مقدس لوگ بھی خدا پر مکمل ایمان کے ساتھ کامل طور سے اچھے اعمال کرتے تھے۔ بے شک (تمہیں) بھی عام لوگوں کی فلاح کا خیال رکھتے ہوئے اچھے اعمال کرتے رہنا چاہئے۔

(3.21) بے شک (سماج کے) معزز لوگ جو جو عمل کرتے ہیں دوسرے عام لوگ (بھی) وہ وہ (اعمال کرتے ہیں)۔ وہ (سماج کے معزز لوگ) (طرز زندگی کا) جو معیار اپناتے ہیں اسی معیار کے مطابق ساری دنیا ان کی پیروی کرتی ہے۔

فرائض کی ادائیگی کے لئے ہمت افزائی:۔

(3.22) اے پارتھ (ارجن)! تینوں عالموں میں، مجھ پر کوئی بھی (عمل) فرض نہیں ہے۔ نہ تو کسی بھی حاصل کی جانے والی چیز کو (مجھے) حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ (اس کے بعد) بھی (میں) بے شک، (کائنات اور مخلوق کی فلاح کے لئے) اعمال (کو کرنے) میں لگا ہوا ہوں۔

(3.23) اے پارتھ (ارجن)! بے شک اگر میں

نوٹ 3.17: یقیناً خدا کی یاد سے دل آرام پاتے ہیں۔ (سورۃ نمبر۱۳ آیت نمبر۲۸)

(کائنات کو) سہارا نہ دوں اور کبھی اپنے کاموں کو پوری توجہ کے ساتھ (نہ کروں تو) تمام انسان میری راہ اپنالیں گے۔(یعنی مرجائیں۔)

فرائض کیسے ادا کریں؟

(3.24) اگر میں (کائنات کی اصلاح کا) عمل نہ کروں یہ تمام کائنات تباہ ہوجائے۔لیکن (قیامت کے دن) میں ہی ان تمام مخلوقات کو غیر ضروری چیز کی طرح تباہ کردوں گا۔

(3.25) اے پارتھ (ارجن)! جس طرح جاہل خودغرضی کی وجہ سے فائدے اور صلے کی توقع میں پھنس کرعمل کرتے ہیں،اُسی طرح عالم کو بے غرضی سے یعنی فائدے اور صلے کی توقع نہ رکھتے ہوئے،دنیا کے تمام انسانوں کے اتحاد اوران کی فلاح کی خواہش رکھ کرعمل کرنا چاہئے۔

(3.26) عالم کو چاہئے کہ وہ بےعلم جاہلوں کوخود غرضی،بدلے اور صلے کی توقع والے اعمال کے ساتھ (رکھ کر،) ان میں فکری،شعوری اور ذہنی تفرقہ و اختلاف پیدا نہ ہونے دے،(بلکہ انہیں ویدوں کا) مطالعہ کروا کے ان کے تمام اعمال کو ایک خدا کی عبادت کے ساتھ جوڑ کر خدائی احکامات وقوانین کی اطاعت میں لگائے۔

(3.27) (انسانوں کے) تمام اعمال انسان کے تین فطرت (نفس امارہ، لوامہ اور متمئنہ) اور تقدیر (کے اثر سے)انجام پاتے ہیں۔(لیکن) بےوقوف اور مغرور اور متکبر لوگ ''میں (تمام اعمال کو) انجام دینے والا ہوں''،اس طرح سوچتا ہے۔

(3.28) اے قوی بازو والے(ارجن)!(خدااور اس کی قدرت کے) حقائق کو جاننے والا،خدا کے ذریعے تخلیق کئے گئے اوصاف کی وجہ سے ہونے والے کام،(اور) خود سے سیکھے ہوئے ہنر کے ذریعے کئے گئے کام کے فرق کو پہچانتا ہے۔اس طرح کی سوچ کی وجہ سے(وہ مشرکانہ غرور میں) کبھی نہیں پھنستا۔

نوٹ3.25: نبی کریمﷺ نے فرمایا،''تمام مخلوق خدا کا خاندان ہے۔اور خدااس سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہے۔جو اس کی مخلوق سے محبت کرتا ہے۔'' (mishkat-al- masabih-3-1392)

نوٹ3.28: سماج کا نظام ہے کہ ہر بچے کوتعلیم دی جائے۔تعلیم کے ذریعے سیکھی ہوئی زبان سے کوئی کاروباری کتابیں پڑھتا ہےاورکوئی دینی کتاب پڑھتا ہے۔دینی کتاب پڑھنے کی توفیق یہ اللہ کا کرم ہے۔والدین کی موت کے بعد اکثر لوگ وراثت میں دولت پاتے ہیں۔اس دولت سے کوئی نیا مکان خریدتا ہےاورکوئی یتیم خانہ بنواتا ہے۔یتیم خانہ بنوانا یہ اللہ کا دیا ہوانفس متمئنہ کی وجہ سے ہے۔جو اس بات کو سمجھتا ہے کہ اللہ نے اس کو جو شریف نفس دیا ہےاس کی وجہ سے وہ نیکی کرتا،وہ اپنی نیکیوں پر غرور کرکے گناہوں میں نہیں پھنستا۔

(3.29) قدرت نے جو اوصاف یا مہارت (انسان کو دیے ہیں) بے وقوف (اسے اپنی ذاتی صلاحیت سمجھتے ہیں)۔ (وہ ان) اوصاف یا مہارت (کے مطابق) عمل کرنے میں لگ جاتے ہیں۔ خالق کائنات کو جاننے والے عالم کو چاہیئے کہ ان جاہلوں کی گمراہ ہونے سے حفاظت کریں۔ جو کہ بہت کم نصیحت قبول کرتے یا سمجھتے ہیں۔

(3.30) غیر ضروری اعمال اور مصروفیت کو چھوڑ کر خدا پر اپنی عقل وفکر کو مرکوز کردو۔ اپنے تمام اعمال کو صرف میرے لئے کرو۔ اجر کی امید کے بغیر (یعنی خلوص کے ساتھ) عاجزی کے ساتھ۔ کاہلی اور بزدلی کو چھوڑ کر تیار ہوجاؤ جہاد کے لئے۔

(3.31) جو انسان پابندی کے ساتھ میرے ان احکامات پر پوری عقیدت وایمان کے ساتھ کسی طرح کے اعتراضات کے بغیر عملاً قائم رہتے ہیں۔ وہ لوگ بے شک (اپنے) دینی فرائض بھی (پورا کرکے ان سے) فراغت پاتے ہیں۔

<u>مذہبی فرائض نہ ادا کرنے کے نقصانات:۔</u>

(3.32) لیکن جو میرے احکامات کی مذمت اور مخالفت کرتے ہیں اور ان پر عمل نہیں کرتے انھیں تمام حقیقی علم سے گمراہ جانو۔ وہ غافل اور برباد ہونے والے ہیں۔

<u>مذہبی فرائض ادا کرنے میں رکاوٹیں:۔</u>

(3.33) (ارجن نے سوال کیا) ایک عالم، اُس کی اپنی خدا داد فطرت وصلاحیت کے مطابق عمل کرتا ہے، اسی طرح تمام مخلوقات بھی خدائی قدرت کے ذریعہ تعین کردہ قوانین یعنی فطرت اور صلاحیت کے مطابق کام کر رہی ہیں۔ (تو پھر خدائی تقدیر، فطرت اور خدائی قوانین کے زور پر چلنے والے) ان تمام اعمال کو کیسے جبراً روک سکتے ہو؟

(3.34) (خدا نے الہام کیا) کہ نفس کا نفسانی خواہشات کو پورا کرنے والی چیزوں سے چاہ کا (یا) نفرت کا تعلق ہوتا ہے۔ ان (دونوں جذبات کے)

نوٹ **3.29**: جب لوگوں نے قارون سے کہا کہ، جو خدا نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرو، تو اس نے کہا کہ یہ دولت میری قابلیت کی وجہ سے ہے۔ خدا نے اس کے غرور کے سبب اسے زمین میں دھنسا دیا۔) (سورۃ نمبر ۲۸، آیت نمبر ۷۶۔۸۲)

نوٹ 3.34: یعنی عالم بھی کبھی کبھی غصہ، لالچ، یا حسد کی وجہ سے کچھ عمل کرتے ہیں۔ اسی طرح تمام انسان فطری اوصاف کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔ تو جو اعمال فطری طور پر انسانوں سے انجام پاتے ہیں انھیں کیسے روکا جائے؟ ایسا سوال اس شلوک میں ہے اور اس کا جواب اگلے شلوکوں میں ہے۔

قابو میں (انسان کو) نہیں آنا چاہئے ۔ یہ دونوں ہی بے شک بڑی رکاوٹ ہیں۔

(یعنی عالم اور عوام کے اعمال من مانے طریقے پر یا فطری طریقے پر ہوتے ہیں۔ کیوں کہ وہ محبت یا نفرت کے جذبے سے مغلوب ہوتے ہیں۔ اگر نفس لطف اندوز ہونے والی چیزوں سے نفرت یا محبت نہ کرے تو سارے لوگ مذہبی اور اخلاقی قدروں کے مطابق ہی عمل کرتے۔)

اپنے فرائض سمجھو اور ادا کرو:۔

(3.35) دوسروں پر فرض کئے گئے فرائض کو اچھی طرح ادا کرنے سے زیادہ بہتر ہے کہ کوتاہی کے ساتھ تم اپنے فرائض ادا کرو۔ دوسروں کے فرائض ادا کرنا انتہائی خطرناک ہے اس سے بہتر ہے کہ تم اپنے فرائض ادا کرتے ہوئے مر جاؤ۔

فرائض نہ ادا کرنے کی وجوہات:۔

(3.36) (ارجن نے سوال کیا) اے درشنی (کرشن!) پھر یہ تمام گناہ (انسان) کس کے ذریعے تحریک پا کر کرتا ہے؟ ایسا لگتا ہے کہ جیسے انسان کو نہ چاہتے ہوئے بھی (کسی چیز نے) جبراً (گناہ کرنے پر) مامور کر دیا ہے۔

(3.37) (خدا نے الہام کیا کہ،) یہ اپنی خواہشوں کی پیروی کرنا (گناہوں کی اصل وجہ ہے) (جب خواہشیں پوری نہیں ہوتی ہیں تو) غصہ (پیدا ہوتا ہے)۔ یہ (انسان میں) مسلسل جدوجہد کی صفت سے پیدا ہوتا ہے۔ اس دنیا میں (تم) اسے سب سے بڑا دشمن، سب سے بڑا گناہ اور بربادی کی سب سے بڑی وجہ سمجھو۔

(3.38) جس طرح آگ دھوئیں سے ڈھک جاتی ہے، آئینہ دھول سے (اَٹ جاتا ہے) اور جس طرح بچہ رحم سے ڈھکا رہتا ہے، اُسی طرح اس (خواہش پرستی) سے یہ (سارے انسان) ڈھکے ہوئے ہیں۔

(3.39) اے کنتی کے بیٹے (ارجن)! خواہش پرستی کی شکل میں کبھی مطمئن نہ ہونے والی یہ آگ، (انسان کی) مستقل دشمن بھی ہے، (کیونکہ) اس سے عالموں کا علم بھی ڈھک جاتا ہے۔

نفس پر کیسے کنٹرول رکھیں؟

(3.40) (خدا یہ) کہہ رہا ہے کہ دل دماغ ان نفسانی خواہشات کے رہنے کی جگہ ہیں۔ ان (نفسانی

نوٹ **3.37:** (قرآن کی ایک آیت کا مفہوم اس طرح ہے) کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے خواہش نفس کو معبود بنا رکھا ہے۔ تو کیا تم اس پر نگہبان ہو سکتے ہو؟ یا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ان میں اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں؟ نہیں یہ تو چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔ (قرآن کریم سورۃ الفرقان آیت نمبر ۴۴-۴۳)

خواہشات) سے جسم رکھنے والے (انسان کا) علم ڈھک جاتا ہے اور پھر یہ (خواہشات) انسان کو گمراہ کر دیتی ہے۔

(3.41) اس لئے اے بھرت کے عظیم بیٹے، تم سب سے پہلے نفسانی خواہشات پر قابو پاؤ۔ اس گناہوں پر آمادہ کرنے والے (جذبے) کو شکست دو۔ بے شک اس سے علم وحکمت برباد ہو جاتے ہیں۔

(3.42) کہا جاتا ہے کہ (دل کی چاہ یا نفسانی خواہشات) قوی ہوتے ہیں۔ نفسانی خواہشات سے قوی انسان کا دماغ ہے۔ دماغ سے قوی (انسان کا) شعور یا سمجھ ہوتی ہے۔ مگر وہ خدا اس شعور یا سمجھ سے بھی زیادہ قوی ہے۔

(3.43) اس لئے اے طاقتور بازو والے (ارجن) اس بات کو جاننے کے بعد کہ (خدا) سمجھ یا شعور سے بڑا ہے۔ اپنے شعور اور روح میں اس خدا کے ایمان کو قائم کرو اور اس نا قابل شکست دشمن پر فتح پاؤ جو نفسانی خواہشات کی شکل میں ہے۔

۴۔ادھیائے نمبر چار
گیان کرم سنیاس یوگ (علم اور عمل کا بیان)

ادھیائے کا خلاصہ: (۱) یہ ادھیائے دینی علم سے متعلق ہے۔
(۲) شلوک نمبر ۴:۱ سے ۴:۳ میں کہا گیا ہے کہ جو دینی علم قدیم زمانے کے لوگوں کو دیا گیا تھا وہی علم ارجن کو بھی دیا جا رہا ہے۔
(۳) شلوک نمبر ۴:۵ سے ۴:۹ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہر دور میں دین کے داعی (خدا کے پیغمبر) دین کے لئے لڑنے والے صالح لوگ اور ظالم اور جاہل نبرد آزما ہوئے ہیں۔یعنی حق اور باطل کی جنگ ہر دور میں ہوئی۔اور جب جب بے دینی زیادہ ہوگئی تو خدا نے پیغمبر بھیجے اور لوگوں کے ہدایت کے لئے آسمانی کتاب بھی۔
(۴) شلوک نمبر (۴:۱۰ سے ۴:۱۱) میں کہا گیا ہے کہ دینی علم ہی سے نفس پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ اور دینی علم ہی سے مغفرت اور خدا کی رحمت حاصل کی جا سکتی ہے۔
(۵) شلوک نمبر (۴:۱۲ سے ۴:۱۴) میں کہا گیا ہے کہ علم کے ذریعے ہی خدا کی پہچان حاصل ہوتی ہے اور انسان خدا کی مرضی کے خلاف کام کرنے سے بچ سکتا ہے۔
(۶) شلوک نمبر (۴:۱۵ سے ۴:۱۸) میں کہا گیا ہے کہ دینی علم کے ذریعے ہی معروف اور منکر عمل کی پہچان ہوتی ہے۔
(۷) شلوک نمبر (۴:۱۹ سے ۴:۲۳) میں کہا گیا ہے کہ نفسانی خواہشات پر کنٹرول، خلوص کے ساتھ عمل، قناعت، شرک سے حفاظت، یہ دینی علم سے حاصل ہوتی ہے۔
(۸) شلوک نمبر (۴:۲۴ سے ۴:۲۹) میں کہا گیا ہے کہ علم کے ذریعے خدا کی عبادت کے مختلف طریقے کی معلومات حاصل ہوتی ہیں اور انسان ان پر عمل کر کے مغفرت حاصل کرتا ہے۔
(۹) شلوک نمبر (۴:۳۴ سے ۴:۴۲) میں دینی علم کی اہمیت کا بیان ہے۔

<u>قدیم خدائی علم کا ذکر:۔</u>

(4.1) (خدا نے الہام کیا کہ) میں نے عبادت کے اسی دائمی طریقے کو وِوسوت کو سکھایا۔ وِوسوت نے منو سے (یہ علم) بیان کیا۔اور منو نے اکشوا (کو

نوٹ **4.1:** اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں م، ''(اے محمدؐ) اس نے تمہارے لئے دین کا وہی راستہ مقرر کیا جس کے اختیار کرنے کا نوح کو حکم دیا تھا اور جس کی اے محمدؐ ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو حکم دیا تھا۔وہ یہ کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔(سورۃ شوریٰ آیت نمبر ۱۳)

اس علم کی) تعلیم دی۔

(4.2) اے ارجن خدا کی عبادت کا یہ عظیم (علم) سلسلہ بہ سلسلہ عبادت گزار حاکموں نے جانا (اور اس کے مطابق حکومت کی مگر) گزرتے زمانے کے ساتھ یہ عظیم (علم) اس دنیا سے مٹ گیا (برباد ہوگیا)۔

(4.3) بے شک خدا کی عبادت کا انتہائی قدیم (علم) میرے ذریعے (جو) کہا گیا (تھا۔) آج اسی (قدیم علم کو تم سے کہہ رہا ہوں) بے شک (تم) میری عبادت کرنے والے اور ولی ہو۔ اس لئے (تم) اس سب سے اعلیٰ راز کی بات کو (سمجھ سکتے ہو)۔

(4.4) ارجن نے کہا، وِوسوت کی پیدائش پہلے ہے (اور اے کرشن) آپ کی پیدائش بعد میں ہوئی، اسی طرح یہ (میں) کیسے سمجھوں کہ آپ نے (اسے) سب سے پہلے (اپنی زبان سے خدا کی کہی ہوئی باتیں) بیان کیں؟

(4.5) (خدا نے الہام کیا کہ) اے ارجن! میری اور تمہاری کئی بار (دنیا میں) آمد ہو چکی ہے۔ ان تمام (کی حقیقت کو) اے ارجن میں جانتا ہوں تم نہیں جان سکتے۔

(خدا نے ہر زمانے میں پیغمبر بھیجے اور ہر زمانے میں پیغمبر کے صحابی یا حواری یا ان کے ساتھ جہاد کرنے والے ہوئے۔ اسی بات کا ذکر اسی شلوک میں ہے۔ اس شلوک کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے <u>نوٹ نمبر N-9 پڑھئے۔</u>)

(4.6) بے شک (میں) پیدا نہ ہونے والا ہوں۔ بے شک میں لافانی ذات ہوں۔ (اور) تمام مخلوقات کا خدا ہوں۔ میں اپنی قدرت کے ذریعے (عوام کی ہدایت کے لئے ایک نظام) قائم کرتا ہوں۔ (میں پیغمبروں سے) کلام کرتا ہوں اپنے معجزاتی قدرت کے ذریعے۔

<u>پیغمبروں کی دنیا میں آمد:۔</u>

(4.7) اے بھارت (ارجن)! بے شک، جب

نوٹ **4.1:** ہندو مذہب میں منو پیغمبر کو کہا جاتا ہے۔ ان کے یہاں چودہ منو کا ذکر ہے۔ سب سے پہلے منو کو سویمبھو منو (یعنی خود سے پیدا ہونے والا منو) کہتے ہیں۔ یہ دراصل حضرت آدمؑ کا ذکر ہے۔ جو بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے بقیہ تیرہ منو کے نام اس طرح ہیں۔ (۲) سوارو چس (۳) اُتم (۴) تمس (۵) راوَت (۶) چکشُش (۷) وِوسوت (۸) آرک ساورنی (۹) برہم ساورنی (۱۰) رُدر ساورنی (۱۱) دھرم ساورنی (۱۳) دکش ساورنی (۱۳) راوچیہ (۱۴) بھاؤتیہ۔ ساتویں منو کا نام وِوسوت منو تھا اور ان کے دور میں سیلاب آیا تھا۔ اور یہی حضرت نوحؑ ہیں۔ ہندو بھائی حضرت نوح کی قوم میں ہیں۔ حضرت نوح کی ۱۵ میٹر لمبی قبر آج بھی ایودھیا میں کوتوالی کے پیچھے ہے۔ (اسے یوٹیوب پر دیکھئے) بھویشیہ پُران میں حضرت آدمؑ سے حضرت ابراہیمؑ تک درمیان کے تمام نسل کا شجرۃ ہے۔ اسے آپ میری کتاب ''ہندو بھائی کون ہیں'' میں پڑھ سکتے ہیں۔

جب دین میں کمی و گراوٹ ہونے لگتی ہے اور بے دینی بڑھنے لگتی ہے۔ اُس وقت میں از خود (اپنی ہدایات اور دین کا علم) عطا کرتا ہوں۔

(4.8) صالح لوگوں کی حفاظت کرنے کے لیے، مفسدوں اور بدکاروں کا خاتمہ کرنے کے لیے، اور دین کو دوبارہ قائم کرنے کے لیے، (مَیں) عہد در عہد (رسولوں کو) پیدا کرتا ہوں۔

(سوامی مُکُند انند شلوک نمبر ۴:۱۴اور ۴:۱۴ میں (سمبھو) کا مفہوم پیدائش اور (سمبھونتی) کا مفہوم پیدا کرنا یا produce کرنا لکھا ہے۔ لغت میں اس لفظ کے معنی کا بیان نہیں ہے اس لئے ہم نے (سمبھونتی) کا مفہوم پیدا کرنا لکھا ہے۔ جو کہ قرآن کی تعلیم کے مطابق ہے۔ یعنی خدا پیغمبروں کو قوم کی اصلاح کرنے کے لئے پیدا کرتا ہے۔
(www.holy-bhagavad_gita.org)

(4.9) اے ارجن! میری (دنیا میں) آمد اور (میرے) اعمال سبھی روحانی یعنی نہ دکھائی دینے والے (غیر مادّی) ہیں۔ اس طرح جو کوئی اس حقیقت کو جان لیتا ہے۔ وہ جسم کو چھوڑنے یعنی مرنے کے بعد (جہنم میں) بار بار پیدائش نہیں پاتا، (بلکہ وہ جنت میں) مجھے پاتا ہے۔

(4.10) بہت سارے لوگوں نے علم کی روشنی میں پاک کیا (اپنے آپ کو) اور نجات پایا لالچ، حسد، خوف غصّے (سے)۔ (انھوں نے) مکمل طور پر میری فرماں برداری کی اور میری پناہ میں آگئے۔ اس طرح) میری رحمت حاصل کر سکے۔

(4.11) اے پارتھ (ارجن)! بے شک، جو لوگ جس طرح سے میری عبادت کرتے ہیں یا میری پناہ میں آتے ہیں، اسی طرح سے مَیں انہیں اجر دیتا ہوں۔ (اسی لئے نیک) انسان ہر طرح سے اور ہر وقت صرف میرے راستے کی پیروی کرتے ہیں۔

<u>شرک کی وجہ:۔</u>

(4.12) بے شک، (بہت سارے) انسان (یہ چاہتے ہیں کہ) اس دنیا میں ہی ان کے اعمال کا اچھا نتیجہ پیدا ہو (اسی لیے) اس دنیا میں جلدی سے اجر

نوٹ 4.8: (قرآن کریم کی سورۃ النمل آیت نمبر ۳۶، اس طرح ہے، ''اور ہم نے ہر جماعت میں (پیغمبروں کو) بھیجا کہ خدا ہی کی عبادت کرو اور بتوں کی پرستش سے اجتناب کرو۔''
یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی سنت رہی ہے کہ اس نے زمین پر ہر دور میں ہر سماج میں اپنے پیغمبر بھیجے۔

نوٹ 4.11: نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں بندے کے گمان کی طرح ہوں۔ وہ مجھ سے جیسی امید رکھتا ہے ویسے ہی میں اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں۔ (بخاری، مسلم بحوالہ حدیث نبوی کی روشنی میں، حدیث نمبر ۵۶۳)

اور کامیابی کی امید میں تمام اعمال کو دیوتاؤں یعنی فرشتوں کی خوشنودی کیلئے کرتے ہوئے ان کی عبادت کرنے لگتے ہیں۔

(4.13) نوعِ انسانی کی الگ الگ کام کرنے کی چاروں فطری صلاحیتیں، میرے ذریعے ہی تخلیق کی گئی ہیں۔ اس (تخلیقی) عمل کو کرنے والا (مَیں اکیلا) ہوں۔ (دیوتا نہیں ہیں) اور بلاشبہ، مجھ کو لافانی ذات (اور انسانوں کی طرح) کام نہ کرنے والا مان کر (میری عبادت کرو۔)۔

(4.14) نہ (کائنات کی تخلیق اور پالنے کے) کام مجھے راغب کرتے ہیں۔ نہ مجھے اپنے کئے گئے عمل کے اجر کی چاہ ہے۔ (یعنی میں مخلوق پر بے لوث احسان کرتا ہوں) جو شخص اس طرح (ان خصوصیات کے ساتھ) (مجھے) جان لیتا ہے۔ وہ بھی اپنے اعمال کا اجر (اسے کسی سے ملے اس امید میں) نہیں پھنستا۔

(4.15) ماضی کے پرانے زمانوں میں بھی اس طرح اعمال کی حقیقت کو جان کر اعمال کرتے ہوئے بلاشبہ (لوگوں نے خدا کی سزا سے) نجات حاصل کر لی اس لئے ماضی کے پرانے زمانے کے لوگوں کے ذریعے جس طرح (بے غرض) اعمال کئے گئے تم بھی (انہیں کی طرح بے غرضی سے) اعمال کو کرو۔

<u>اعمال کے بارے میں اہم معلومات:۔</u>

(4.16) عمل کرنا کیا ہے؟ اور عمل نہ کرنا کیا ہے؟ اس طرح (سوچتے ہوئے) اسلاف بھی اس کا تعین کرنے میں الجھ گئے۔ (اب میں) تمہیں ان اعمال کو بتاؤں گا۔ جن کو جان کر (تمہیں) مصائب اور بری باتوں سے نجات مل جائے گی۔

(4.17) بے شک نیک اعمال کو سمجھنا چاہئے اور ممنوع اعمال کو بھی سمجھنا چاہئے اور اعمال کے نہ کرنے کو بھی سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ عمل کے فلسفے کی گہرائی میں پہنچنا (انتہائی مشکل ہے۔)

(4.18) (ہر عمل، خدا کی مرضی سے ہوتا ہے، یہ سوچتے ہوئے) جو عمل کرنے میں، عمل نہ کرنے کو اور جو عمل نہ کرنے میں بھی عمل کرنے کو دیکھتا ہے وہ (حقیقت میں) تمام اعمال کو کر رہا ہے اور خدا کی عبادت میں حقیقی طور پر لگا ہوا ہے اور وہ انسانوں میں دانشور اور عقل مند (بھی) ہے۔

(4.19) جس شخص نے شروعات سے ہی اپنے ہر عمل سے خواہش پرستی کو نکال دینے کا عہد کر لیا، ہو

نوٹ **4.18:** نبی کریم ﷺ نے فرمایا،" کام کو بہترین طریقے سے کرنے کی کوشش کرو۔ مگر اگر نتیجے امید کے خلاف نکلے تو اگر، مگر مت کہو۔ بلکہ ایسا کہو کہ وہ ہوا جو خدا چاہتا تھا۔ (حدیث شریف)

اور جس کے تمام اعمال، علم کی آگ میں تپ کر (چمک اٹھے ہوں) اس کو عقل والا عالم کہتے ہیں۔

(4.20) اپنے عمل کی جزا کی امید کو جس نے چھوڑ دیا ہو (یعنی خلوص کے ساتھ عمل کرنے والا) ہمیشہ مطمئن رہتا ہے، اور کسی (مخلوق) پر انحصار نہیں کرتا۔ وہ عمل کرنے میں مشغول بھی (رہتا ہے) مگر وہ کبھی نہیں سوچتا ہے کہ وہ کوئی عمل کر رہا ہے۔

(یعنی سارے کام خدا کی مرضی اور حکم سے ہوتے ہیں۔)

مذہبی علم کی اہمیت:۔

(4.21) (جو خدا کے سوا) کسی سے کوئی امید نہ رکھتا ہے۔ جس نے اپنے دل، دماغ پر قابو رکھا ہے، جس نے عیش و آرام کے سامانوں اور ان کی ملکیت کو چھوڑ دیا ہو۔ (اور جو) صرف جسم کی بقائے صحت کے لئے اعمال کرتا ہے وہ کبھی الجھن اور گناہ کا شکار نہیں ہوتا۔

(4.22) (جو شخص) خود بہ خود ملنے والے فائدوں پر قناعت کر کے مطمئن رہتے ہوئے، ضدیّن یعنی کامیابی اور ناکامی پر صبر کرتے ہوئے اور حسد سے دور رہتے ہوئے، اپنے فرض بھی (ادا کرتا ہے)۔ اس کے کوئی بھی مذہبی فرائض ادا ہونے سے نہیں چھوٹتے (سارے ادا ہو جاتے ہیں۔)

(4.23) (ایسا شخص ایک خدا کے ساتھ مخلوق یا دیوتاؤں کو) شریک بنانے کی راہ سے نجات پاتا ہے۔ (وہ) اپنی عقل کو علم کی (روشنی میں) خدا کے ایمان پر قائم کرتا ہے۔ (اور) تمام اعمال کو خدا کے احکامات کے مطابق صرف خدا کی خوشنودی کے لئے کرتا ہے (اسی طرح) وہ مکمل طور پر خدا کی طرف رجوع ہو جاتا ہے۔

(4.24) (جو) خدا (کو) سب سے اوّل اور عظیم مانتا ہے۔ خدا کے لئے سب کچھ قربان کر دیتا ہے جو صرف خدا سے ہر چیز مانگتا ہے۔ (جو) خدا کی خوشنودی کے لئے یکسو ہو کر کام کرتا ہے۔ بے شک (خدا کی رحمت) کے ذریعے خدا (کی جنّت) حاصل کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

(4.25) بے شک کچھ مومن خدا کی عبادت کے لئے خدا کو ویدوں کی تعلیمات کے مطابق سب سے عظیم خالق و مالک (مانتے ہیں) اور اس کی عبادت کرتے ہیں۔ کچھ مومن خدا کی خوشنودی کے لئے اپنے نیک اعمال کو نذر کرتے ہیں۔ (جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔)

خدا کو راضی کرنے کے لئے مختلف عبادات:۔

(4.26) کچھ لوگ نفسانی خواہشات پر کنٹرول کو افضل مانتے ہیں۔ جیسے کہ کانوں سے (من پسند باتوں کا) سننا اور وہ اس کی قربانی پیش کرتے ہیں۔

(یعنی غیر شرعی چیزیں نہیں سنتے ہیں ۔) دوسرے لوگ خدا کے نام کی تسبیح کو افضل تسلیم کرتے ہیں ۔ اور وہ چیزیں جن سے نفس لطف اندوز ہوتا ہے ۔ ان کی قربانی دیتے ہیں ۔ (اور یکسو ہو کر خدا کی تسبیح کرنے میں لگ جاتے ہیں ۔)

(4.27) کچھ لوگ علم کی روشنی میں عبادت کو اور اپنے نفس پر کنٹرول کو سب سے افضل مانتے ہیں (اور اس پر عمل کرتے ہیں) اور تمام نفسانی خواہشات اور تمام عمل جو انسان کی بقا کے لئے ضروری ہے ۔ اس کی قربانی دیتے ہیں ۔

(جیسے روزہ رہنا ۔ اس میں اپنی نفسانی خواہشات اور کھانے پینے کو ایک وقفہ کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے ۔)

(4.28) کچھ لوگ خدا کی خوشنودی کے لئے دولت قربان کرتے ہیں ۔ (خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں) ۔ کچھ لوگ خدا کی خوشنودی کے لئے سخت جدوجہد یا جہاد کرتے ہیں ۔ کچھ لوگ خدا کی خوشنودی کے لئے عبادت کرتے ہیں کچھ لوگ ویدوں کی تلاوت کرتے ہیں ۔ اور علم حاصل کرتے ہیں ۔ اور (کچھ لوگ خدا کو خوش کرنے) اپنی نذر اور خدا سے کئے گئے وعدوں کو پورا کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں ۔

(4.29) کچھ لوگ خارج ہونے والی سانس کو داخل ہونے والی سانس میں اور داخل ہونے والی سانس کو خارج ہونے والی سانس میں کر کے خدا کی نذر کرتے ہیں ۔ اسی طرح کچھ لوگ داخل ہونے والی سانس اور خارج ہونے والی سانس کی رفتار کو روک کر داخل ہونے والی سانس کو لمبا کر کے مراقبہ (کرتے ہیں) اور کچھ لوگ غذا پر کنٹرول کرتے ہیں ۔ وہ قربانی دیتے ہیں زندگی دینے والی سانس کی اور زندگی دینے والی توانائی کی ۔

(4.30) بے شک یہ سارے لوگ (جنھوں نے قربانیاں دیں) اس عبادت سے واقف تھے جس سے خدا خوش ہوتا ہے اور عبادت کی وجہ سے انہیں گناہوں سے چھٹکارا ملا ۔ عبادت کے اجر کے طور پر وہ خدا کی ہمیشہ قائم رہنے والی (جنّت میں) دائمی زندگی کا مزہ پائیں گے ۔

<u>خدا کی عبادت نہ کرنے کے نقصانات :۔</u>

(4.31) اے کُرُو خاندان میں عظیم (ارجن) ! ایک خدا کی خوشنودی کے لیے اعمالِ صالحہ نہ کرنے والوں کو اس دنیا میں (سکون) نہیں ہے (تو پھر اُس) آخرت (کی دوسری زندگی) میں انہیں کہاں سے (سکون ملے گا ؟)

<u>عبادت کی اہمیت :۔</u>

(4.32) اس طرح خاص طور سے ویدوں میں مختلف اقسام کے خدا کی عبادت کا بیان ہے ۔ تمہیں

ان کا علم ہونا چاہیئے ۔ ان صلح اعمال کو کرنے سے (روزمرہ کی زندگی میں) ان اعمال کی نشونما ہوتی ہے ان پر استقامت حاصل ہوتی ہے۔) اس طرح ان سب کے جاننے (اور کرنے سے) تمہیں مغفرت حاصل ہوگی۔

مذہبی علم کی اہمیت:۔

(4.33) اے پرنتپ (ارجن)! دنیاوی چیزوں کے ذریعے خدا کی خوشنودی حاصل کرنے سے افضل، (خدا کے دیئے ہوئے) علم کے مطابق (عمل کر کے) خدا کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ (کیونکہ) اے پارتھ! تمام اعمالِ صالحہ کی حقیقی تکمیل (کا انحصار) (خدا کے دیئے ہوئے) علمِ دین کی مکمل آگہی پر ہے۔

(4.34) سچے عالموں کے قدموں میں بیٹھ کر، ان کی خدمت کر کے، ان سے نرمی سے سوالات کرو اور اس (ایک خدا) کو جاننے کی کوشش کرو۔ وہ تمہیں علم دین کی رہنمائی دیں گے (کیوں کہ) یہ وہ عالم ہیں جو حق کی بصیرت رکھتے ہیں۔

(4.35) اس طرح اے پانڈو (ارجن)! اس (دین کے علم) کو جان کر، تم دوبارہ گمراہی اور دھوکے میں نہیں پڑو گے۔ اس (سچے علم) سے تمام مخلوقات کو خدا سے یا دوسرے لفظوں میں (صرف) میرے ذریعے ہی (تخلیق کیا ہوا) دیکھو گے۔

(4.36) اگر تمام گنہگاروں میں (تم) سب سے بڑے گناہ کے کام کرنے والے ہو تو بھی بے شک، اس علم کی کشتی کے ذریعے گناہوں کے سمندر کو بلا رُکاوٹ پار کر لو گے۔

(4.37) اے ارجن! جس طرح ایندھن کو جلتی ہوئی آگ راکھ کر دیتی ہے اُسی طرح علم کی روشنی، تمام (گناہ کے) اعمال کو راکھ کر دیتی ہے۔

(4.38) بے شک، اس دنیا میں اس علمِ دین کے مقابلے کوئی بھی چیز (گناہوں سے) پاک کرنے والی نہیں ہے (کیوں کہ) اس علم کے ذریعے وہ (گنہگار) از خود مکمل طور پر خدا (کے ایمان) سے جڑ جاتا ہے اور ہر وقت (وہ) اپنے آپ میں سکون اور خوشی محسوس کرتا ہے۔

(4.39) خدا پر ایمان رکھنے والا اس علم کو حاصل کر کے، خواہشات پر قابو پا کر، اسی علم کے ذریعے اُس سب سے اعلیٰ خدا کو پا لیتا ہے۔ پھر بہت جلد سب سے اعلیٰ سکون اور سلامتی (کے مقام یعنی جنّت) کو بھی پالیتا ہے۔

خدا کی عبادت نہ کرنے والوں کا انجام:۔

(4.40) ایک خدا پر ایمان نہ رکھنے والا کافر اور جاہل اور خدا کے متعلق شک کرنے والا انسان، (جہنّم میں) گر جائے گا۔ اس شکّی انسان کو نہ تو اس دنیا میں اور نہ ہی اس دنیا سے پَرے والی (آخرت کی

زندگی) میں (غرض کہ کہیں بھی) سکون نہیں ہے۔

<u>مذہبی علم کی اہمیت کا خلاصہ:۔</u>

(4.41) اے ارجن (وہ جو) علم کے ذریعے شک کو دور کرتا ہے۔ (وہ جو) خدا کے (ایمان پر) قائم ہے (وہ جو) اپنے نیک اعمال کے اجر کی کسی سے امید نہیں رکھتا۔ (اخلاص کے ساتھ نیکی کرتا ہے) اور خدا سے جڑنے والی عبادت کرتا ہے۔ وہ نہیں بندھتا اعمال کی وجہ سے۔

(4.42) اسی لیے اے بھارت (ارجن)! دل میں پیدا ہوئے اس جہالت پر مبنی شک کو، خدا کے (بھیجے ہوئے) علم کے ہتھیار سے کاٹ کر، ایک خدا کی عبادت پر قائم ہو جاؤ (اور جہاد کے لیے) کھڑے ہو جاؤ۔

نوٹ 4.41: نبی کریمﷺ نے فرمایا، ''میری امت کے ستّر ہزار لوگ بغیر حساب کتاب کے جنّت میں جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خدا پر پختہ ایمان رکھتے ہیں۔) (مسلم احمد)

یہی مضمون شلوک نمبر ۴۱:۴ میں ہے۔ یعنی اپنے اعمال کی وجہ سے وہ قیامت کے دن نہیں پھنسے گا۔

۵۔ادھیائے نمبر پانچ
کرم سنیاس یوگ (اخلاصِ عمل کا بیان)

ادھیائے کا خلاصہ: بھگوت گیتا کے دوسرے ادھیائے میں خدا، روح اور آخرت کا تعارف کرایا گیا ہے۔تیسرے ادھیائے میں اس بات کو ذہن نشین کرانے کی کوشش کی گئی کہ صرف خدا کو ماننا ہی مذہب نہیں ہے بلکہ کچھ فرائض بھی ادا کرنے ہوں گے۔ چوتھے ادھیائے میں مذہبی علم کی اہمیت کا بیان ہے۔اب اس پانچویں ادھیائے میں ذاتی فرائض، سماجی فرائض اور خدا میں یکسوئی والی عبادت کا بیان ہے۔

سنسکرت میں کرم کے معنی ہیں عمل۔سنیاس کے معنی ہیں ترک کرنا یا چھوڑ دینا۔یوگ کے تقریباً چالس معنی ہیں۔ان میں سے ایک ہے جُڑنا اور دوسرا ہے پیغمبر۔کرم یوگ یعنی وہ اعمال جن کے ذریعے بندہ خدا سے جڑ تا ہے۔یہ زیادہ تر ذاتی عبادتیں اور فرائض ہیں۔جیسے عبادت کرنا، صدقہ دینا، روزہ رکھنا وغیرہ۔کرم سنیاس وہ بے لوث اعمال ہیں جو آپ لوگوں کی فلاح کے لئے کرتے ہیں۔جیسے جہاد کرنا۔دینی علم عام کرنا، عبادت گاہیں بنانا وغیرہ۔ہندو مذہب میں مراقبے کی بہت اہمیت ہے۔یعنی خدا کی یاد میں یکسو ہونے کی بہت اہمیت ہے۔اس عبادت کا ذکر اس ادھیائے میں بھی ہے اور چھٹے ادھیائے میں تفصیل سے ہے۔اس ادھیائے کا خلاصہ یہ ہے کہ بندہ پہلے خدا میں یکسو ہوکر عبادت کرنے کی کوشش کرے۔جب وہ ایسا کر پائے گا تو اس کے ذاتی فرائض بھی بہ خوبی ادا ہوں گے۔اور جب ذاتی فرائض بہ خوبی ادا ہوں گے تو اس کے سماجی فرائض بھی بخوبی ادا ہوں گے۔

(5.1) ارجن نے پوچھا، اے کرشن تم مجھے کرم سنیاس کرنے کے لئے کہتے ہو پھر کرم یوگ کی تعریف کرتے ہو۔بلکل صحیح فیصلہ کرکے کہو میرے لئے ان دونوں میں سے وہ ایک جو زیادہ افضل ہے۔

(5.2) خدا نے الہام کیا کہ کرم سنیاس اور کرم یوگ دونوں عظیم مقصد (خدا کی خوشنودی) کی طرف لے جاتے ہیں۔لیکن دونوں میں کرم یوگ افضل ہے کرم سنیاس سے۔

<u>سنیاسی کون ہے؟</u>

(5.3) اے ارجن اس (شخص کو) سنیاسی سمجھنا چاہئے جو مخلوق سے نہ نفرت کرتا ہے، اور نا کسی سے کسی چیز کی امید رکھتا ہے۔جو ضدیّن (راحت، تکلیف۔ رنج وخوشی) میں صابر رہتا ہے۔بے شک وہ پرسکون اور مطمئن رہتا ہے۔اور آزادی حاصل کرتا ہے اپنے مذہبی فرائض سے (یعنی اپنے مذہبی فرائض کو پورا کر دیتا ہے۔)

(5.4) علم کے ذریعے خدا پر ایمان لانا اور عبادت کرنا، اور عملِ صالح کے ذریعے خدا کی عبادت کرنا (خدا سے جڑنا)، جاہل (اسے) الگ الگ کہتے ہیں۔ مگر عالم (ایسا) نہیں کہتے۔ کیوں کہ (عبادت اور عملِ صالح) دونوں کا وہی صلہ ملتا ہے جو کسی ایک میں مکمل طور پر مضبوطی سے قائم رہنے پر ملتا ہے۔

(5.5) اور جو مقام (آخرت میں) علم کے ذریعے خدا سے جڑنے (ایمان بالعلم) سے حاصل ہوتا ہے، اعمال کو خدا کے احکامات سے جوڑنے (عملِ صالح) سے بھی وہی (مقام) حاصل ہوتا ہے ایمان بالعلم اور عملِ صالح کو جو ایک (نظر سے) دیکھتا ہے، وہی صحیح طور پر دیکھتا ہے۔

کرم یوگ (ذاتی فرائض) کی اہمیت:۔

(5.6) لیکن اے ارجن، سنیاس یوگ، کرم یوگ کے بغیر عمل میں لانا مشکل ہے۔ مومن بندہ جو خدا کی عبادت میں لگا ہے، دیر لگائے بغیر خدا کی رحمت کو پالیتا ہے۔

(یعنی ذاتی فرائض ادا کئے بغیر سماجی اور فلاحی کام کرنا مشکل ہے۔ جو ذاتی زندگی میں عبادت گزار ہے وہ عام نیکی کے کام بھی بہ خوبی کر لیتا ہے۔)

(5.7) وہ جو خدا سے جوڑنے والی عبادت میں لگا ہو، وہ جس کی ذہنیت پاکیزہ ہو، وہ جس نے نفس پر فتح پالی ہو، وہ جس نے اپنے اعصاب کو کنٹرول کر لیا ہو، (جو یہ یقین رکھتا ہے کہ) انسانوں کا خدا (ہی) تمام مخلوقات کا خدا ہے۔ بے شک (وہ شخص زندگی کے تمام) اعمال کو انجام دیتا ہے مگر گناہوں میں ملوث نہیں ہوتا۔

(شلوک نمبر 5.10 میں بھی اسی طرح کا بیان ہے۔)

(5.8-9) (خدا کی عبادت میں) لگا ہوا (بندہ) دیکھتے ہوئے، سنتے ہوئے، چھوتے ہوئے، سونگھتے ہوئے، کھاتے ہوئے، حرکت کرتے ہوئے، سوتے ہوئے، سانس لیتے ہوئے، بات کرتے ہوئے، (کچھ) دیتے ہوئے، (کچھ) لیتے ہوئے، (آنکھ) کھولتے ہوئے، آنکھ بند کرتے ہوئے، غور و فکر کرتے ہوئے بے شک اس حقیقت کو جانتا ہے کہ میں بے

نوٹ **5.4**: بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدل بدل کر آنے جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں خدا کو یاد کرتے اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے پروردگار تو نے اس مخلوق کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا۔ تو پاک ہے تو قیامت کے دن ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیو۔
(سورۃ آلِ عمران آیت نمبر ۱۹۱۔۱۹۰)

(یعنی لوگ خدا کی تخلیق پر غور کر کے خدا کو اور خدا کی عظمت کو پہچاننے میں ایمان لاتے اور عبادت کرتے ہیں۔

شک کچھ نہیں کرتا ہوں بلکہ نفس اس کی پسندیدہ چیزیں حاصل کرنے میں لگا ہے۔ اس طرح کا اسے یقین ہے۔

(5.10) (وہ مومن بندہ جو) اپنے تمام اعمال صرف خدا کے لئے کرتا ہے۔اور جو شرک کو چھوڑ چکا ہے۔ وہ (بندہ) نہیں ملوث ہوتا گناہوں میں جیسے کنول کا پتہ بچا رہتا ہے پانی سے۔

(5.11) (جو) چھوڑ دیتا ہے شرک کو، صرف (وہی) عابد نیک اعمال کو پاکیزہ جسم، دماغ (سوچ)، شعور خواہشات، (اور) روح (کے ساتھ) کر سکتا ہے۔

(5.12) خدا کی عبادت میں لگا ہوا (عابد) اپنے اعمال کی جزاء (بدلے) کو چھوڑ دیتا ہے۔ (یہ لوگ نیک اعمال کرتے ہیں۔) (اور) سکون حاصل کرتا ہے۔ گمراہ (انسان) جو خدا کی عبادت میں لگا ہوا نہیں ہے۔ (وہ صرف) نفسانی خواہشات کی وجہ سے (اعمال کرتا ہے) اور الجھا رہتا ہے۔ (یعنی اس کے مذہبی فرائض ادا نہیں ہوتے۔)

(5.13) (قوی) ارادوں (کے ساتھ مومن بندہ) وہ تمام کام (جو ممنوع ہیں) چھوڑ دیتا ہے۔ اپنے آپ پر قابو رکھتا ہے۔ اور پُرسکون (خوش) رہتا ہے۔ (کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ) یہ جسم جو کہ نو دروازے والے شہر (کی طرح ہے) بے شک نہ تو کوئی کام کر سکتا ہے۔ نہ کسی سے کروا سکتا ہے۔

(5.14) لوگوں کو نہ (ہی) اعمال (کو کرنے کا)، (اور) نہ (ہی) اعمال کو کروانے کا، (اور) نہ (ہی) اعمال کے اجر کو دینے کا اختیار ہے۔ (اگر انسان اپنی) فطرت یا رضا کو خدا (کی مرضی یا رضا سے) جوڑ دے تو (تمام کام صحیح طور سے) انجام پانے لگے۔

نوٹ 5.12: نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے میری عبادت کے لئے اپنے آپ کو فارغ کر لے۔ تو میں تجھے آسان اور پاکیزہ زندگی دونگا اور تیرا سینہ غناء سے بھر دوں گا۔ اور اگر تو نے روگردانی کی تو نہ میں تیری مفلسی دور کروں گا اور نہ تیرے ہاتھ خالی کروں گا۔ (یعنی مالی پریشانی بھی رہے گی اور مصروفیت بھی خوب ہوگی۔)

نوٹ 5.14: اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ہم نے ہی معیشت (economy) کو لوگوں میں تقسیم کیا ہے۔ تا کہ وہ ایک دوسرے سے فائدہ اٹھا سکیں۔ (سورۃ الزخرف آیت نمبر ۳۲)

یعنی جو مالک ہے اسے مالک خدا نے بنایا ہے جو نوکر ہے، اسے نوکر بھی خدا نے بنایا ہے۔ اس طرح یہ سارا سماج خدا کی مرضی کے مطابق ہے۔ نہ کوئی انسان خود سے مالک بن سکتا ہے۔ نہ کسی کو کمزور بنا کر نوکر بنا سکتا ہے۔ سب کچھ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

خدا اعمال کا حساب لیگا:۔

(5.15) جہالت نے (انسان کے) علم (کو) ڈھانپ لیا ہے۔ اس وجہ سے انسان موہت (مغالطہ) میں ہے اور اس گمان میں ہے کہ) (وہ) خدا (جو ہر جگہ موجود ہے۔) نہ (کسی کے) اچھے اعمال قبول کرے گا اور نا گناہ (آخرت میں کا حساب لے گا)۔

مذہبی علم کی اہمیت:۔

(5.16) لیکن وہ (تمام) انسان جن کے علم کو جہالت نے برباد کردیا ہے، یہ حقیقی علم اُس سب سے اعلیٰ خدا کو اُن پر سورج کی طرح روشن کردیتا ہے۔

(5.17) (جن لوگوں نے) علم کے ذریعے اُس (ایک خدا) سے اپنے شعور کو جوڑ رکھا ہے، اپنے آپ کو اُس (خدا) کے سپرد کردیا ہے، اس (ایک خدا) پر پختہ ایمان قائم کرر کھا ہے، صرف اُس (ایک خدا) کی پناہ لے لی ہے، ایسے لوگ اُس (جنّت کے مقام میں) جائیں گے (جہاں جا کر) دوبارہ (کوئی بھی) واپس نہیں آتا۔ جہاں جا کر انسان تمام تکالیف اور خوف وغم سے پاک ہو جاتا ہے۔

(5.18) مذہبی علم سے آراستہ نرم خو انسان، برہمن، گائے، ہاتھی، کُتا، اور کُتا کھانے والے اور مذہبی عالم کو بھی ایک نظر سے دیکھتا ہے۔ (یعنی سب خدا کی مخلوق ہیں اور سب کو برابر جینے کا حق ہے۔)

(5.19) وہ (مومن بندے) خدا کے ایمان پر مضبوطی سے قائم تھے۔ اس لئے انھوں نے اس زندگی میں ساری دنیا کو فتح کیا۔ یہ وہ (لوگ تھے) جن کے دل بغیر غلطی کئے خدا کی طرح مساوات کے اصول پر قائم تھے۔

سکون اور خوشی کیسے حاصل کریں؟

(5.20) (وہ بندہ جس کی) عقل (سوچ ایک خدا پر) قائم ہے۔ (جسے خدائی احکام کے سچ ہونے میں) کوئی شک نہیں۔ (جسے) خدائی احکام کا پورا علم ہے۔ (اور جو) خدائی احکامات پر مضبوطی سے قائم ہے۔ پسندیدہ چیزوں کو حاصل کر کے نہ بہت خوش ہوتا ہے

نوٹ **5.18**: لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔ بے شک خدا سب کو جاننے والا اور خبردار ہے۔ (سورۃ الرعد آیت نمبر ۲۸)

نوٹ **5.19**: جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے خدا کا وعدہ ہے کہ ان کو ملک کا حاکم بنادے گا، جیسا ان سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا۔ (سورۃ النور آیت نمبر ۵۵)

اور نا پسندیدہ چیزوں یا حالات حاصل کرکے (یا مبتلا ہوکر) نہ بہت افسوس کرتا ہے۔

(5.21) باہری دنیاوی یا ماڈی چیزوں سے بے رغبتی رکھنے والا انسان محسوس کرتا ہے اپنے اندر جو (اصل) خوشی یا سکون ہے۔ وہ خدا کی عبادت میں لگا ہوا انسان کبھی نہ ختم ہونے والے سکون یا خوشی کا مزہ لیتا ہے۔

(5.22) بے شک جو مزہ پیدا ہوتا ہے خواہشی چیزوں کے استعمال سے، وہ بلاشبہ وجہ بنتا ہے غم کا پہلی (یعنی اس زندگی میں) اور خاتمے کے بعد والی (یعنی آخرت کی زندگی میں بھی۔ (اس لئے) اے ارجن عقل مند لوگ ان (چیزوں سے) مزے (دلچسپی و رغبت) نہیں لیتے۔

(5.23) جو (انسان) (اس) جسم (کو) چھوڑنے سے پہلے اس (جسم میں) ان طاقتوں کو دبانے (یا کنٹرول کرنے کی) صلاحیت پیدا کرتا ہے (جو) پیدا ہوتے ہیں غصہ (اور) نفسانی خواہشات (سے)۔ وہی (انسان) (خدا کی عبادت میں) لگا ہوا ہے۔ (اور) وہی (انسان) خوشحال ہے۔

(5.24) وہ (جو) اندر سے پُرسکون ہے، اندر سے مطمئن ہے، اور (جو) اندر سے (ایمان کی روشنی سے) پُرنور ہے۔ بے شک وہ عابد (ہے)۔ (وہ) پائے گا مستقبل میں خدا (کے دیدار کو اور) خدا کے پرسکون مقام (جنّت کو)۔

(5.25) مقدس ہستیاں گناہوں سے دور (پاک) ہیں، (ایمانی) شک و شبہ سے دور ہیں۔ (خدا کی عبادت میں) ہمیشہ لگے رہتے ہیں۔ تمام مخلوقات کی فلاح کے لئے مصروف رہتے ہیں۔ اور خدا کے پرسکون مقام (جنّت کو) پاتے ہیں۔

(5.26) صالح انسان جس نے نجات پا لیا ہے (اپنی) نفسانی خواہشات سے، اور غصہ (سے)، (جس نے) ہر طرف سے اپنے نفس کو کنٹرول کر رکھا ہے، جس نے اپنی ذات کو پہچان لیا ہے۔ (وہ) خدا کی پرسکون جگہ (جنت) پائے گا۔

(5.27) (مومن بندہ جو) باہری (تمام لطف اندوزی کے) احساسات کو باہر کرتا ہے۔ اور آنکھوں کو (ذہن کو) بھنوؤں (کے) درمیان کرکے (یعنی عبادت میں یکسو ہوتا ہے) نتھنوں کے درمیان چلنے وال داخل ہونے والی اور خارج ہونے والی (سانس کو) برابر کرتا ہے۔ (یعنی خدا کی یاد میں مراقبہ کرتا ہے۔)

نوٹ 5.28/5.27: اور خدا کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں (کے لئے) کچھ شک نہیں کہ انکے لئے خدا نے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ (سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۳۵)

(5.28) (جو) کنٹرول کرتا ہے لطف اندوز ہونے والے اعضاء کو، نفس اور عقل کو (اپنی چاہ اور شعور کو) (وہ بندہ) مومن ہے۔ (اسے خدا کی طرف سے گناہوں سے) معافی حاصل ہوگی۔ جو نفسانی خواہشات، خوف، غصہ سے نجات حاصل کرتا ہے بے شک وہ ہمیشہ کے لئے (جہنم سے) آزادی (حاصل کرے گا)۔

(5.29) وہ (خدا ہے) جس کے لئے تمام عبادتیں اور ریاضتیں کی جاتی ہیں۔ (وہ) رب ہے تمام عالمین کا۔ (وہ) رحیم ہے تمام مخلوقات کے لئے۔ مجھ (خدا) میں اس طرح جو عقیدہ رکھتا ہے (وہ) حاصل کرے گا امن والی جگہ (یعنی جنت کو)۔

نوٹ 5.29: اور لوگو! تمہارا معبود خدائے واحد ہے۔ اس بڑے مہربان اور رحم والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۶)

٦۔ادھیائے نمبر چھ
دھیان یوگ (خدا کی یاد میں یکسو ہونے کا بیان)

ادھیائے کا خلاصہ: اس ادھیائے میں انسان کو ایمان، عبادت اور اعمال پر مضبوطی کے ساتھ قائم کرنے کی تعلیم ہے۔ ہمارا وجود کئی چیزوں سے بنا ہے۔ جیسے کہ جسم، روح، نفس، جان، ایمان۔اس میں روح، جان اور ایمان یہ خدا کے نور سے ہے۔ اس پر ہمارا کنٹرول نہیں ہے۔مگر جو نفس ہے اسے خدا نے ہمارے کنٹرول میں دیا ہے۔نفس کی خصلت یا اوصاف تین طرح کے ہو تے ہیں۔نیک، مصروف، بد۔ہم جان بوجھ کر جس طرح کی زندگی اپنائیں گے اسی قسم کے اس کے اوصاف قوی ہوں گے۔غیر مذہبی اور من چاہی زندگی گزارنے سے بدی کی خصلت یا نفس امارّہ قوی ہو جاتا ہے۔جس سے انسان اور گناہ کرتا ہے اور دین سے دور ہو جاتا ہے۔جو کہ آخرت کی کامیابی کے لئے خطرہ ہے۔اس ادھیائے میں اسی نفس امارّہ کو کنٹرول کرنے کی نصیحت، اہمیت اور طریقے کا بیان ہے۔نفس امارّہ، عبادت، ریاضت اور پوری طرح دین پر چلنے ہی سے کنٹرول میں آتا ہے۔

دینی فرائض ادا کرنے کی اہمیت:۔

(6.1) خدا نے الہام کیا کہ جو (بندہ) اعمال صالح کو فرض سمجھ کر کرتا ہے۔(اور) اپنے اعمال صالح کے اجر کی امید نہیں رکھتا۔(یعنی اعمال خلوص کے ساتھ کرتا ہے) وہی بندہ زاہد اور عابد ہے۔ اور نہ (وہ جو) آگ پر بنی غذا کے بغیر رہتا ہے، اور نہ وہ جو تمام اعمال کو ترک دیتا ہے۔(یعنی تارک دنیا یا فقیر بنا بیٹھا ہے۔)

اخلاص کی اہمیت:۔

(6.2) اس طرح اے پانڈوَ (ارجن) جسے اپنے اعمال کے اجر کی توقع کو چھوڑنا (یعنی بے لوث عمل کرنا) کہتے ہیں، اس کو عبادت جانو۔ بلاشبہ بغیر بے لوث اعمال کرنے کے عہد کے کوئی بھی عابد نہیں بن سکتا۔

نفس پر کنٹرول کی اہمیت:۔

(6.3) خدا کہہ رہا ہے کہ، وہ اعمال جس سے خدا کی رحمت متوجہ ہوتی ہے، ان کی وجہ سے مومن بندہ عبادت کے ابتدائی مرحلے میں ہوتا ہے۔خدا کہہ رہا ہے کہ صابر، مخلص، نفس پر کنٹرول، امن پسندہ (ہونے) کی وجہ سے یہ مومن بندہ بلاشبہ عبادت

نوٹ 6.1: مومنو! جب تک تم ان چیزوں میں سے جو تمہیں عزیز ہیں راہ خدا میں صرف نہ کرو گے کبھی نیکی نہ کر سکو گے۔اور جو چیز تم صرف کرو گے خدا اسکو جانتا ہے۔(سورۃ نور آیت نمبر ۳۰)

کے اونچے درجے پر ہوتا ہے۔

(6.4) خدا کہہ رہا ہے کہ جب زاہد (اس بات کا) عہد کرتا ہے کہ نہ (تو وہ) نفس کی خواہش والی چیزوں کو (استعمال کرے گا) اور مومن بندے لغو کام سے دور رہتے ہیں تب وہ عبادت کے اعلیٰ مرتبے پر ہوتا ہے۔

(6.5) بے شک انسان (کو چاہئے کہ اپنے) نفس کو پاک کرے (اوپر اُٹھائے) انسان (کو چاہئے کہ اپنے) (نفس کو) پستی کی طرف نہ (لے جائے کیونکہ) نفس ہی انسان کا دوست (ہے) (اور) نفس (ہی) انسان کا دشمن ہے۔

(6.6) جس انسان نے اپنے نفس (کو) زیر کرلیا اس کے لئے (اس کا) نفس دوست (ہو جاتا ہے)۔مگر وہی نفس اس انسان کا جس نے نفس کو زیر نہیں کیا، دشمن ہوتا ہے۔اور بلاشبہ (ہمیشہ) دشمنی کرتا ہے۔

(6.7) وہ جو نفس کو فتح کرلیتا ہے، وہ پرسکون رہتا ہے۔(اور) سردی (غریبی)، گرمی (امیری)، خوشحالی اور بدحالی میں، اسی طرح عزت و ذلت (میں بھی) استقامت کے ساتھ عظیم خدا (کی عبادت میں لگا رہتا ہے۔)

(6.8) اس طرح جس کا نفس مطمئن ہے جس نے نفسانی خواہشات پر قابو پالیا ہے، اور جو علم و حکمت پر استقامت کے ساتھ قائم ہے، (جس کے لئے) مٹی کا ڈھیلا، پتھر اور سونا سب برابر ہیں۔اسے خدا کی یاد میں حقیقی طور سے لگا ہوا عابد کہا جائے گا۔

(6.9) (جب ایسا عابد) دوست اور دشمن سے یکساں برتاؤ کرتا ہے۔حاسدوں، رشتہ داروں، نیک کاروں اور بدکاروں سے بھی غیر جانبداری برتتے ہوئے یکساں ذہنیت یعنی انصاف کے ساتھ صلح اور فیصلہ کرنے والا ہوتا ہے۔(تب وہ اور بھی) افضل ہو جاتا ہے۔

<u>خدا کی عبادت کا طریقہ:۔</u>

(6.10) عابد (کو چاہئے کہ) خدا کی عبادت کے لئے ہمیشہ اپنے آپ کو پرسکون مقام پر لے جائے، (اور) تنہائی اور یکسوئی والی جگہ میں اپنے آپ کو قائم کرکے، عاجزی کے ساتھ، خواہشات کو چھوڑ کر اپنے ذہن اور شعور کو خدا کی یاد میں لگائے۔

(6.11) پاک زمین، جو نہ بہت زیادہ اونچی ہو اور نہ بہت زیادہ نیچی ہو۔(اس پر) گھاس یا پتلا ملائم کپڑا یا ہرن کی کھال بچھا کر، اپنے آپ کو مضبوطی سے قائم کرکے بیٹھ جائے۔

نوٹ 6.5: جس نے اپنے نفس کو پاک رکھا وہ مراد کو پہنچا۔اور جس نے اسے خاک میں ملایا وہ خسارے میں رہا۔(سورۃ الشّمس آیت نمبر ١٠۔٩)

(6.12) اس نشست پر بیٹھ کر، من، خواہشات اور اعمال کو قابو میں کر کے ذہن میں (صرف اور صرف) ایک سب سے اعلیٰ خدا کو (رکھتے ہوئے)، خدا کی خوشنودی کیلئے اور نفس کو (فحش اور منکر سے) پاک کرنے کیلئے عبادت کرے۔

(6.13) جسم، سر (اور) گردن کو سیدھا رکھ کر، ذہن کو کسی (مخلوق کی طرف) نہ بھٹکا کر، (ایک خدا کی یاد) کو قائم رکھتے ہوئے، کسی بھی سمت میں نہ دیکھتے ہوئے، اپنی ناک کے اگلے حصے پر نظر جما کر۔

(6.14) نفسِ مطمئن کے ذریعے بلا خوف، خدا کے (احکام) کے مطابق زندگی گزارنے والے کی طرح، من میں خدا کے ایمان کو قائم کر کے، (اپنے آپ پر) قابو رکھتے ہوئے، مجھے ہی سب سے اعلیٰ مان کر، مجھ میں ہی اپنے شعور اور ذہن کو لگا کر بیٹھے۔

(6.15) اس طرح عابد، ہمیشہ از خود ذہن کو قابو میں رکھ کر، وقت کی پابندی کے ساتھ عبادت کرتے ہوئے، (دنیا میں) حقیقی سکون (اور مرنے کے بعد) میری (جنت کے) سب سے اعلیٰ اور پُرسکون مقام کو پاتا ہے۔

(6.16) اے ارجن! لیکن سچ تو یہ ہے کہ عبادت نہ بہت زیادہ کھانے والا کر سکتا ہے اور نہ بالکل بھوکا رہنے والا کر سکتا ہے۔ اور نہ بہت زیادہ سونے والا کر سکتا ہے، اور نہ ہی ہر وقت جاگنے والا کر سکتا ہے۔

(6.17) خدا (کے احکامات وقوانین) کی اطاعت میں کھانا کھانے سے، (زندگی میں) ہر قدم (خدائی احکامات کے مطابق) رکھنے سے، (زندگی کی) تمام جدوجہد اور اعمال کو خدا کے (احکامات وقوانین کے ساتھ) جوڑنے سے، سونے اور جاگنے میں خدائی احکامات کے ساتھ جُڑا ہوا ہونے سے حقیقی عبادت واقع ہوتی ہے۔ (اور یہی عبادت) تمام بے سکونی، بے چینی، مصائب اور بربادی کا حل ہے۔

(6.18) خدا کہہ رہا ہے کہ، بے شک اس طرح جب (عابد)، تمام خواہش پرستی پر مبنی کاموں اور ان کے اجر کی توقع کو چھوڑ کر، خدا (کے ایمان) پر اپنی عقل کو قائم کر کے، خدائی احکامات وقوانین سے جڑ کر اعمال کرنے لگتا ہے، تب وہ حقیقی طور پر عبادت میں لگا ہوا مانا جاتا ہے۔

<u>خدا کی عبادت کے فائدے:۔</u>

(6.19) خدا یاد دِلا رہا ہے کہ، جس طرح غیر ہوادار مقام میں رکھا ہوا چراغ ٹمٹماتا نہیں ہے، اسی مناسبت سے عابد، جس کا قلب اور ذہن قابو میں ہے، اس کا نفس وقت کی پابندی کے ساتھ ایک خدا میں یکسو ہونے کی وجہ سے خدا کی اطاعت سے (ڈگمگاتا نہیں ہے۔)

(6.20) بے شک، اس یکسوئی کی حالت میں انسان خدا کا تجربہ یا اس کی خشیت کا احساس از خود

(کرتا ہے)، تو وہ بالکل پرسکون اور مطمئن ہو جاتا ہے۔ اوراس حالت میں روحانی مسرت کی وجہ سے اس کے شعور کا خدا (کی یاد) سے جڑنا اس بات کا ذریعہ بن جاتا ہے کہ وہ (اپنے آپ کو) تمام (فحش اور) منکر کاموں سے دور رکھ سکے۔

(6.21) بے شک، وہ (عابد) جوشعوری طور پرخواہشات سے دوری اختیار کرلیتا ہے، اور سب سے اعلیٰ سکون کو جان جاتا ہے، تو پھر وہ (یکسوئی کے ذریعے) اِس خدا کی یاد کو قائم کرنے سے اور سچائی سے کبھی بھی نہیں ہٹتا۔

(6.22) (اور پھر) اس (خدا) کو حاصل کر کے، (اس کے مقابلے کسی) دوسری چیز کو اور زیادہ فائدے مند نہیں مانتا۔ وہ (خدا)، جس (کی یاد) کو (یکسوئی کے ذریعے) قائم کر کے، (وہ عابد) بڑے سے بڑے دکھوں میں بھی گمراہ نہیں ہوتا۔

(6.23) (اسی لیے) اس خدا کی یاد کے ساتھ جُڑ کر عبادت کرنے کو، تمام دنیاوی دکھوں میں مبتلا ہونے سے نجات جانو۔

<u>نفس کو کنٹرول کرنے کے احکام:۔</u>

(6.24) بے شک، ہر طرح سے شعوری طور پر تمام خواہشات کو قابو میں کر کے، مکمل طور پر خواہش پرستی سے پیدا ہونے والی تمام (خواہشات کو) چھوڑنے کا عہد کرلو۔ عقل اور ذہن کو (ایک خدا کی طرف سے) بھٹکائے بغیر، پختہ یقین و ایمان کے ساتھ عبادت کرنے میں لگ جاؤ۔

(6.25) عقل کو دنیاوی غیر ضروری کاموں میں نہ لگا کر، کسی اور (مخلوق) کے متعلق کچھ بھی نہ سوچتے ہوئے، درجہ بہ درجہ، پورے یقین و ایمان کے ساتھ، من میں (عبادت کے ذریعے ایک) خدا کی یاد کو قائم کرو۔

(6.26) بے شک، جب جب بھٹکنے والا نفس، (ایک خدا کی یاد کو) قائم نہ کر کے (دنیاوی اشیاء، مخلوق اور دیوتاؤں کی طرف) بھٹکنے لگے، تب تب اس (نفس کو) خدائی احکامات، اصولوں قوانین کی

نوٹ 6.23: اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں، ''جو شخص نیک اعمال کرے مرد ہو عورت وہ مومن بھی ہوگا تو ہم اس کو دنیا میں پاک اور آرام کی زندگی سے زندہ رکھیں گے اور آخرت میں ان کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے۔
(سورۃ النمل آیت نمبر ۹۷)

نوٹ 6.24: مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ ان کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے۔ اور جو کام یہ کرتے ہیں خدا ان سے خبردار ہے۔ (سورۃ النور آیت نمبر ۳۱۔۳۰)

پیروی میں لگا کر، خدا کے سپرد کر دینا چاہئے۔

(6.27) کیونکہ ایک خدا کی (عبادت کرنے والا) انسان اپنی بدی کی صفت کو دبا کر فحش و منکر سے چھٹکارا پالیتا ہے۔ (اور پھر) ایسا عابد مطمئن نفس اور اعلیٰ ترین (جنّت کے) سکون کو حاصل کرتا ہے۔

(6.28) اس طرح اپنے آپ کو ہمیشہ وقت کی پابندی کے ساتھ ایک خدا میں یکسوئی والی عبادت میں لگانے والا عابد، خدا کی خشیت کا احساس پالیتا ہے اور پھر تمام فحش کاموں اور منکرات سے چھٹکارا پا کر پرسکون اور مطمئن ہو جاتا ہے اور (موت کے بعد جنت کے) سب سے اعلیٰ سلامتی و سکون (والے مقام) کو حاصل کرتا ہے۔

مومن کی صفات:۔

(6.29) خدا کی عبادت میں لگا ہوا انسان، (ایک خدا کی تخلیق کردہ) تمام مخلوقات پر خود کو منحصر دیکھتا ہے اور تمام مخلوقات کو خود پر (منحصر دیکھتا ہے۔) اس طرح کائنات میں ہر جگہ ہی (انسان اور دیگر مخلوقات کو انحصار اور تخلیق کے اعتبار سے) ایک جیسا ہی دیکھتا ہے۔

(6.30) جو انسان تمام مخلوقات کو مجھ سے (تخلیق کیا ہوا) دیکھتا ہے اور (اس طرح جب وہ) مجھے ہر جگہ دیکھتا ہے، (تو پھر) اُس کے لیے مَیں دور نہیں ہوں اور وہ بھی مجھ سے دور نہیں ہے۔

(6.31) جو انسان تمام مخلوقات کو اور ان کی بقا کو مجھ ایک (خدا) سے قائم تسلیم کر لیتا ہے۔ تو وہ عابد، تمام مخلوقات کے (فلاح) کے لیے اعمال کرتے ہوئے بھی حقیقت میں میری (خوشنودی کے) لیے ہی تمام اعمال کو انجام دیتا ہے۔

(6.32) اے ارجن! جو انسان اگر اپنے آپ کی طرح ہی تمام مخلوقات کی راحت یا مصیبت کو، یکساں دیکھتا ہے تو وہ عابد سب سے افضل ہے یہ میرا فیصلہ ہے۔

نوٹ 6.29: وہی (خدا) تو ہے جس نے سب چیزیں جو زمین میں ہیں تمہارے لئے پیدا کیں پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا۔ تو ان کو ٹھیک سات آسمان بنا دیا اور وہ ہر چیز سے خبردار ہے۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۹)

نوٹ 6.32: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تم میں سے کوئی مومن اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند نا کرے جو وہ خود کے لئے پسند کرتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

نفس کو قابو میں رکھنے کے طریقے:۔

(6.33) ارجن نے کہا، اے مدھوسودن! تمہارے ذریعے کہے گئے اس عبادت کے مناسب طریقہ کو بھٹکنے والی کیفیت کی وجہ سے میں اس پر قائم رہنا (ممکن) نہیں دیکھ پا رہا ہوں۔

(6.34) (کیونکہ) اے کرشن! من یعنی نفس گمراہ، سرکش، طاقتور (اور) ضدّی ہے۔ اس کو قابو میں رکھنا، میں ہوا کو (قابو میں رکھنے) کی طرح مشکل مانتا ہوں۔

(6.35) خدا نے الہام کیا کہ، اے قوی بازو والے (ارجن)! بلاشبہ، نفس کو قابو میں کرنا مشکل ہے، لیکن اے کنتی کے بیٹے! مستقل مزاجی سے ویدوں کا مطالعہ کرنے سے، اور دنیا سے بے رغبتی کو اختیار کرنے سے، (نفس کو) قابو میں کیا جاسکتا ہے۔

(6.36) بے قابو من (کی وجہ سے) عبادت (کی حقیقی روح) بہت مشکل سے ملتی ہے۔ لیکن من کو قابو میں کر کے حسب استطاعت (ذرائع اور صلاحیتوں) کا استعمال کرتے ہوئے (جو بھی) جد وجہد کرتے رہتا ہے، (اس کے لیے) عبادت کا حقیقی لطف حاصل کرنا ممکن ہے، اس طرح کی یہ میری ہدایات ہیں۔

کم نیکی والے مومن کا انجام :۔

(6.37) ارجن نے کہا اے کرشن! ایمان سے نہ گیا ہوا (یعنی مومن)، جو ایک خدا کی اطاعت کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ من کے بھٹکاؤ کی وجہ سے خدا کی اطاعت مکمل طور پر (نہیں) کر سکا ہے۔ (ایسا مومن مرنے کے بعد) کون سا مقام پاتا ہے؟

(6.38) اے قوی بازو والے (کرشن)! الجھن میں پڑا ہوا (یہ مومن)، خدا کے راستے پر (مکمل طور پر عملاً) قائم نہ ہو کر، کیا بکھرے ہوئے بادل کی طرح گمراہ ہو کر، (دنیا اور آخرت) دونوں میں برباد نہیں ہو جاتا؟

(6.39) اے کرشن! یہ میرا شک ہے، (جسے) مکمل طور پر دور کرنے کے لیے تم سے التجا کر رہا ہوں، بلاشبہ، آپ کے مقابلے اس شک کو دور کرنے والا کوئی دوسرا پایا جانا (میرے لیے) ممکن نہیں ہے۔

(6.40) خدا نے الہام کیا کہ، اے پارتھ! (ارجن)! میرے ولی حقیقت یہ ہے کہ مخلوقات کی فلاح کیلئے اعمالِ صالحہ کو (مکمل طور پر) کرنے والا کوئی بھی مومن، (جہنّم کے) برے مقام میں نہیں جاتا۔ بلاشبہ اس (مومن اور مکمل طور پر عملِ صالح کرنے والے شخص) کی نہ ہی اس دنیا میں بربادی ہے اور نہ ہی اس (آخرت کے) مقام میں ہے۔

(6.41) نامکمل عبادت والا (مومن بندہ بھی) نیک اعمال کی وجہ سے جو اس نے اس دنیا میں کئے، وہی دائمی مقام (جنت) پاتا ہے۔ وہ (جنت میں) نئ

زندگی پاتا ہے خوشحال اور نیک لوگوں کے گھروں میں ۔(یعنی وہ نیک لوگوں کے ساتھ میں جنت میں رکھا جاتا ہے۔

(6.42) یا یہ (مومن مگر نامکمل اعمال والا) عابدوں اور اعلیٰ ذہن رکھنے والے لوگوں کے گروہوں کے اندر (جنّت میں) بھی دوبارہ زندگی پاتا ہے۔بے شک اس طرح کا جو (دوبارہ) (نیک لوگوں کے گھروں میں) زندگی پانا (وہ) (آخرت کی) دنیا میں انتہائی مشکل ہے۔

(جو عام طور سے ہوتا ہے اس کا ذکر شلوک نمبر ۶:۴۵ میں ہے۔)

(6.43) اے کرونندن (ارجن)! (اس کے جنّت میں جانے کی وجہ یہ بھی ہے کہ) وہاں اُس پہلے کی جسمانی یعنی دنیاوی زندگی میں قلبی ایمان حاصل ہونے کی وجہ سے وہ بار بار اعمال کو مکمل طور پر خدا کی اطاعت سے جوڑنے کی کوشش میں لگا ہوا ہوتا ہے اور

(6.44) بلاشبہ، وہ خدا کی اطاعت کی کوشش کرنے والا، پچھلی (دنیاوی) زندگی میں ویدوں کے مطالعہ کی طرف راغب (ہونے کی وجہ سے) بھی، از خود (ویدوں میں دی گئی) خدا کی تسبیحات وتلاوت کی وجہ سے (ایمان میں) یقینی طور پر ترقی بھی (کر چکا ہوتا ہے)۔

(6.45) لیکن، (مرنے کے بعد جنّت میں جانے سے پہلے، نامکمل اطاعت کی وجہ سے) ایک سے زیادہ بار (وہ جہنم میں) نئی زندگی پائے گا اور جب تمام گناہوں کی (سزا سے) پاک ہوجائے گا تو وہ بندہ جو (دنیا میں) خدا کی اطاعت کی مکمل کوشش کرنے والا ہوتا ہے، جنّت کی سب سے اعلیٰ منزلِ حیات کو پالیتا ہے۔

<u>عابد کی اہمیت:۔</u>

(6.46) خدا کی راہ میں جد و جہد یا جہاد کرنے والے سے افضل (ایمان کے ساتھ مکمل طور پر اعمالِ صالحہ کرنے والا) عابد ہے۔(اور) وید کے عالم سے بھی افضل (عابد) کو مانا جاتا ہے۔اور اسی طرح عامل سے بھی افضل عابد ہے۔اسی لیے اے ارجن! عابد بنو۔

(6.47) تمام عابدوں سے بھی عظیم عابد میرے نزدیک وہ مانا جاتا ہے جو میرے بارے میں ہی ہر وقت سوچتا رہتا ہے اور اپنے شعور کے اندرون سے ایمان لا کر، (میری ہر بات) تسلیم کرتا ہے۔یہی میری ہدایات ہیں۔

نوٹ 6.41: اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی راہ ایمان میں ان کے پیچھے چلی۔ہم ان کی اولاد کو بھی ان کے درجے تک پہنچا دیں گے۔اور ان کے اعمال میں سے کچھ کم نہ کریں گے۔(سورۃ الطّور آیت نمبر ۲۱)

۷۔ادھیائے نمبر سات
گیان وگیان یوگ (علم کے ذریعے خدا کی معرفت کا بیان)

ادھیائے کا خلاصہ: مذہب میں دو چیزیں اہم ہوتی ہیں۔(۱) ہمارا عقیدہ (۲) ہمارے اعمال۔ پچھلے ادھیائے میں کہا گیا کہ خدا کی یکسو ہوکر عبادت کرنے سے ہم اپنے نفس کو قابو میں کر سکتے ہیں۔ جب نفس قابو میں ہوگا تو کرم یوگ یعنی ذاتی عبادتیں بہتر طریقے سے ہو پائیں گیں۔اور جب ذاتی عبادتیں صحیح طریقے سے ہونے لگیں گی تو سنیاس یوگ یعنی وہ کام جو سماج کی فلاح سے جڑے ہیں وہ بھی اچھی طرح ادا ہونے لگیں گے۔

● اس ادھیائے نمبر ۷ سے ادھیائے نمبر ۱۳ میں خدا پر عقیدہ کو صحیح کرنے کی تعلیم ہے۔کیوں کہ صحیح عقیدے کے بغیر آخرت میں کامیاب ہونا ناممکن ہے۔

اس ادھیائے میں شلوک نمبر ۵:۷ میں آخرت کا بھی تعارف کرایا گیا ہے۔اور کہا گیا ہے کہ آخرت کی کامیابی ہی اصل کامیابی ہے۔

● شلوک نمبر ۷:۷ سے شلوک نمبر ۱۲:۷ میں خدا نے اپنی ان نشانیوں کا ذکر کیا ہے۔جن پر غور کر کے انسان خدا کی عظمت کا احساس کرتا ہے۔مثال کے طور پر خدا نے کہا میں پانی کا ذائقہ ہوں۔اب اس ایک نشانی پر غور کیجئے۔دنیا میں بہت سارے مشروب ہیں مگر ایک مرنے والا انسان جسے سخت پیاس لگی ہو وہ کبھی بھی مرتے وقت کسی مشروب کو نہیں مانگے گا۔ جیسے مجھے کوئی کوکا کولا پلا دو یا شربت روح افزا پلا دو وغیرہ۔ بلکہ وہ صرف پانی مانگے گا۔یعنی پانی بے ذائقہ ہوتے ہوئے بھی اپنے اندر ایسا ذائقہ رکھتا ہے جو بے مثال ہے۔اگر ہم خدا کی اس عظیم نعمت کا احساس کریں تو خدا کی کاری گری اور عظمت کا احساس ہوگا۔

● اسی طرح شلوک نمبر ۹:۷ میں خدا نے کہا کہ میں زمین کی اصل خوشبو ہوں۔اب اس پر غور کرتے ہیں۔دنیا میں لاکھوں طرح کے عطر اور سینٹ اور خوشبو ہیں جو لوگوں کو پسند ہیں۔مگر جب پہلی بارش ہوتی ہے تو زمین سے ایک سوندھی خوشبو آتی ہے اور اس خوشبو کو سونگھ کر کسان میں خوشی،فرحت اور آنے والی خوشحالی کی امید جاگ جاتی ہے۔دنیا میں کسی عطر میں یہ خاصیت نہیں ہے کہ وہ انسان میں مٹی کی خوشبو کی طرح خوشی،فرحت اور امید پیدا کردے۔یہ خدا کی عظمت کی نشانی ہے۔اسی طرح روشنی بھی خدا کی عظیم نشانیوں میں سے ایک ہے۔جب لوہے کی چادریں بنائی جاتی ہیں تو اسے 1800 ڈگری سینٹی گریڈ سے زیادہ درجہ حرارت تک گرم کیا جاتا ہے۔کئی سوٹن لوہا لوہے کو پگھلانے والی بھٹی میں ابلتا رہتا ہے مگر بلکل معمولی سی روشنی پیدا ہوتی ہے۔

تیل کے چراغ میں کچھ گرام تیل ہوتا ہے۔مگر جب اس کی بتی جلتی ہے تو سارا کمرہ روشن کردیتی ہے۔ایسا ہوسکتا تھا کہ جیسے پلاسٹک بدبودار دھوئیں کے ساتھ بغیر روشنی کے تیزی سے جلتا ہے اور کچھ دیر میں ختم ہوجاتا ہے اسی طرح تیل بھی جل کر ختم ہوجاتا۔مگر یہ خدا کی عظیم نشانی ہے کہ وہ آہستہ آہستہ اور روشنی دیتے ہوئے جلتا ہے۔اگر خدا نے اس طرح روشنی نہ پیدا کیا ہوتا تو بجلی آنے کے پہلے سارے انسان اندھیرے میں زندگی گزارتے۔اسی طرح سورج ہے کہ کروڑوں سال سے روشن ہے مگر نہ اس کی روشنی ختم ہوئی اور نہ اس میں کوئی ایندھن ہی ڈالا جاتا ہے۔

اسی طرح اس مقدس کتاب گیتا میں خدا نے اپنی جتنی نشانیاں بیان کی ہیں ان سب پر ایک کتاب لکھی جاسکتی ہے۔مگر یہاں اس کتاب میں تمام نشانیوں کا ذکر کرنا مشکل ہے۔

آپ خود ہر بیان کی ہوئی نشانی پر غور کریں تو خدا کی عظمت سمجھ میں آئے گی۔تمام نشانیاں خدا کی قدرت کا شاہکار ہیں۔اور خدا کی عظمت ظاہر کرتی ہیں۔
شلوک نمبر۹:۷ سے ۱۲:۷ تک خدا نے کئی چیزوں کے لئے کہا کہ یہ میں ہوں۔بہت سے لوگ اس کا لفظی معنی کو ہی صحیح سمجھتے ہیں۔ اوران تمام کو خدا کے وجود کا حصہ سمجھتے ہیں۔مگر داعی کو یہ بات سمجھنا چاہئے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو کہتے ہیں کہ یہ میں ہوں تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس چیز کو دیکھ کر مجھے پہچانوں میری عظمت کو پہچانو جیسے کوئی شاہکار تصویر مصور کی مہارت کا تعارف دیتی ہے،اسی طرح خدا کی شاہکار تخلیقات خدا کے عظمت کا تعارف کراتی ہیں۔
ایک حدیث شریف کا ایک حصہ اس طرح ہے، قیامت میں اللہ تعالیٰ ایک بندے کو فرمائیں گے کہ میں بھوکا تھا تو نے کھانے نہیں دیا۔میں پیاسا تھا تو نے پانی نہ دیا میں بیمار تھا تو نے عیادت نہ کی۔تو اس انداز میں کہنا یہ اللہ تعالیٰ کے اچھی طرح سمجھانے کا ایک طریقہ ہے۔اوپر والی حدیث میں اللہ تعالیٰ نے (میں) اپنے بھوکے، پیاسے اور بیمار بندوں کے لئے کہا ہے۔

<u>خدا کو پہچاننے اوراس کی عبادت کا حکم:۔</u>

(7.1) (خدا نے الہام کیا کہ) اے پارتھ (ارجن)! مجھ میں اپنے من کو لگاتے ہوئے،میری قربت حاصل کرو۔ میری پناہ (سہارا یا مدد) لیتے ہوئے وقت کی پابندی کے ساتھ میری عبادت کرو۔ بغیر شک کے مکمل طور سے جس طرح مجھے جان سکتے ہو(وہ) سنو۔

(7.2) مکمل طور سے اس علم اوراس کے ساتھ حکمت (دانشمندی کو) میں تم (سے) کہوں گا۔ جسے جان کر اس دنیا میں دوبارہ کوئی اور علم جاننے کی (تمہیں) ضرورت نہیں ہوگی۔

(7.3) ہزاروں انسانوں میں کچھ ہی لوگ مکمل طور پر ایک خدا میں یکسو ہو کر عبادت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اور ایسے مکمل طور پر یکسو رہ کر عبادت کرنے کی کوشش کرنے والوں میں کچھ ہی لوگ میری حقیقت کو جان پاتے ہیں۔

<u>آخرت میں کامیابی کی اہمیت:</u>

(7.4) بے شک مٹی، پانی، آگ، ہوا، آسمان، (خلا) اسی طرح (انسان کا) نفس،عقل اور (انسان کی تمام مخلوقات پر) برتری، اس (دنیا) میں آٹھ مختلف قسم کی میری قدرت (کو سب سے اعلیٰ ثابت کرنے والی نشانیاں) ہیں۔

(7.5) لیکن،اے قوی بازو والے! (ارجن) اس ادنیٰ (دنیا) کے علاوہ (میری) قدرت کی نشانی، آخرت کو جاننے کی کوشش کرو، (جو) میری سب سے اعلیٰ (قدرت کی نشانی ہے۔) جس پر اس دنیا کا اور اس (دنیا) کی تمام مخلوقات (کی کامیابی و ناکامی کا) انحصار ہے۔

(7.6) اسی طرح ان دونوں یعنی دنیا اور آخرت پر تمام انسانی نسلوں کی (کامیابی اور ناکامی کا) انحصار

بھی ہے اور مَیں اکیلا، دنیا کی ابتداء اور اس کی قیامت برپا کرنے والا ہوں۔

خدا کی صفات:۔

(7.7) اے دولت پر فتح پانے والے (ارجن)! مجھ (ایک خدا) سے اعلیٰ کوئی دوسرا ہرگز نہیں ہے۔ مجھ ایک دھاگے کے سہارے یہ پوری (دنیا) تسبیح کے دانوں کی طرح ٹکی ہوئی ہے۔

(7.8) اے کنتی کے بیٹے! مَیں پانی کا ذائقہ ہوں، چاند اور سورج کی روشنی ہوں، تمام ویدوں میں اوم ہوں۔ آسمان کی تسبیح ہوں۔ انسان کی صلاحیت واستطاعت ہوں۔

(7.9) زمین کی اصلی خوشبو ہوں اور آگ کی تجلی ہوں اور تمام مخلوقات کی جان ہوں اور (خدا کی راہ میں) جدوجہد کرنے والوں کا جہاد (مَیں) ہوں۔

(7.10) اے پارتھ! تمام مخلوقات کا ازلی تخم (بیج) مجھے ہی جانو۔ عقل والے دانشوروں کی عقل (مَیں) ہوں، روشنی دینے والوں کی روشنی مَیں ہوں۔

(7.11) اے بھارت میں سب سے اعلیٰ! مَیں طاقتور لوگوں کی وہ طاقت ہوں (جو) خواہش پرستی، غصّے اور ہَوس سے پَرے ہے۔ (مَیں) مخلوقات کی ایسی خواہش ہوں جو دین کے خلاف نہیں ہے۔

(7.12) بے شک، یہ جو (۱) نیکی اور (۲) مسلسل جدوجہد اور (۳) گمراہی یا ضلالت کی انسانی اوصاف ہیں، وہ بھی میرے (ذریعے ہی تخلیق کی گئی ہیں،) لیکن تم یہ اس طرح سمجھ لو کہ مَیں ان (تین قسم کی صفات رکھنے والے انسانوں) جیسا یا ان انسانوں میں سے نہیں ہوں اور یہ (صفات رکھنے والے انسان) مجھ جیسے بھی (نہیں ہیں۔)

(7.13) خدا کی تخلیق کردہ ان تینوں انسانی صفات میں پھنس کر، یہ تمام دنیا (کے انسان) الجھن، بے چینی اور بدامنی کا شکار ہوگئے ہیں، (کیوں کہ) ان تینوں انسانی صفات سے پرے، مجھ لافانی (خدا) کو نہیں جان پا رہے ہیں۔

(7.14) بلاشبہ، میرے ذریعے (تخلیق کردہ) ان (تینوں) روحانی وفطری صفات (پر مبنی)، میرے امتحان کو پار کرنا بہت مشکل ہے، (لیکن) جو لوگ

نوٹ 7.12: خدا کے صفات ایسی ہیں جو اس کی اپنی ہے اور وہ خدا کی عظمت کو ظاہر کرتے ہیں۔ انسان میں بھی کچھ صفات ہیں۔ مگر یہ صفات اس کی عظمت کو ظاہر نہیں کرتے بلکے اس میں اس کا امتحان لینے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور اس امتحان میں کامیابی کے لئے اسے خدا کا سہارا لینا بے حد ضروری ہے۔ اسی بات کا ذکر شلوک نمبر ۱۲: ۷ سے ۱۵: ۷ میں ہے۔

میری پناہ میں آجاتے ہیں یا میرے سہارے جیتے ہیں، وہ اس آزمائش یا امتحان کو بلاشبہ پار کرجاتے ہیں۔

(7.15) اس امتحان یا خدائی منصوبے (سے پار کرانے) والے علمِ دین کو، شیطانی فطرت کی پناہ لینے والوں سے، (شیطان نے) اغواء کرلیا ہے۔ (کیوں کہ) یہ جاہل، بدکار اور (جہنم میں) گرنے والے انسان میری (عبادت کرتے ہوئے) میری پناہ یا میرا سہارا نہیں لیتے۔

عالم دین کی اہمیت:۔

(7.16) اے ارجن! اے بھارت میں اعلیٰ! اعمال صالحہ کرنے والے انسان جو میری عبادت کرتے ہیں۔ چار قسم کے ہیں (۱) وہ جو تکلیف میں ہیں۔ (۲) وہ جو علم کی جستجو کرنے والے ہیں۔ (۳) وہ جسے دنیاوی اشیاء کی چاہ ہے۔ (۴) وہ جو عالم ہیں۔

(7.17) ان چاروں میں جو عالم ہمیشہ (مجھ) ایک (خدا کی) عبادت میں لگا رہتا ہے۔ وہ سب سے افضل ہے۔ بیشک اس عالم کو میں سب سے زیادہ پیارا ہوں اور وہ (بھی) مجھے پیارا ہے۔

(7.18) یقیناً یہ تمام قابل قدر ہیں۔ لیکن عالم کا نفس (نیک ہے) کیوں کہ وہ میری ہدایت پر مضبوطی سے قائم ہے۔ اور عبادت میں لگا ہوا انسان ہے۔ یقیناً (جو) (ہر انسان کا) سب سے اعلیٰ مقصد حیات ہونا چاہئے۔

(7.19) اس طرح موت تک تمام (اعمال) کو (صرف) میرے سہارے پر کرنے والے واسودیو (کرشن) کے جیسا عظیم انسان، بہت سارے پیدا ہونے والے انسانوں اور علماءِ دین (میں سے) (کوئی ایک) مشکل سے ہوتا ہے۔

شرک کی وجہ اور اس کے انجام کا ذکر ہے:۔

(7.20) نفسانی خواہشات (کو پورا کرنے کی وجہ سے) جو لوگ علم دین سے دور ہوگئے ہیں۔ (وہ) دوسرے دیوتاؤں کے (سامنے) (اپنے) سر کو خم کرتے ہیں۔ وہ لوگ خود سے اصول بناتے ہیں ان دیوتاؤں کی عبادت کے۔ جس طرح خدا نے اصول بنائے ہیں اپنی عبادت کے۔

(7.21) جو جو بندے جس جس دیوتا میں عقیدہ رکھتے ہیں اور عبادت کی خواہش رکھتے ہیں۔ میں (خدا) یقیناً ان بندوں کے عقیدوں کو ان

نوٹ 7.21 : قرآن کریم میں اسی مفہوم کی ایک آیت اسی طرح ہے، ان کے دلوں میں کفر کا مرض تھا۔ خدا نے ان کا مرض اور زیادہ کردیا۔ اور ان کے جھوٹ بولنے کے سبب ان کو دکھ دینے والا عذاب ہوگا۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۰)

دیوتاؤں پر اور مضبوط کر دیتا ہوں۔

(7.22) (اس طرح) وہ انسان پوری عقیدت کے ساتھ (اس دیوتا کی) عبادت کرتا ہے اس دیوتا سے اپنی خواہشات کے پورا ہونے کی) توقعات کے ساتھ۔ اور (وہ اپنی) خواہشات کی چیزیں اس دیوتا سے پالیتا ہے۔ (مگر) حقیقت (یہ ہے کہ) اسے میرے ذریعے ہی (خواہشات کی تمام چیزیں) دی جاتی ہیں۔

(7.23) میری عبادت کرنے والے (مرنے کے بعد) بیشک میرے باغوں (جنت میں) جائیں گے۔ دیوتاؤں کی عبادت کرنے والے دیوتاؤں کے پاس جائیں گے۔ لیکن ان کم عقل لوگوں کی بربادی ہوگی۔ اور اعمال برباد ہوں گے۔

<u>گمراہ لوگوں کے عقیدوں کا بیان ہے:۔</u>

(7.24) بے وقوف لوگ میری اعلیٰ سب سے بہتر (اور) ہمیشہ باقی رہنے والی صفات کو نہیں سمجھتے۔ میں (جو) آنکھوں سے اوجھل ہوں (میں نے) ایک شخصیت کو اپنا لیا ہے (ایسا) مانتے ہیں۔

(7.25) اس دنیا میں (میں) (اپنے نور) کو سارے لوگوں کو نہیں (دکھاتا)۔ (میرا) نظروں سے اوجھل ہونا یہ امتحان لینے سے تعلق رکھتا ہے۔ میں بغیر پیدائش (ازلی اور) لافانی ہوں۔ بے وقوف لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے۔

(7.26) اے ارجن! میں ماضی حال اور مستقبل (یعنی ہر چیز کو) جانتا ہوں۔ لیکن تمام انسان مجھے ذرا سا بھی نہیں جان سکتے ہیں۔

<u>گمراہی کی وجہ اور اس کے علاج کا بیان ہے:۔</u>

(7.27) اے ارجن! تذبذب (اور) بھرم (حقیقت کو نہ جاننا) پیدا کرتی ہیں (انسان میں) (مادی ترقی کی) خواہش (اور تکلیف اور مشکلات سے) نفرت۔ اے ارجن! تمام انسان پیدائش سے ہی بھرم (حقیقت سے دور) (ہوتے ہیں)۔

(خدا ایک ہے اور آخرت حقیقت ہے۔ جب اس پر ایمان نہیں ہوتا ہے تو انسان دنیا میں ترقی چاہتا ہے اور تکلیف سے نفرت کرتا ہے۔ یہ جہالت کی وجہ سے ہے۔ مومن بہت زیادہ دنیاوی ترقی نہیں چاہتا ہے اور مشکلات پر صبر کرتا ہے۔)

(7.28) بے شک مضبوطی کے ساتھ (جو) مجھ پر ایمان رکھتا ہے (عبادت کرتا ہے) اور جن کے گناہ نیک اعمال (کے سبب) ختم ہو گئے ہیں، وہ لوگ تذبذب (اور) بھرم) (حقیقت سے ناواقف ہونے سے) آزاد ہوتے ہیں۔

<u>خدا پر مظبوط ایمان کے اجر کا ذکر ہے:۔</u>

(7.29) جو کوشش کرتے ہیں میری پناہ میں آنے کی وہ آزادی پاتے ہیں بڑھاپے اور مرنے سے۔

(یعنی وہ جنت پاتے ہیں جہاں بڑھاپا اور موت نہیں ہے)۔وہ اس خدا (کو بھی) پہچانتے ہیں اور مکمل طور سے تمام روحانی کاموں کو بھی (یعنی آخرت سے جڑے اعمال کو بھی پہچانتے ہیں۔)

(7.30) وہ جو مجھے تمام مخلوق کا خدا، تمام دیوتاؤں (فرشتوں) کا خدا ،اور تمام عبادتوں کے لائق سمجھتا ہے، وہ کامل ایمان والا ہے۔ وہ مرتے وقت بھی مجھے (ہی) جانتا ہے (یعنی مجھے ہی خدا مانتا ہے، جو کہ آخرت میں کامیابی کے لئے بے حد ضروری ہے۔)

(جس انسان کا جس پر عقیدہ ہوگا مشکل وقت میں وہ اسی کو پکارتا ہے۔جس کا خدا پر یقین ہوگا وہی موت جیسے مشکل وقت میں صرف خدا کو پکارے گا۔)

۸۔ادھیائے نمبر آٹھ
اکشر برہما یوگ (لافانی خدا کا بیان)

ادھیائے کا خلاصہ: ● اکشر کا مفہوم ہے لافانی اور برہما یہ خدا کا ایک نام ہے۔اس طرح باب کے عنوان کا مفہوم ہوا لافانی خدا کا بیان۔اس ادھیائے میں شلوک نمبر ۱:۸ سے ۴:۸ تک خدا کی ذات کا اس طرح ذکر ہے کہ سماج کی غلط فہمیاں دور ہوں۔

- شلوک نمبر ۵:۸ سے شلوک نمبر ۹:۸ تک خدا کی یاد کرنے کی اہمیت کا بیان ہے۔جو شخص خدا کی یاد کرتے ہوئے مرے گا وہ جنت پائے گا۔اور ایسا تبھی ہو گا جب انسان ہمیشہ زندگی میں خدا کو یاد کرتا رہے گا۔
- شلوک نمبر ۱۰:۸ سے ۱۵:۸ تک جنت کس طرح حاصل کی جائے اس کا بیان ہے۔
- شلوک نمبر ۱۷:۸ میں خدا کا ایک دن ایک ہزار سال کے برابر کہا گیا ہے۔اس علم سے بندہ کوشش کرے گا کہ اس کا جنت میں جانا ایک یا آدھے دن کے برابر بھی موخر نہ ہو۔
- شلوک نمبر ۱۸:۸ سے ۲۸:۸ تک آخرت کے حالات کا بیان ہے۔
- شلوک نمبر ۱۸:۸ اور ۱۹:۸ میں یاد دلایا گیا ہے کہ ہر روز سوتے وقت روح نفس قبض کی جاتی ہے۔یعنی انسان کی عارضی موت ہوتی ہے۔اسی طرح زندگی اور عارضی موت کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔اسی طرح حقیقی موت کے بعد بھی زندگی ہے۔
- شلوک نمبر ۲۲:۸ میں آخرت میں کامیابی کے اصول کا بیان ہے یعنی شرک سے بچنا ہے۔
- شلوک نمبر ۲۳:۸ سے ۲۶:۸ تک جنت اور جہنم کے راستوں کا بیان ہے۔
- شلوک نمبر ۲۸:۸ میں کہا گیا ہے کہ مومن جو بھی نیک عمل کرتا ہے اس کی جزا کئی گنا بڑھا کر اسے آخرت میں ملے گی۔

<u>(ہندو بھائیوں کا ایسا عقیدہ ہے کہ خدا (ایشور) تو ہے، مگر ہماری روح بھی خدا کا حصہ ہے اور بالآخیر میں خدا میں سما جائے گی۔اور فرشتے (دیوتا) بھی خدا کی طرح ہیں۔ان کی عبادت سے بھی جنّت مل سکتی ہے۔مندرجہ شلوک نمبر ۱:۸ سے ۴:۸ میں اس غلط فہمی کو دور کیا گیا ہے۔)</u>

(8.1) ارجن نے سوال کیا، وہ خدا کون ہے؟ نفس کیا ہے؟ عظیم ہستی (خدا کے) کام (کیا ہیں)؟ اور تمام مخلوقات کا خدا کسے کہتے ہیں؟ فرشتوں (دیوتاؤں) کا خدا کسے کہتے ہیں؟

(8.2) وہ خدا جس کی عبادت کی جاتی ہے (یا وہ جو وحی بھیجتا ہے وہ کون ہے؟) اے کرشن، یہاں اس جسم میں کون ہے؟ اور مرتے وقت ذہن کو قابو میں کر کے (اسے) کیسے جانا جا سکتا ہے (خدا کو یاد کیا جا سکتا ہے؟)

(8.3) خدا نے الہام کیا کہ عظیم لافانی (ذات کو) برہم (خدا) کہتے ہیں۔(انسان کی اپنی جو) فطرت ہے (اسے) نفس کہتے ہیں۔مخلوقات (کی) فطرت کو تخلیق کرنا اور (انھیں ان کی زندگی کے) اعمال (ان کو) عطا کرنا (اس خدا کا) کام کہا جاتا ہے۔

(8.4) اے جسم رکھنے والوں میں سب سے اعلیٰ (ارجن)، (میں) مخلوقات کا خدا ہوں، اور انسان فنا ہونے والی ذات ہے۔ میں (ہی) دیوتاؤں کا خدا ہوں، اور عبادتوں کا مالک (عبادت کے لائق)۔ بے شک اس جسم پر (میری ہی حکومت ہے)۔

<u>خدا کی خالص عبادت کی اہمیت کا بیان:۔</u>

(8.5) زندگی کے آخری ایام میں جسم کو چھوڑتے ہوئے جو میری یاد کرتا ہے، بے شک وہ میری اطاعت والی فطرت پا چکا۔اس طرح ماننے میں کوئی شک نہیں ہے۔

(8.6) اے کنتی کے بیٹے، (زندگی کے) آخری (لمحات میں) جسم کو چھوڑتے وقت (انسان) جن جن شخصیات یا فطرت کو بھی یاد کرتا ہے۔ بے شک وہ اسی کو پا لیتے ہیں۔ (کیوں کہ وہ ہمیشہ) مصروف رہا اس (دیوتا یا شخصیت کی) رضا کے لئے۔

(شلوک نمبر ۲۳:۷ میں ہے کہ خدا کے سوا کسی اور کی رضا حاصل کرنے والوں کی موت کے بعد بربادی ہوگی۔)

(8.7) اسی لیے (زندگی کے) ہر لمحے، مجھے ہی یاد کرتے رہو۔من یعنی نفس اور عقل کو میری مرضی کے سپرد کرنے کے لیے جہاد کرو۔ (اس طرح کرنے سے) بلاشبہ، (تم) مجھے حقیقی طور پر حاصل کرو گے۔

(8.8) ویدوں کے مطابق عبادت میں لگے رہو، اپنے ذہن کو کسی اور کی طرف مت بھٹکاؤ۔اے پارتھ (ارجن) (اس طرح تم) پا لوگے (وہ ذہن جو) ہمیشہ مصروف رہتا ہے عظیم روحانی خدا (کی یاد میں)۔

نوٹ: ہمیشہ خدا کی یاد میں لگے رہنے کی تاکید شلوک نمبر

نوٹ 8.6: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''بندہ جس قسم کی زندگی جان بوجھ کر گزارتا ہے اسے موت اسی قسم کی زندگی پر آئے گی۔'' (حدیث)

اسی حقیقت کو ایک شاعر نے اس طرح کہا ہے

نزع کی آخری ہچکی کو ذرا غور سے سن
زندگی بھر کا خلاصہ اسی آواز میں ہے

نوٹ 8.8: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''جنت میں داخل ہونے کے بعد بندے کو کسی چیز کا پچھتاوا نہیں ہوگا صرف ایک چیز کا پچھتاوا ہوگا اور وہ ان اوقات کے گزرنے کا ہوگا جو اس نے خدا کی یاد کے بغیر گنواں دئے۔ (حدیث شریف)

۱۴۔۸، ۱۰۔۱۰،۱۱ور۸۔۱۲میں بھی ہے۔

(8.9) جو انسان (خدا کو اس طرح) یاد کرتا ہے(کہ خدا) تمام جہانوں کا حاکم،سب سے اول، (سب سے قدیم)،ساری کائنات کوکنٹرول کرنے والا یا چلانے والا،لطیف سے لطیف تر،(ہر جگہ موجود رہنے والا)، ساری مخلوقات کا سہارا (پالنے والا)، جس کی شکل اور وجود کوخیال میں نہیں لایا جا سکتا،سورج کی طرح پُر نور(تمام کائنات کو زندگی دینے والا) ، تاریکی سے پرے(تمام عیبوں سے پاک)ہے۔

(نوٹ: وہ لطیف ہے اس لئے اس کی موجودگی محسوس نہیں ہوگی۔وہ سہارا ہے یعنی روزی سب کو وہیں سے ملتی ہے۔جس طرح سورج سے زمین پر زندگی ہے۔اس طرح خدا سے کائنات میں زندگی ہے۔(تمس)تمس یعنی اندھیرا یا گمراہی۔یہ عیب ہیں۔خدااس سے پاک ہے۔)

(8.10) (مومن بندہ جو) عبادت (اور ایمان) کی طاقت سے دونوں بھوؤں کے درمیان اپنی سانسوں کو(اپنے ذہن کو)مکمل طور سے قائم کرتا ہے۔ (یعنی یکسوئی کے ساتھ عبادت کرتا ہے۔)اور زندگی کے آخری لمحوں میں اپنے ذہن (اور ایمان) کوکسی اور کی طرف بھٹکنے نہیں دیتا،یقیناً وہ (بندہ)اس عظیم ہستی (خدا کی)روحانی (جنت کو) پالیتا ہے۔

(8.11) (وہ جنت)جس میں داخل ہونے کے لئے ویدوں کے عالم لافانی خدا کے نام کی تسبیح کرتے ہیں۔ بڑے عابد غصّہ (نفس کی بُرائیوں کو) چھوڑ دیتے ہیں ۔ عابد راہبانہ زندگی اپناتے ہیں۔تمہیں اس عظیم جگہ کے مطابق مختصراًبتاؤں گا۔

<u>خدا کی جنّت حاصل کرنے کے لئے ضروری اعمال:۔</u>

(8.12) جسم کے تمام دروازوں پر کنٹرول رکھو، نفس (کی تمام خواہشات کو) دل میں قید رکھو۔اور قائم کرو وہ عبادت جو خدا سے جوڑ دے۔(مراقبہ کرتے ہوئے) سانسوں کو کنٹرول کرتے ہوئے، نفس کو سر میں قائم کرو(ماتھوں کے درمیان یکسو کرو۔)

(8.13) اس طرح جو (مومن بندہ) جسم کو چھوڑ جاتے وقت مجھے یادکرتا ہے۔(اور) کہتا ہےاوم، خدا ایک ہے اور لافانی ہے۔وہ بندہ پالیتا ہے سب سے اعلیٰ منزلِ حیات (یعنی جنت)۔

(نوٹ: شلوک نمبر۲۳:۱۷کے مطابق خدا کے ناموں میں سے ایک نام اوم ہے۔)

(8.14) اے پارتھ (ارجن)جو بندہ کسی دوسرے (دیوی دیوتا کے بارے میں) سوچے بغیر پابندی

نوٹ 8.13: نبی کریم ﷺ نے فرمایا،''جس بندے کے آخری الفاظ کلمہ ہوگا جنت اس پر واجب ہوگی۔(احمد ۲۱۵۲۹،ابوداؤد ۳۱۱۶)

کے ساتھ ہمیشہ میری یاد میں (مصروف رہتا ہے)، اس کے لئے مجھے پانا آسان ہے (اس کے) عبادت میں مسلسل یا ہمیشہ مصروف (رہنے کی وجہ سے)۔

(8.15) (اس طرح) مجھے حاصل کر کے عظیم انسان ہمیشہ قائم نہ رہنے والے، تکالیف سے بھرے ہوئے (جہنم کے) مقام میں بار بار نئی زندگی نہیں پاتے، (یعنی جہنم میں سزا کی وجہ سے بار بار مر کر نئی زندگی نہیں پاتے) (بلکہ) مکمل طور پر میری عبادت میں لگ کر (جنت کی) سب سے اعلیٰ منزلِ حیات حاصل کرتے ہیں۔

جنّت کہاں ہے؟

(8.16) اے ارجن خدا کے مقام (جنت کے) اطراف میں جو عالم ہیں وہاں چکر چلتا رہتا ہے (مرنے اور نئی زندگی پانے کا) لیکن اے کنتی کے بیٹے مجھے پانے کے بعد بار بار نئی زندگی نہیں ہے۔

(پُل صراط جہنم کے اوپر ہے۔ اور یہ جہنم جنت کے چاروں طرف ہے۔ یعنی جنت میں بغیر جہنم کو پار کئے نہیں جایا جا سکتا ہے۔ اس جہنم میں سزا کی وجہ سے لوگوں کے بار بار جسم جل جاتے ہیں اور پھر انھیں نیا جسم ملتا ہے۔ اس طرح یہ چکر چلتا رہتا ہے۔ مگر خدا کے مقام یعنی جنت پانے کے بعد نہ کسی کا جسم فنا ہوتا ہے اور نہ نیا جسم ملتا ہے۔)

خدا کا ایک دن:۔

(8.17) (انسان کے) ایک ہزار سال کے وقفہ کے برابر ہے (خدا کا) ایک دن۔ رات کا زمانہ بھی ایک ہزار سال تک ہوتا ہے۔ جو خدا کو جانتے ہیں وہ انسان (خدا کے) رات دن کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

روزانہ عارضی موت کا ہونا:۔

(8.18) دن کے آنے پر (نفس جو کہ) دکھائی نہیں دیتا ہے۔ (مخلوقات) میں دکھائی دیتا ہے۔ (اور

نوٹ 8.17: جنّت اور جہنم کے ساتھ اکثر خدا کے ایک دن اور رات کے وقفہ کا ذکر ہوتا ہے جو کہ ایک ہزار سال کے برابر ہے۔ تا کہ وہ جو جنّت کا خواہش مند ہے وہ ایسے کام کریں کہ انھیں جنّت میں جانے میں آدھے دن کی بھی دیری نہ ہو۔ یا وہ ایسے کام کریں جن سے لوگ آدھا دن پہلے جنّت میں پہنچ جائیں گے۔

ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ غریب امیر لوگوں سے آدھا دن پہلے جنّت میں جائیں گے۔ یہ آدھا دن ۵۰۰ سال کے برابر ہے۔ ایک دوسری حدیث کا مفہوم ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ میری امت کو آدھے دن کی مہلت ضرور دیں گے یعنی ہر امت کو ایک دن (یعنی ایک ہزار سال کا وقفہ ملتا ہے۔) اور میری امت کو آدھے دن کا زیادہ وقفہ یعنی ۱۵۰۰ سال کا وقفہ ملے گا۔) (ابوداؤد)

زندگی) تمام (مخلوقات میں) ظاہر ہوجاتی ہے۔ بے شک (اسی طرح) رات کے آنے پر (روح نفس) جو کہ دکھائی نہیں دیتی (اس کی) موت ہوجاتی ہے۔ (جسم سے قبض کرلی جاتی ہے۔)

(8.19) رات کے آنے پر (تمام مخلوقات کی) اپنے آپ موت ہوجاتی ہے۔ دن کے آنے پر (ان میں زندگی) ظاہر ہوجاتی ہے۔ اے پارتھ! (ارجن) تمام مخلوقات کا بے شک یہ سب ان کا (میرے ذریعے) بار بار پیدا کرنا ہے۔

آخرت کا بیان:۔

(8.20) لیکن (اس دنیا سے) پُرے بھی (ایک) تخلیق (ہے) (اور وہ) آخرت ہے۔ جو نہ دکھائی دینے والی سے زیادہ نہ دکھائی دینے والی ہے۔ اور ہمیشہ قائم رہنے والی ہے۔ اور وہ جو تمام مخلوقات کی اموت پر بھی ختم نہیں ہوگی۔

(8.21) اس (آخرت) کو (خدا) نہ دکھائی دینے والی اور لافانی کہہ رہا ہے۔ اس طرح (خدا) (اسے) سب سے اعلیٰ منزلِ حیات (بھی) کہہ رہا ہے، جسے حاصل کر لینے کے بعد (انسان دنیا میں) واپس نہیں آتے۔ (خدا یہ بھی کہہ رہا ہے کہ وہ (آخرت کا) سب سے اعلیٰ مقام ہی میرے رہنے کی جگہ ہے۔

(8.22) اے پارتھ (ارجن)! وہ خدا انسان ہونے سے پَرے ہے لیکن کسی اور (مخلوق یا دیوتا) کی عبادت کے بغیر، اس کی عبادت کرنے ہی سے اسے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ (یہ وہ خدا ہے) جس کے ذریعے تمام (مخلوقات کا) یہ پھیلاؤ ہے (وجود ہے) اور جس کے ذریعے مخلوقات کے خاتمے یعنی قیامت کا قائم ہونا ہے۔

جنّت کے راستے:۔

(8.23) یقیناً اے بھارت میں اعلیٰ! جس وقت عبادت گزار مرنے کے بعد جنّت اور جہنم (میں) جائیں گے۔ اس وقت (کے بارے میں میں تمہیں) بتاتا ہوں۔

نوٹ 8.18: ہر دن سوتے وقت نفس کو قبض کیا جاتا ہے۔ یعنی ہر رات انسان کی عارضی موت ہوتی ہے۔ اس عارضی موت کے بعد جس طرح صبح نئی زندگی ملتی ہے اس مثال سے سمجھایا گیا ہے کہ اصل موت کے بعد بھی ایک زندگی ملے گی اور اس زندگی کے زمانے کو آخرت کہتے ہیں۔ آخرت کا بیان شلوک نمبر ۸:۱۹ سے ۸:۲۲ تک ہے۔

نوٹ 8.19: خدا لوگوں کے مرنے کے وقت ان کے نفس کو قبض کرلیتا ہے اور جو مرے نہیں ان کے نفس کو سوتے میں قبض کرلیتا ہے۔ پھر جن پر موت کا حکم کرچکا ہے ان کے (نفس کو) روک رکھتا ہے اور باقی نفسوں کو ایک وقت مقرر تک کے لئے چھوڑ دیتا ہے جو لوگ فکر کرتے ہیں ان کے لئے اس میں نشانیاں ہیں۔ (سورۃ الزمر آیت نمبر ۴۲)

(8.24) وہ انسان (جو) خدا کو جانتے ہیں (اور اس کی عبادت کرتے ہیں) مرنے کے بعد خدا (کی جنت میں) روشن راستے سے جائیں گے۔ وہ (راستے) پُرنور اور روشن ہیں (وہاں) دن (کی طرح اجالا ہوگا جیسے) چھ مہینے (اجالا رہتا ہے جب) سورج (چھ مہینے) شمال کی جانب ہوتا ہے۔

(8.25) (پیدائش اور موت کی بار بار گردش یا واپسی والے (جہنم کے) مقام کو حاصل کرنے والے بندے، تاریکی (کے راستے سے جائیں گے،) وہاں (ایسا لگے گا جیسے) چھ مہینے سورج جنوب میں ہوگیا ہے، (جس کی وجہ سے) اندھیری رات ہے۔ دھواں ہے اور چاند کے مہینوں کی دھندلی روشنی ہے۔

(8.26) میرے ذریعے ویدوں میں بھی (مرنے کے بعد) (اس) دنیا (سے) جانے کے لئے دو) راستے (بتائے گئے ہیں) ان (دونوں راستوں میں) بے شک (ایک) روشنی (کا راستہ ہے) (اور دوسرا) تاریکی (کا راستہ ہے) ایک راستہ جنت (کی طرف) جاتا ہے۔ (اور) دوسرا (راستہ) بار بار (موت اور نئی زندگی) کے گردش والے جہنم (کی طرف جاتا ہے۔)

(8.27) اے پارتھ! ان دونوں راستوں کو جاننے والا یا ان پر ایمان رکھنے والا عابد، کسی بھی الجھن کا شکار نہیں ہوتا اسی لیے اے ارجن! ہر وقت عبادت میں لگے رہو۔

(8.28) عابد کو بلاشبہ ویدوں کے مطالعے، عبادت، اور ریاضت، جہاد اور صدقہ و خیرات جیسے پاک (اعمال کی) جزا بتائی گئی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگی انھیں وہ اچھی طرح جانتا ہے (اور عمل کرتا ہے) اور (وہ) ان تمام (اعمال کی جزاء کو) سب سے اعلیٰ مقام (جنت میں) اصلی صورت (یعنی خدا کے بڑے اجر کے وعدے کے مطابق) حاصل کرے گا۔

نوٹ 8.26: (جنت میں جانے کے راستے کا بیان قرآن کریم میں اس طرح ہے) جس دن تم ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کے داہنے دوڑتا ہے۔ ان سے فرمایا جا رہا ہے کہ آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ تم ان میں ہمیشہ رہو یہی بڑی کامیابی ہے۔ جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہمیں ایک نگاہ دیکھو کہ ہم تمہارے نور سے کچھ حصہ لیں۔ (ان سے) کہا جائے گا اپنے پیچھے لوٹو وہاں نور ڈھنڈو۔ وہ لوٹیں گے جبھی ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کردی جائے گی۔ جس میں ایک دروازہ ہے۔ اس کے اندر کی طرف رحمت اور اس کے باہر کی طرف عذاب۔ (سورۃ الحدید آیت نمبر ۱۳۔۱۲)

۹۔ادھیائے نمبر نو
راج وِدیا یوگ (عظیم ترین علم کا بیان)

ادھیائے کا خلاصہ: اس ادھیائے کی تعلیم کا خاص مقصد خدا پر ایمان کو اور خالص کرنا۔اس کے لئے خدا نے پہلے اپنا تعارف کرایا ہے پھر جاہلوں کے غلط عقیدوں کا بیان ہے۔ پھر ان کی غلط فہمی دور کی گئی ہے۔ پھر شرک کی سزا کا بیان ہے۔اس کے بعد ایمان لانے کے فائدے اور انعام کا بیان ہے۔

(9.1) خدا نے الہام کیا کہ، بے شک (اے ارجن) تم حسد (بغض) نہیں رکھتے ہو (اس لئے) انتہائی پوشیدہ علم حکمت کے ساتھ (تم سے) کہہ رہا ہوں، جسے جان کر (تم) (دنیا کے) نامبارک حالات سے آزاد ہو جاؤ گے۔

(9.2) امن وسلامتی والے دین کا یہ علم تمام علموں کا بادشاہ ہے۔علم غیب یا رازوں کا بادشاہ ہے، اور نہایت پاک علم ہے۔یہ سب سے عظیم اور لافانی خالق (کی طرف سے) سیدھا اور بالکل واضح نازل کیا گیا ہے۔

(9.3) اے پرنتپ (ارجن)، وہ لوگ (جو) ایمان نہیں رکھتے اس دین پر وہ میری (رحمت) حاصل نہیں کر پاتے۔ وہ موت کی دنیا (جہنم کے) راستے پر لوٹ آتے ہیں۔

<u>خدا کا خالق و مالک کی حیثیت سے تعارف:۔</u>

(9.4) میرے نا دکھائی دینے والے جسم یا شکل کے ذریعے اس ساری کائنات کا وجود ہے۔تمام مخلوقات مجھ سے قائم ہیں۔اور میں ان پر منحصر نہیں ہوں۔

(9.5) نہ (تمام) مخلوقات مجھ میں رہتے ہیں۔ اور (نہ میں) مخلوقات میں رہتا ہوں۔ مجھ سے جڑی عظیم قدرت کو دیکھو، میں خود تمام مخلوقات کا خالق ہوں اور تمام مخلوقات کا پالنے والا ہوں۔

(9.6) جس طرح ہوا ہمیشہ اور ہر جگہ آسمان میں موجود رہتی ہے۔(اور زندگی کے لئے) بہت زیادہ (اہمیت رکھتی ہے یا زندگی ہوا پر منحصر ہے)۔ اسی طرح اس (بات کو سمجھو کہ) تمام مخلوقات مجھ پر منحصر ہیں۔(یعنی میرے بغیر وہ ایک پل بھی نہیں جی سکتے ہیں۔)

<u>قیامت میں دوبارہ اٹھائے جانے کا ذکر:۔</u>

(9.7) اے کنتی کے بیٹے (ارجن)! مَیں نے کائنات کی شروعات میں ان تمام (انسانوں) کو

تخلیق کیا ہے۔ اور کائنات کے خاتمے یعنی قیامت کے وقت میری مرضی سے خدائی قدرت کے ذریعے تمام انسان دوبارہ (اٹھائے) جائیں گے۔

(9.8) میری اپنی قدرت کے سہارے (میں) مخلوقات کی مختلف انواع کو بار بار تخلیق کر رہا ہوں۔ (مرنے کے بعد) ان تمام کو (دوبارہ) ضرور بہ ضرور (میں) تخلیق کروں گا۔ (کیوں کہ یہ) میری تخلیقی قدرت کے بس میں ہے۔

(9.9) اے دھننجے (ارجن) یہ سب (تخلیقی) کام مجھے نہیں باندھتے (تھکاتے)۔ اور بغیر کسی اجز کے امید کے، بغیر کسی جانبداری کے ان کاموں میں (میں) لگا ہوں۔

(9.10) اے کنتی کے بیٹے (ارجن)، میرے حکم اور قدرت سے یہ سب جاندار اور بے جان چیزیں وجود میں آتی ہیں۔ اور اسی وجہ سے اس کائنات میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔

جاہلوں کے غلط عقیدے:۔

(9.11) بےوقوف لوگ مجھے عظیم خدا، اور (تمام) مخلوقات کا عظیم خالق نہیں مانتے۔ (وہ مجھے) انسان (کی طرح) شکل یا جسم رکھنے والا مان کر میری بے عزتی کرتے ہیں۔

جاہلوں کا انجام:۔

(9.12) (خدا کو انسان کی طرح جسم والا سمجھنا) بلاشبہ ایک شیطانی سوچ یا نظریہ ہے۔ اور اس گمراہی اور غلط فہمی کی وجہ سے (لوگوں نے) شیطانی طاقتوں کی پناہ لی ہے۔ (اس لئے ان کے آخرت کی کامیابی) کی کوئی امید نہیں، ان کے تمام اعمال ضائع ہوں گے، علم ضائع ہوجائیگا۔

مومن بندوں کا بیان:۔

(9.13) اے پارتھ (ارجن) عظیم انسان میری روحانی (خدائی) قدرت پر ایمان لاتے ہیں۔ اور کہیں من کو بھٹکائے بغیر (میری پناہ لیتے ہیں۔) (میری) عبادت کرتے ہیں۔ اس علم کے ساتھ (کہ میں) مخلوقات کا شروعات کرنے والا لافانی (خدا ہوں)۔

(9.14) (مومن بندے) ہمیشہ میری حمد بیان کرتے ہیں۔ اور جدوجہد کرتے ہیں مضبوط ارادوں کے ساتھ مجھے سجدہ کرنے اور عقیدت کے ساتھ میری

نوٹ 9.7: قرآن کریم کی ایک آیت اس طرح ہے، اور کہا کرتے تھے کہ بھلا جب ہم مر گئے اور مٹی ہو گئے اور ہڈیاں ہو گئے تو کیا ہمیں پھر اٹھنا ہوگا؟ اور کیا ہمارے باپ دادا کو بھی؟ کہہ دو کہ بے شک پہلے اور پچھلے سب ایک روز مقرر کے وقت پر جمع کئے جائیں گے۔ (سورۃ الواقعۃ آیت نمبر ۴۷۔۵۰)

عبادت میں ہمیشہ مصروف رہتے ہیں۔

حق اور باطل جماعتوں کا بیان:۔

(9.15) (اس دنیا میں انسانوں کی دو جماعتیں ہیں۔) (پہلی جماعت ان انسانوں کی ہے جو) مذہبی تعلیمات کے مطابق عبادت کرتے ہیں۔ اور یقیناً (دوسری جماعت ان انسانوں کی ہے جو) دوسروں کی عبادت کرتے ہیں۔ (پہلی جماعت) میری عبادت کرتی ہے (مجھے) ایک مان کر۔ (دوسری جماعت) بہت ساری دنیا کی مختلف شکلوں اور (چیزوں کی عبادت کرتی ہے۔)

مشرکوں کی غلط فہمیوں کی اصلاح:۔

(آگ جلا کر پوجا پاٹ کرتے وقت جو رسم ادا کی جاتی ہے اور جو عقیدے اپنائے جاتے ہیں ان کی اصلاح مندرجہ ذیل شلوکوں میں ہے۔)

(9.16) (میں رسم ہوں یعنی) ویدوں کے مطابق تمام رسمیں میرے لئے ادا کی جاتی ہیں۔

وہ میں ہوں جس کے لئے قربانیاں کی جاتی ہیں۔

وہ چیزیں جو یگیہ کے وقت آگ میں ڈالی جاتی ہیں میری ہی تخلیق کی ہوئی ہیں۔

وہ میں ہوں جو دواؤں میں اثر پیدا کرتا ہے۔

وہ میں ہوں جو منتروں میں اثر پیدا کرتا ہے۔

وہ آگ میری ہی تخلیق کی ہوئی ہے جسے تم یگیہ کے وقت جلاتے ہو۔

بے شک میں نے ہی گھی کی تخلیق کی ہے۔ (جسے تم آگ میں یگیہ کے وقت ڈالتے ہو۔)

یگیہ میں جو بھی چیزیں تم ڈالتے ہو وہ سب میرے ذریعے ہی تمہیں دی گئی ہیں۔

(9.17) میں باپ کی طرح ہوں جو پیدا کرتا ہے اس کائنات کو۔

میں ماں کی طرح ہوں جو اسے پالتا ہے۔

میں تمہارے باپوں کا خالق ہوں جسے تمھیں جاننا چاہئے۔

میں گناہ سے پاک کرنے والا لافانی خدا ہوں۔

اور بے شک رِگ وید، سام وید اور یجر وید میرے

نوٹ 9.16۔9.19: کہو کہ اے خدا! اے بادشاہی کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے۔ ہر طرح کی بھلائی تیرے ہاتھ ہے اور بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور تو ہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ تو ہی بے جان سے جاندار پیدا کرتا ہے اور تو ہی جس کو چاہتا ہے بیشمار رزق بخشتا ہے۔ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۲۷۔۲۶)

ذریعے ہی نازل کئے گئے ہیں۔

(9.18) میں ہی تمہاری زندگی کا مقصد ہوں۔
میں ہی خالق ہوں۔
میں ہی ساری کائنات کا مالک ہوں۔
جو گناہ یا نیک کام تم کرتے ہو اس کا شاہد میں ہوں۔
صرف میری ہی پناہ ہے جس میں تم محفوظ رہو گے۔
میں تمہارا دوست ہوں جو تمہارا خیال رکھتا ہے۔
میں ہی اس کائنات کا خاتمہ کروں گا۔
وہ زمین جس پر تم زندگی گزارتے ہو میری ہی تخلیق ہے۔
مرنے کے بعد جس جگہ تم دفن ہوگے وہ بھی میری ہی تخلیق ہے۔
میں لافانی ہوں۔
ہر چیز کا وجود مجھ ہی سے ہے۔

(9.19) میں اس گرمی کا خدا ہوں (جو سورج میں ہے اور جس کی تم عبادت کرتے ہو)۔

اور میں ہی بارش برساتا ہوں (اس سورج کی گرمی سے) میں ہی بارش بھیجتا ہوں اور اسے روک لیتا ہوں (کسی دیوتا کا اس میں کوئی ہاتھ نہیں)۔

اور میں اس جنت کا مالک ہوں جہاں موت نہیں۔

بے شک میں اس جہنم کا بھی مالک ہوں جہاں موت ہی موت ہے۔

اور اے ارجن، اس فانی دنیا اور اس لافانی آخرت کا میں ہی مالک ہوں۔

<u>نیک لوگوں کے انجام اور انعام کا بیان:۔</u>

(9.20) (خدا کی عبادت کرنے والی پہلی جماعت کے لوگ) تینوں ویدوں کے مطابق سوم مشروب (آبِ کوثر) کے لئے اور اعلیٰ مقصد جنت کے لئے میری عبادت کرتے ہیں اور نیک اعمال کرتے ہیں، اور گناہوں سے پاک ہوجاتے ہیں۔ عملِ صالح کے صلے کے طور پر جنّت میں بڑے فرشتوں کے عالم میں فرشتوں کے ذریعے دی گئی عیش و آرام کی چیزوں سے روحانی لطف اٹھاتے ہیں۔

(9.21) تینوں (ویدوں میں بیان کئے گئے) دین یا قوانین کی پیروی کرنے والے نیک اعمال میں کمی کے سبب موت کے عالم (جہنم میں) گرائے جاتے

نوٹ 9.20: جنت جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا جاتا ہے اس کی صفت یہ ہے کہ اس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جو بو نہیں کرے گا اور دودھ کی نہریں ہیں جن کا مزہ نہیں بدلے گا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے سراسر لذت ہے اور شہد مصفا کی نہریں ہیں جو حلاوت ہی حلاوت ہے۔ کیا یہ پرہیزگار ان کی طرح ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور جن کو کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جو ان کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا۔ (سورۃ محمدؐ آیت نمبر ۱۵)

ہیں، اس کے بعد (یعنی سزا پوری کرنے کے بعد) یہ لوگ لطف اندوز ہوتے ہیں اس وسیع عالم جنّت میں۔ نفسانی خواہشات کو پورا کرنے میں لگے رہنے والے کو ملتی ہے وہ جگہ جہاں آنا جانا لگا رہتا ہے۔ (یعنی جہنم جہاں انسان جل کر فنا ہو جاتے ہیں اور پھر نیا جسم ملتا ہے، سزا پانے کے لئے)۔

خدا کی حفاظت کا وعدہ:۔

(9.22) جو انسان میری مکمل طور سے عبادت کرتے ہیں۔ کسی اور کے بارے میں سوچے بغیر ہمیشہ میری عبادت میں جذب رہتے ہیں۔ میں (ان لوگوں کی) حفاظت کی ذمے داری لے کر چلتا ہوں۔

مشرکوں کے شرک کی وجہ سے ان کے انجام کا بیان ہے:۔

(9.23) اے کنتی کے بیٹے (ارجن) بے شک جو دوسرے دیوتاؤں کو ماننے والے ہیں، اور عقیدت کے ساتھ ان کی عبادت میں لگے رہتے ہیں، بے شک وہ بھی میری (ہی) عبادت کرنا چاہتے ہیں۔ (مگر جہالت کی وجہ سے) غلط طریقے سے کرتے ہیں۔

(9.24) بے شک میں (ہی) وہ خدا ہوں جس کے لئے تمام عبادتیں کی جاتی ہیں۔ لیکن (جو) اس حقیقت کو نہیں جانتے وہ (اس جہالت) کی وجہ سے (جہنم میں) گرائے جاتے ہیں۔

(9.25) (مرنے کے بعد) دیوتاؤں کے پجاری دیوتاؤں (کے پاس) جائیں گے۔ بزرگوں کی عبادت کرنے والے بزرگوں کے پاس جائیں گے۔ مخلوقات کو خوش کرنے والے مخلوقات کے پاس جائیں گے۔ لیکن میری عبادت کرنے والے میری (جنّت) میں جائیں گے۔

مومنوں کے لئے نیک اعمال کرنے کی ہدایت ہے:۔

(9.26) من کو (شرک سے) پاک رکھنے والا عابد عبادت کے جذبے سے میری راہ میں جو بھی پتہ، پھول، پھل، (یا) پانی نذر کرتا ہے، وہ میں قبول کرتا ہوں۔

(9.27) اے کنتی کے بیٹے (ارجن) (تم) جو کچھ (عمل) کرتے ہو، جو کچھ کھاتے ہو، جو کچھ نذر کرتے ہو، جو کچھ صدقہ خیرات کرتے ہو، جو کچھ خدا کی راہ

نوٹ 9.22: دین اسلام میں زبردستی نہیں ہے۔ ہدایت صاف طور پر ظاہر اور گمراہی سے الگ ہو چکی ہے۔ تو جو شخص بتوں سے اعتقاد نہ رکھے اور خدا پر ایمان لائے اس نے ایسی مضبوط رسی ہاتھ میں پکڑ لی ہے جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں اور خدا سب کچھ سنتا اور سب کچھ جانتا ہے۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کا دوست خدا ہے کہ اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لے جاتا ہے اور جو کافر ہیں ان کے دوست شیطان ہیں کہ ان کو روشنی سے نکال کر اندھیرے میں لے جاتے ہیں۔ یہی لوگ اہل دوزخ ہیں کہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۵۶۔۲۵۷)

میں جدوجہد کرتے ہو، وہ صرف میرے لئے کرو۔

قیامت میں حساب کتاب سے بچنے کا راستہ:۔

(9.28) بے غرضی کے ساتھ (خلوص کے ساتھ) عبادت کرو۔ اپنے نفس کو میری یاد میں مشغول رکھو۔ (یہی) نجات (کا راستہ ہے)۔ اس طرح (تم) مبارک اور نا مبارک کام کے اجر (اور آخرت میں فرض) اعمال کے حساب کتاب سے آزادی پاؤ گے۔ (اور) مجھے پالو گے۔

خدا کے لئے تمام مخلوق برابر ہیں:۔

(9.29) تمام مخلوقات میرے لئے برابر ہیں۔ نہ میں (کسی سے) نفرت کرتا ہوں نہ محبت۔ لیکن جو میری عقیدت کے ساتھ عبادت کرتا ہے، وہ میرے لئے ہے، اور میں ان کے لئے۔

ایمان والوں کا انجام:۔

(9.30) اگر انتہائی گنہگار (شخص بھی) ایمان لاتا ہے مجھ میں، اور کسی اور کی عبادت نہیں کرتا۔ بے شک اُسے نیک انسان ماننا چاہئے۔ بے شک وہ بالکل صحیح عقیدے (اور ایمان) پر ہے۔

(9.31) بہت جلد (وہ) نیک انسان بن جائے گا۔ (اور مرنے کے بعد) دائمی امن والی (جنّت) حاصل کرے گا۔ اے کنتی کے بیٹے (ارجن) اعلان کردو کہ میری عبادت کرنے والے (کبھی) برباد نہیں ہوتے۔

(9.32) اے پارتھ (ارجن)! میری پناہ لینے والے جو بھی (انسان) ہوں، (چاہے وہ) گنہگاروں کی نسل سے ہوں عورتیں ہوں کسان یا تاجر ہوں یا خدمت گار مزدور ہوں، بے شک یہ سبھی (جنّت کی) سب سے اعلیٰ منزلِ حیات کو پائیں گے۔

نوٹ **9.34:** نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''کوئی اپنی عبادات کے بل بوتے پر جنت میں نہیں جائے گا جب تک اللہ کا کرم اس پر نہ ہو۔'' کسی صحابی نے پوچھا ''یارسول اللہ کیا آپ بھی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''ہاں میں بھی''۔
اسی بات کا ذکر اس شلوک نمبر ۳۴۔۹ میں ہے۔ یعنی مجھ پر ایمان لاؤ۔ میری عبادت کرو اپنے نفس کو میری عبادت میں مصروف رکھو۔ مگر مجھے پانے یا کامیاب ہونے کے لئے میرا سہارا بہت ضروری ہے۔
یہی بات ادھیائے ۱۸ شلوک نمبر ۵۶ میں کہی گئی ہے۔ ۳۴۔۹ میں خدا کی مدد کو (پراین) اور شلوک نمبر ۵۶:۱۸ میں خدا کی مدد کو (پرسادت) کہا گیا ہے۔
اس بھگوت گیتا میں بار بار اپنے اعمال کی اجر کی امید مت رکھو اس بات کی نصیحت ہے یا ذکر ہے۔ کیوں کہ اعمال کا اجر مل بھی جائے تو اس اجر کے بل بوتے کوئی جنت حاصل نہیں کرسکتا۔ جنت کی کامیابی تو خدا کے فضل اور رحمت ہی سے ملے گی۔

(9.33) پھر دین کا علم رکھنے والے برہمن، نیک لوگ، عابدوں، اور حکومت کرنے والے رسولوں یا ولیوں کا کیا کہنا۔اس لئے عارضی اور تکلیفوں سے پُر (اس) دنیا کو حاصل کر کے (کیا کرو گے؟) (دائمی کامیابی کے لئے) میری عبادت میں لگ جاؤ۔

(9.34) مجھے اپنے دل میں رکھو۔میرے بندے بن جاؤ۔میری عبادت کرو۔مجھے سجدہ کرو۔اپنے نفس کو (میری) عبادت میں مصروف رکھو۔بے شک اس طرح میرے سہارے (تم) مجھے پالو گے۔

۱۰-ادھیائے نمبر دس
وِبھوتی یوگ (خدا کی مادّی تخلیقات کا بیان)

ادھیائے کا خلاصہ: اگر کسی عظیم فنکار کی عظمت کو پہچاننا یا پرکھنا ہو تو کیا کریں؟ ہم اس کی فنکاری کے نمونوں کی گہرائی سے جانچ کریں گے۔اسی بات کی تعلیم اس ادھیائے میں ہے۔خدا نے اپنی عظیم تخلیقات کا بیان اس ادھیائے میں کیا ہے۔تاکہ انسان ان پر غور کرے اور خدا کی عظمت کو پہچانے۔

قرآن کریم کی سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۹۱-۱۹۰ اس طرح ہیں۔(بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدل بدل کر آنے جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں خدا کو یاد کرتے اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے اور کہتے ہیں کہ اے پروردگار تو نے اس مخلوق کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا۔تو پاک ہے۔تو قیامت کے دن ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیو۔)

تو دانشمند ایمان والے خدا کی کاری گری پر غور کر کے خدا کی عظمت اپنے دل میں بٹھاتے ہیں۔

اس کے برخلاف وہ جو کہتے ہیں کہ یہ ''کائنات کسی مقصد اور خدا کے ذریعے تخلیق کے بغیر وجود میں آئی ہے ان کو جہنم کی سزا ہوگی۔''
(سورۃ ۳۸ آیت نمبر ۲)

(10.1) خدا نے الہام کیا کہ ،اے قوی بازو والے (ارجن)، دوبارہ سُنو میری سب سے اعلیٰ اور روحانی تعلیم کو، جو میں تمہاری خیر خواہی کے لئے بیان کر رہا ہوں بے شک تم میرے پسندیدہ بندے ہو۔

خدا کا تعارف:

(10.2) نہ مجھے جانتے ہیں فرشتے (اور) نہ (میرے) وجود (کو جانتے ہیں) عظیم پیغمبر (یا صالح لوگ)۔بے شک میں سب سے اوّل (یا ازل سے) ہوں، (اس لئے) تمام فرشتوں کو اور (تمام) پیغمبروں (کو جانتا ہوں)۔

(10.3) جو مجھے نہ پیدا ہونے والا، شروعات کے بغیر (ازلی)، اور کائنات کا عظیم خدا مانتا ہے، وہ بے وقوف نہیں ہے۔مرنے کے بعد (وہ) تمام گناہوں سے آزاد بھی ہو جائے گا۔

انسانوں کے وہ اوصاف جو خدا کی عظمت ظاہر کرتے ہیں:-

(10.4) عقل اور علم (کا استعمال کرنا)، دنیا سے بے رغبتی رکھنا، معاف کرنا، سچائی پر قائم رہنا، نفس پر

قابو پانا، خواہشات پر قابو پانا، راحت، مصائب، زندگی، موت، خوف، اور بے خوفی (کے حالات میں صبر کرنا) اور اسی طرح۔

(10.5) ظلم، ایذا رسانی اور تشدّد سے دور رہنا، انصاف کرنا، امن سے رہنا، (خدا کی راہ میں) جہاد کرنا، عزت (اور) ذلّت (میں صبر کرنا۔) بے شک، انسانوں میں الگ الگ قسم کی ایک خدا کی رضا پر چلنے والی، خداداد پیدائشی فطرتیں میرے ذریعے تخلیق کی گئی ہیں۔

(نوٹ: یعنی ان اوصاف پر غور کرو جو میں نے انسان میں رکھے ہیں۔ یہ میری عظمت کی نشانیاں ہیں۔ کیوں کہ یہ سارے اوصاف کوئی انسان کسی مشین یا روبوٹ میں نہیں رکھ سکتا ہے۔ وہ میں ہوں جو اسے انسانوں میں رکھتا ہوں۔)

(10.6) قدیم زمانے کے سات بڑے رسول اور منو کی نسل سے بھیجے جانے والے چودہ (رسول)، غور و فکر کرتے ہوئے میری رضا پر چلنے والے تھے۔ اس دنیا میں یہ سب انسان سب سے پہلے تخلیق کئے جانے والے انسان سے اور ان (رسولوں کی نسل) ہی سے پیدا ہوئے ہیں۔

(نوٹ: انسان کا انسان کے ذریعے پیدا ہونا یہ بھی خدا کی عظمت کی نشانی ہے۔ کوئی کمپیوٹر کسی کمپیوٹر کو پیدا نہیں کر سکتا۔ مگر خدا کی بنائی ہوئی مخلوق اپنے جیسی مخلوق کو پیدا کرتی ہے۔)

<u>خدا کی قدرت پر غور کرنے کی اہمیت:-</u>

(10.7) جو قدرت کی ان سب نشانیوں میں غور کرتا ہے۔ (وہ) مجھے جان لیتا ہے۔ وہ حق (کو بھی) پہچان لیتا ہے۔ (پھر میری) عبادت (میں) لگ جاتا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے۔

(10.8) میں تمام (مخلوقات کا) خالق ہوں۔ تمام (مخلوقات) میرے ذریعے ہی متحرّک ہیں (جی رہے ہیں)۔ دانشور لوگ جو مجھے اس طرح مانتے ہیں، وہ پوری عقیدت اور (توجہ) کے ساتھ (میری) عبادت کرتے ہیں۔

(10.9) (وہ جو) ہمیشہ مجھے اپنے دل میں رکھتے ہیں (اور) مجھے اپنی زندگی کا مقصد بناتے ہیں۔ مذہبی علم سے آراستہ ہو کر وہ ایک دوسرے کو میری عظمت کی بات کہتے ہیں۔ (یا میری عبادت کی دعوت دیتے ہیں۔) (ایسے لوگ) ہمیشہ تسکین اور سکون (محسوس کرتے ہیں)۔

<u>ایمان صرف خدا کی طرف سے ملتا ہے:-</u>

(10.10) ان (مومن بندوں کو جو) پورے اخلاص اور محبت کے ساتھ ہمیشہ میری عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ ان کو (میں) خدا سے جڑا رہنے والا ایسا ایمان یا شعور دیتا ہوں جس سے وہ مجھے پا لیتے ہیں۔

(10.11) بے شک ان (نیک بندوں) پر اپنی خاص رحمت نازل کرنے کے لئے میں ان کے دل کے اندر علم کا چراغ (ایمان کا نور) قائم کر دیتا ہوں، جس کی روشنی میں جہالت یا تاریکی (جو) جہالت یا علم کی کمی سے پیدا ہوتی ہے، ختم ہو جاتی ہے۔

خدا کی تعریف:۔

(10.12) ارجن نے کہا (اے خدا آپ) عظیم خدا، سب سے افضل، سہارا دینے والے، (اور تمام عیبوں سے) پاک ہو۔ ہمیشہ باقی رہنے والی ذات ہو۔ فرشتوں سے بھی پہلے (ازلی ہو)۔ (آپ) نہ پیدا ہونے، والے ہر جگہ موجود رہنے والے ہو۔

(10.13) (اے خدا) آپ کو تمام پیغمبر، فرشتوں میں افضل نارد مُنی، اِست دِیول اور مہارشی وید ویاس جی (بھی) آپ کو (انھیں صفات کا حامل) کہتے ہیں۔ اور بے شک آپ خود بھی (اپنے بارے میں) مجھے (یہی) بتا رہے ہیں۔

(10.14) جو کچھ شری کرشن مجھے کہہ رہے ہیں، ان سب کو (میں) سچ مانتا ہوں۔ اے خدا نہ (ہی) فرشتے (اور) نا ہی شیاطین آپ کی ذات (پاک کو) سمجھ سکتے ہیں۔

(10.15) بے شک، (اے خدا) آپ اپنے آپ کو از خود ہی جانتے ہیں۔ (اے خدا) آپ عظیم ہستی ہیں۔ تمام مخلوقات کے خالق ہیں۔ تمام مخلوقات کے رب ہیں۔ (دیوتاؤں) فرشتوں کے خدا ہیں۔ تمام کائنات کے حاکم ہیں۔

خدا سے التجاء:۔

(10.16) (اے خدا) مہربانی کر کے ذکر کیجئے تفصیل سے آپ کی وہ عظیم (خدائی) تخلیقات، جنھیں آپ نے تخلیق کر کے اس کائنات میں پھیلا دیا ہے، اور قائم کیا ہے۔

(10.17) اے خدا میں کن کن تخلیقات کے بارے میں سوچوں؟ کس طرح میں غور کرتے ہوئے آپ سے ہمیشہ جڑے رہنے کو جان سکتا ہوں؟

(10.18) اے لوگوں کا خیال رکھنے والے خدا، پھر سے ذکر کیجئے تفصیل سے آپ کی تخلیقات اور عبادت (کے بارے میں)۔ بے شک میں کبھی سیر نہیں ہوتا (آپ کی باتیں) سننے (سے)، (جو کہ میرے لیے) آب حیات کی طرح ہیں۔

نوٹ 10.10: ہندو مذہب میں منو نام پیغمبروں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ حضرت آدمؑ کو پہلا سویمبھو منو اور حضرت نوح کو ساتواں ووسوت منو کہتے ہیں۔ چودہ منو کے نام شلوک نمبر ۱:۴ کے نوٹ میں لکھے ہوئے ہیں۔

ان شاہکاروں کا بیان جوخدا کی عظمت ظاہر کرتے ہیں:۔

(10.19) خدانے الہام کیا کہ،اے کوروؤں سے اعلیٰ (ارجن)، میرے تخلیق کے (تفصیل) بیان کی کوئی حدنہیں ہے۔(پھربھی)تمہیں بے شک (جو) میرے خاص خاص روحانی (خدائی) شاہکار ہیں۔ (ان کے بارے میں کچھ) کہوں گا۔

(10.20) اے گڈاکیش(ارجن)! تمام انسانوں کے دلوں میں قائم رہنے والا نفس مَیں ہوں۔اور بے شک،انسانوں کی شروعات اور درمیان اور خاتمہ (کرنے والا) مَیں ہوں۔

(10.21) شروعات میں(پیدا ہونے والوں میں) وشنو میں ہوں۔ روشنی دینے والی تمام چیزوں میں کرنوں والا سورج (میں ہوں)۔ ریگستانوں میں سراب(میں)ہوں۔تاروں میں چاند میں ہوں۔

(تخلیق کی شروعات میں خدا نے فرشتے اور جن پیدا کئے۔ وشنو کو ہندو بھائی اوتار مانتے ہیں یا خدا کا درجہ دیتے ہیں۔ اس شلوک میں خدا فرماتا ہے کہ وشنو میری شروعات کی تخلیق میں سے ہے۔یعنی میں وشنو کا بھی خدا ہوں۔اگر انسان وشنو،سورج، چاند کو بڑی اہمیت دیتے ہیں تو میں نے ہی ان کو تخلیق کیا ہے تو سوچو میں کتنا عظیم ہوں۔)

(10.22) ویدوں میں سام وید ہوں۔فرشتوں (دیوتاؤں) میں (جنّت کا فرشتہ) واسو ہوں۔ خواہشات میں نفس ہوں اور انسانوں کی عقل ہوں۔

(10.23) رُدرلوگوں میں شنکر ہوں۔ ہر طرح کے پانی میں، پاک کرنے والا (پانی) ہوں اور فرشتوں یعنی دیوتاؤں کے محافظ یکش کا محافظ (مَیں ہوں)۔ اور تمام پہاڑوں میں میروُمَیں ہوں۔

(10.24) اے پارتھ! علماء میں سب سے خاص برہسپتی مجھ کو ہی سمجھو۔سپہ سالاروں میں مَیں کارتیکے ہوں اور آبی ذخیروں میں سمندر ہوں۔

(10.25) بڑے اور عظیم رسولوں میں بھارگومَیں ہوں۔حرفوں میں ایک (خدا کے نام کو ظاہر کرنے والے) حرف (ا۔و۔م یعنی اوم) ہوں۔تمام اعمالِ صالحہ میں آہستہ آواز میں یا من ہی من میں ویدوں کا یاد کرنا (پڑھنا) ہوں۔ساکن اور ٹھوس چیزوں میں ہمالیہ ہوں۔

(10.26) تمام درختوں میں برگد کا درخت ہوں۔صالحین دیوتاؤں میں نارد ہوں۔اور گانے والی کوئلوں میں چمکیلی چت کبری کوئل ہوں۔کامیاب ہونے والے مومنوں میں کپل مومن ہوں۔

(10.27) جنّت میں تخلیق کئے گئے گھوڑوں میں سب سے برتر دولت اور عزت (کے طور پر ملنے والا گھوڑا) مجھے جانو۔ ہاتھیوں میں ایراوت ہوں اور انسانوں میں بادشاہ واور حاکم ہوں۔

(10.28) ہتھیاروں میں وجر(گدا)مَیں ہوں۔ گایوں میں کام دُھک (گائے) ہوں۔ اولاد کی

پیدائش پر مامور فرشتوں میں کام دیو ہوں۔اور سانپوں میں واسوکی ہوں۔

(10.29) ناگوں میں اننت ہوں، اور آبی جانداروں میں وَرُن میں ہوں۔ اسلاف (بزرگوں) میں ارین بزرگ بھی ہوں ۔قوانین پر چلانے والے فرشتوں میں موت کا فرشتہ (یم) مَیں ہوں۔

(10.30) فرشتوں میں امن وسلامتی اور خوشی دینے والا (پرلہادفرشتہ) ہوں اور گنتی اور حساب رکھنے والوں میں زمانہ مَیں ہوں۔اور جانوروں میں شیر ببر مَیں ہوں۔اور پرندوں میں عقاب ہوں۔

(10.31) پاک کرنے والوں میں ہوا ہوں۔ ہتھیار چلانے والوں میں رام مَیں ہوں۔مچھلیوں میں مگرمچھ ہوں اور ندیوں میں گنگا ہوں۔

(نوٹ: رام خدا کی عظیم تخلیق میں سے ایک ہیں۔ اس طرح خدا رام کے بھی خالق ہوئے۔)

(10.32) اے ارجن! تمام مخلوقات کی شروعات اور درمیان اور خاتمہ مَیں ہوں۔بے شک، تمام علموں میں مَیں روحانیت اور وحدانیت کا علم ہوں۔تمام اختلافی بحثوں کا صحیح فیصلہ مَیں ہوں۔

(10.33) تمام حرفوں میں الف کا پہلا حرف ہوں۔الفاظ کے جوڑ میں ضدّین مَیں ہوں اور بے شک ہمیشہ قائم رہنے والا زمانہ (مَیں ہوں۔) پالنے والا (مَیں ہوں۔) کائنات میں ہر طرف اپنا رُخ رکھنے والا مَیں ہوں۔

(10.34) تمام (انسانوں کو) موت کی طرف لے جانے والا اور مستقبل میں (مرنے کے بعد) (دوبارہ) پیدا کرنے والا میں ہوں۔عزت اور شہرت رحمت، سکون اچھی بات چیت کی قابلیت (میری وجہ سے ہے)۔عورتوں میں یاد داشت، سمجھ، ہمت، معاف کرنے کی صلاحیت (مجھ سے ہے)۔

(عورتیں صنف نازک سمجھی جاتی ہیں۔مگر ان میں بھی یادداشت، سمجھ، ہمت اور معاف کرنے کی صلاحیت صرف ایک عظیم خدا ہی رکھ سکتا ہے۔)

(10.35) سام وید کے گیتوں میں برہت سام اور اشعار کی بحر میں گائتری مَیں ہوں۔مہینوں میں صحیح راستہ دکھانے والا یا ہدایت والا سب سے افضل مہینہ (مارگ شیرس) ہوں۔موسموں میں بہار کا موسم مَیں ہوں۔

(10.36) دھوکا دینے والوں کی چال (مَیں) ہوں۔روشنی دینے والوں کی روشنی مَیں ہوں۔پختہ ایمان والوں کی (نفس پر) فتح میں ہوں۔نیکوکاروں اور صادق لوگوں کی نیکی اور سچائی مَیں ہوں۔

(10.37) ورشنی کی نسلوں میں واسودیو یعنی کرشن ہوں۔پانڈوؤں میں دھننجئے (ارجن) ہوں۔مُنی یعنی مومن لوگوں میں ویدویاس بھی مَیں ہی ہوں۔

شاعروں میں اُشنا شاعر ہوں۔

شری کرشن خدا کی عظیم تخلیق میں سے ایک ہیں۔اسی طرح خدا شری کرشن کے بھی خالق و مالک ہوئے۔

(10.38) غیر قانونی اعمال کو روکنے کیلئے سزا ہوں۔فتح چاہنے والوں کی حکمت و اصول ہوں اور بے شک رازوں میں خاموشی ہوں۔ عالموں کا علم مَیں ہوں۔

(10.39) اے ارجن! تمام مخلوقات کا جو بھی بیج ہے وہ مَیں ہوں۔(حاصل کلام یہ ہے کہ) بے جان اور جاندار جو بھی مخلوق ہے وہ میرے بغیر وجود میں نہیں آسکتی ہے۔

(10.40) میری عظیم تخلیقات کی کوئی حد نہیں ہے، پھر بھی اے پرنتپ (ارجن)!ان میں سے کچھ خاص خاص تخلیقات کو میرے ذریعے بطور ثبوت اور مثال کے (تمہیں) تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔

(10.41) حقیقت یہ ہے کہ جو جو خوشحالی، توانائی اور سکون، خوشی اور سلامتی کائنات میں موجود ہے، وہ بے شک، مجھ (ایک خدا کے) نور کے ایک معمولی عنصر سے قائم ہیں۔تم یہ اچھی طرح جان لو۔

(10.42) لیکن، اے ارجن! اس طرح تمہارا بہت ساری (تخلیقات میں غور و فکر کر کے مجھے) جاننے کی کیا (ضرورت ہے؟) (بس اتنا سمجھ لو کہ) مَیں نے (میرے اپنے نور کے) ایک معمولی عنصر سے اس تمام کائنات کو قائم کر کے (مخلوقات کو) پھیلا رکھا ہے۔

(یعنی ساری کائنات عظیم خدا کے نور سے زندہ ہے۔)

۱۱۔ادھیائے نمبر گیارہ
وِشواروپ درشن یوگ (خدا کی روحانی تخلیقات کا بیان)

ادھیائے کا خلاصہ: توحید کے بعد دوسری سب سے اہم بات جس پر ایمان لانا ضروری ہے وہ ہے آخرت۔یعنی مرنے کے بعد خدا کے سامنے اپنے اعمال کا حساب دینا اور خدا کے فیصلے کے مطابق بقیہ زندگی جنت یا جہنم میں گزارنے کا یقین رکھنا۔
مگر وہ جو ابھی ایمان میں داخل نہیں ہوئے ان کے لئے جنت،جہنم،فرشتوں اور آسمانی دنیا کے وجود پر یقین کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔اس ادھیائے کا مقصد ایسے لوگوں کو اس بات کا یقین دلانا ہے کہ خدا کا وجود ہے اور اس کا نور اس قدر طاقتور ہے کہ اسے دیکھا نہیں جا سکتا ہے۔فرشتوں کا وجود ہے۔موت کے فرشتے کا وجود ہے جس کی شکل بہت خوفناک ہے۔یہ بھگوت گیتا تقریباً ۴۰۰۰ سال پہلے انسانوں کو ملی تھی۔اس وقت ارجن نے گھومتی ہوئی کہکشاؤں کو دیکھا تھا۔جب کہ آج کے دور کے پہلے ان کو دیکھنا ناممکن تھا۔اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ارجن نے جو خدا اور فرشتوں کے بارے میں جو باتیں کہیں وہ بھی سچ تھیں۔
تو مختصراً اس ادھیائے کا مقصد انسان کے دل میں آخرت کا یقین دلانا ہے۔

خدا کی روحانی مخلوقات دیکھنے کی ارجن کی التجاء:۔

(11.1) ارجن نے کہا،مجھ پر مہربانی کرتے ہوئے انتہائی (پوشیدہ) (اور) روحانی علم کی باتیں جو آپ کے ذریعے (مجھے) کہی گئیں ان سے میرے وہ سب بھرم (وہم) دور ہو گئے۔

(11.2) اے کنول کے پتوں کی طرح آنکھوں والے (کرشن)، بے شک میں نے تم سے مخلوقات کی زندگی (اور) موت (کے بارے میں) تفصیل سے سُنا،اور لافانی (اور) عظیم خدا (کے بارے میں) بھی۔

(11.3) اے عظیم انسان (کرشن)! خدا کو سب سے اعلیٰ و روحانی ذات (ثابت کرنے کیلئے،) جس طرح (دنیا میں موجود) اِن (خدا کی مادّی تخلیقات) کے بارے میں تم نے از خود کہا،اُسی طرح تمہارے (ذریعے ہی) خدا کی روحانی قدرت اور اس کی روحانی تخلیقات کے نمونوں کو بھی دیکھنے کی خواہش رکھتا ہوں۔

(نوٹ: اس شلوک میں ارجن نے شری کرشن کو عظیم انسان کہا اور ان سے خدا کی عظیم تخلیقات دیکھنے کی درخواست کی۔یعنی ارجن کا یہ ایمان تھا کہ شری کرشن ایک عظیم انسان ہیں۔اور خدا ہی سب کا خالق و مالک ہے۔)

(11.4) اے خدا سے رابطہ رکھنے والے (کرشن)! اگر تم سمجھتے ہو کہ اس طرح میرے ذریعے اُس خالق کو دیکھنا ممکن ہے تو تم از خود مجھے اُس لافانی خدا کو دکھاؤ۔

خدا کی عظیم روحانی تخلیقات کا بیان:۔

(11.5) (خدا نے ارجن کی التجاء کو قبول کیا اور الہام کیا کہ) اے پارتھ (ارجن) اب میرے الگ الگ رنگ اور الگ الگ قسم کی روحانی ساخت والی سیکڑوں اور ہزاروں عظیم تخلیقات کو دیکھو۔

(11.6) اے بھارت (ارجن)! دیکھو، سورج کے (منتظم) فرشتے آدِتی کو، پانی کے (منتظم) فرشتے وسون کو، (عذاب کے) خوفناک فرشتے رُدر ان کو، گھوڑوں کے فرشتے اَشونو کو، ہوا کے فرشتے مَرُت کو اور بہت ساری حیرت میں ڈالنے والی (روحانی مخلوقات) کو بھی دیکھو۔ جنہیں آج سے پہلے کسی نے کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔

(11.7) اے ارجن اب اس ایک جگہ سے تمام کائنات کی جاندار (اور) بے جان شئے کو دیکھو، اور میرے نور (کے ذریعے) جو کچھ دوسری (چیزیں دیکھنے کی) خواہش ہے۔ (ان کو بھی) دیکھو۔

خدا نے ارجن کو روحانی آنکھیں عطا کیں:۔

(11.8) لیکن بے شک مجھ کو ان تمہاری اپنی (مادّی) آنکھوں سے دیکھنا ممکن نہیں ہے۔ میری (قدرت سے) جڑی روحانی تخلیقات کو دیکھنے کیلئے (میں) تمہیں روحانی آنکھیں دے رہا ہوں۔

(11.9) سنجئے نے کہا، اے راجہ (دھرت راشٹر) اس طرح کہتے ہوئے خدا سے رابطہ رکھنے والے عظیم انسان (یعنی کرشن) کی جگہ سے اس (خدا نے) پارتھ (ارجن کو) عظیم خدائی تخلیقات کو دکھایا۔

فرشتوں کا بیان:۔

(11.10) (ارجن نے فرشتوں کو دیکھا جو) بہت سارے چہرے والے تھے۔ بہت ساری آنکھوں والے تھے۔ حیرت انگیز مناظر تھے۔ بہت (سے فرشتے) روحانی لباس پہنے ہوئے تھے۔ بہت (سارے فرشتے) روحانی ہتھیار سے لیس تھے۔

(11.11) (بہت سے فرشتے) زعفران کا ہار پہنے ہوئے تھے۔ (بہت سے فرشتے) روحانی خوشبو لگائے ہوئے تھے۔ ہر رُخ پر لامحدود (فرشتے تھے) ہر چیز حیرت انگیز تھی۔

خدا کے نور کا بیان:۔

(11.12) (اس وقت ارجن نے خدا کی تجلّی کو دیکھا وہ ایسی تھی کہ) اگر آسمان میں ہزاروں سورج ایک ساتھ نکلیں (تو ان کی) روشنی اس عظیم ہستی یعنی

خدا کی تجلی (کے) برابر ہو پائے۔

(11.13) اس وقت پانڈو (ارجن نے) ایسا دیکھا کہ وہاں ایک مقام پر ساری کائنات تقسیم ہو رہی ہے، (تخلیق ہو رہی ہے۔) الگ الگ (شکلوں میں)، فرشتوں کے خدا (رب عالمین) کی قدرت سے اور بنیادی عناصر ہیں۔

(11.14) حیرت کے ساتھ خوشی سے بھرے ہوئے کھڑے رونگٹوں کے ساتھ دھننجے (ارجن نے) سر کے بل اس خدا کو سجدہ کیا۔ (اور) دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر کہنے لگا۔

(11.15) ارجن نے کہا اے خدا آپ کی روشنی میں (میں) تمام فرشتوں کو اور مخلوقات کو خاص طور سے برہما اور شنکر (کو) ایک ساتھ کمل کے پھول پر بیٹھے دیکھ رہا ہوں، اور تمام روحانی پیغمبروں کو اور سانپوں کو (بھی دیکھ رہا ہوں)۔

(11.16) (اے خدا میں) آپ کی لامحدود تخلیقات دیکھ رہا ہوں (فرشتوں کو) دیکھ رہا ہوں جن کے بہت سارے بازو پیٹ (سینہ) چہرے (اور) آنکھیں

نوٹ 11.12: اور جب تم نے موسیٰ سے کہا کہ موسیٰ جب تک ہم خدا کو سامنے نہ دیکھ لیں گے تم پر ایمان نہیں لائیں گے۔ تو تم کو بجلی نے آگھیرا اور تم دیکھ رہے تھے۔ پھر موت آجانے کے بعد ہم نے تم کو از سر زندہ کر دیا تا کہ احسان مانو۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۵۶-۵۵)

اور جب موسیٰ ہمارے مقرر کئے ہوئے وقت پر کوہ طور پر پہنچے اور ان کے پروردگار نے ان سے کلام کیا تو کہنے لگے کہ اے پروردگار! اپنا دیدار مجھ کو کرا دیجئے۔ پروردگار نے کہا کہ تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے۔ ہاں پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو اگر یہ اپنی جگہ قائم رہا تو تم مجھ کو دیکھ سکو گے۔ جب انکا پروردگار پہاڑ پر نمودار ہوا تو تجلی انوار ربانی نے اسکو ریزہ ریزہ کر دیا۔ اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے کہ تیری ذات پاک ہے اور میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور جو ایمان لانے والے ہیں ان میں سب سے اول ہوں۔ (سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۴۳)

نوٹ 11.15: (برہما) یہ ایک لقب ہے۔ جسے ہم (اللہ والے) کہہ سکتے ہیں۔ یہ لقب ایک فرشتے کے لئے استعمال ہوتا ہے جسے خدا نے تخلیق کے کام پر مامور کیا ہے۔ یہ لقب اتھرو وید (۲۶-۲-۱۰) میں حضرت ابراہیمؑ کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ ہندو بھائی حضرت آدمؑ کو ہی شنکر کہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے معراج کی رات حضرت آدمؑ اور حضرت ابراہیمؑ کو دیکھا تھا ایسی ہی تفصیل اس شلوک میں ہے۔

حضرت آدمؑ اور شنکر جی میں مماثلت جاننے کے لئے میری کتاب ''شنکر جی اور حضرت آدمؑ میں مماثلت'' پڑھیں۔

(رشی پیغمبر کو اور عابد و زاہد دونوں کو کہتے ہیں۔ بھویشیہ پُران میں نبی کریم ﷺ کو مہا رشی کہا گیا ہے۔)

ہیں۔اے رب العلمین (وہ) جس نے اس کائنات کو وجود بخشا ہے، نہ (میں آپ کی) شروعات کو، نہ درمیان (زندگی کو)، (اور) نہ میں خاتمہ کو دیکھ رہا ہوں۔

(11.17) (اے خدا میں) تاج (کی طرح) چمکتے ہوئے مدار ستارے، (گول گھومتی) کہکشائیں اور ستاروں کو ہر سمت (دیکھ رہا ہوں)۔(اے خدا میں) آپ کی لامحدود تجلی کو ہر سمت میں دیکھ رہا ہوں، (جیسے) بھڑکتی آگ (یا) سورج کی شعاؤں کی طرح دیکھنا مشکل ہے۔(اس طرح آپ کی تجلی کو دیکھنا مشکل ہے۔)

خدا کی تعریف:۔

(11.18) (اے خدا) آپ لافانی ہیں۔سب سے اعلیٰ (اور) جاننے کے قابل ہیں (اے خدا)۔آپ ہی اس کائنات کے عظیم سہارا (ہیں)۔(اے خدا) آپ (ابدی) ہمیشہ رہنے والے ہیں۔دین قیم کے محافظ ہیں۔(اے خدا) آپ تبدیل نہ ہونے والی شخصیت ہیں۔ایسا میرا عقیدہ ہے۔

(11.19) (اے خدا آپ) بغیر شروعات (پیدائش)۔ درمیان (زندگی)۔ خاتمے (موت) کے ہیں۔(اے خدا آپ کی) طاقت لامحدود ہے۔(اے خدا آپ کے) لامحدود ہاتھ (پکڑ یا کنٹرول) ہے۔سورج اور چاند آپ کی آنکھوں کی طرح ہیں۔(اے خدا میں) دیکھ رہا ہوں۔یہ کائنات آپ کے رُخ سے نکلنے والی تیز گرمی اور روشنی سے سرگرم ہے۔

(11.20) اے عظیم ذات بے شک آسمان سے زمین تک اور اس کے درمیان اور ہر طرف ایک اکیلے آپ کا ہی وجود (چھایا ہوا) ہے۔آپ کی ان غضبناک (اور) عجیب وغریب تخلیقات کو دیکھ کر تینوں جہان حیران ہیں۔

(11.21) بے شک وہ سب فرشتوں کے گروہ آپ کی پناہ (چاہ رہے ہیں) کچھ خوفزدہ ہیں۔(اور) ہاتھ جوڑ کر دعا کر رہے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں سلامتی کی۔اسی طرح بڑے پیغمبر یا عابدین اور صالحین کے گروہ عبادت کر رہے ہیں (اور) ویدوں کے شلوک کے ذریعے آپ کی تعریف بیان کر رہے ہیں۔

نوٹ **11.22**: اس شلوک نمبر ۱۱:۲۲ کو غور سے پڑھیں۔ان میں تمام روحانی مخلوقات کا ذکر ہے اور سب حیرت سے خدا کی تجلی یا اس کی عظیم تخلیقات کو دیکھ رہے ہیں۔خدا کی تجلی کو ہزار سورج کی روشنی کی طرح کہا گیا ہے اور خدا کی کوئی شکل نہیں بیان کی گئی ہے۔ مگر اگلے شلوک نمبر ۱۱:۲۳ میں ایک خوفناک شکل کا ذکر ہے۔ جسے دیکھ کر سارے لوگ خوفزدہ ہو جاتے ہیں۔اکثر اس نئی شکل کو خدا ہی تسلیم کرتے ہیں مگر یہ موت کے فرشتے (یم) کا وجود ہے، جو ارجن کو سامنے نظر آتا ہے۔اور اس کا خلاصہ شلوک نمبر ۱۱:۳۲ میں کیا گیا ہے۔مگر تمام لوگ اسے خدا ہی مانتے ہیں۔اس لئے ایسی غلطی مت کیجئے اور شلوک کو صحیح طور سے سمجھنے کی کوشش کیجئے۔

(11.22) (اے خدا) بے شک رُدر، آدتیہ، وَسو، سادھیہ اور بزرگ اور گندھرو، یکش، شیاطین، جن، کامل ہستیوں کے گروہ بھی آپ کو حیرت سے دیکھ رہے ہیں۔

موت کے فرشتے کا ظاہر ہونا:۔

(11.23) اے قوی بازو والے آپ (کی) عظیم شکل (جس میں) بہت سارے چہرے، آنکھیں، بہت سارے ہاتھ، جانگیں، پیر، بہت سارے پیٹ، بہت سارے دانتوں کی خوفناکی دیکھ کر ساری کائنات اور میں بھی خوفزدہ ہوں۔

(11.24) اے وشنو! آپ کا مُنہ اور کئی رنگوں والی بڑی روشن آنکھیں دیکھ کر حقیقی طور پر (میرا) من اندر سے خوفزدہ ہے۔ اور (میں) دائمی سکون حاصل (نہیں) کر پا رہا ہوں۔

(11.25) آپ کے خوفناک دانت اور جہنم کے سماں کی طرح چہرہ دیکھ کر نہ (میں) سمت جان (پا رہا ہوں) اور نہ سکون پا رہا ہوں۔ اے فرشتوں کے مالک، کائنات کا سہارا، رحم کیجئے۔

(11.26) بے شک نا قابل پیمائش ہے آپ کی طاقت۔ دھرت راشٹر کے تمام بیٹے، مددگار راجاؤں کے گروہ کے ساتھ، اور بھیشم پتامہا، دَرون آچاریہ، کرن اور ہمارے ساتھ کے یہ خاص سپہ سالار بھی (ہیں جو)۔

(11.27) خوفناک دانتوں والے آپ کے بھیانک منہ میں تیزی سے داخل ہو رہے ہیں۔ کچھ دانتوں کے بیچ لٹکے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔ (اور کچھ کے) سر کچل گئے ہیں۔

(11.28) جس طرح بہت ساری ندیاں پوری رفتار سے سمندر کی جانب دوڑتی ہیں۔ بلاشبہ اسی طرح آپ کے نا قابل پیمائش اور بھڑکتے ہوئے منہ میں دنیا کے بہادر انسان داخل ہو رہے ہیں۔

(11.29) جس طرح جلتی ہوئی آگ میں پتنگے فنا ہونے کیلئے پوری رفتار سے داخل ہوتے ہیں۔ بے شک اُسی طرح تمام لوگ بھی فنا ہونے کیلئے، آپ (کی قدرت) کے منہ میں، پوری رفتار سے داخل ہو رہے ہیں۔

(11.30) اے وشنو (آپ کی) جلتی ہوئی آگ دنیا کے تمام لوگوں کو ہر طرف سے چاٹ کر کھا رہی ہے۔ یہ دنیا آپ کے بھڑکتی خوفناک آگ کی کرنوں سے (گرمی سے) بھری ہوئی ہے۔

(11.31) اے غضبناک شکل والے مجھے بتائیں کہ آپ کون ہیں؟ اے فرشتوں سے اعلیٰ آپ کو (میں) سجدہ کرتا ہوں رحم کیجئے۔ آپ کو جاننے کا (میں) خواہش مند ہوں۔ اے سب سے اوّل بے شک (میں) نہیں سمجھ پا رہا ہوں آپ کے کام کو۔

موت کے فرشتے کا اپنا تعارف کرانا:۔

(11.32) محترم ہستی نے کہا میں موت کا فرشتہ ہوں۔ دنیا (والوں کو) موت دینے کے لئے (مامور ہوں)۔ اس دنیا کو محفوظ رکھنے (کے لئے) دنیا کے طاقتور (مغرور لوگوں کو) برباد (کرتا ہوں)۔ تمہارے بغیر بھی مستقبل میں یہ تمام فوجی (جو) مخالف فوج میں کھڑے ہیں نہیں رہیں گے۔

(11.33) اس لئے اے دونوں ہاتھوں سے تیر چلانے والے (ارجن) تم اٹھو (اور) دشمن پر فتح حاصل کرو۔(اور حاصل ہونے والی) حکومت سے شان وشوکت اور خوشحالی کے لطف اٹھاؤ۔(تم) صرف وجہ بنو، بے شک وہ سب میرے (ذریعے ہی) قتل کر دیے جائیں گے۔

(11.34) درون آچاریہ اور بھیشم پتامہا اور جیے رتھ اور کرن اور دوسرے بہادر فوجی بھی میں ہی قتل کروں گا۔تم گھبراؤ مت۔جنگ میں دشمن (سے) لڑو (اور) انھیں مارو۔(تم ہی) فتح یاب رہوگے۔

(11.35) سنجئے نے کہا (ارجن نے) شری کرشن کے ان الفاظ کو (جو کہ موت کے فرشتے کے تھے) سن کر کانپتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر تعظیم کیا۔ اور ڈرتے ڈرتے پھر سے سجدہ کیا (اور) دھیمی آواز میں شری کرشن سے کہا۔

(11.36) رشی کیش (کرشن) کی جگہ پر (اپنی تجلّی دکھانے والے) اے خدا! تمہاری شان وشوکت سے ساری دنیا خوش ہورہی ہے (اور) محبت سے سرشار ہے، اور، شیاطین خوف کے مارے مختلف سمتوں میں بھاگ رہے ہیں اور، تمام (عبادت میں) کامل ہستیوں کے گروہ سجدہ کررہے ہیں۔

خدا کی تعریف:

(11.37) کیوں نہ تمہیں سجدہ کرے عظیم ہستی (کرشن) بھی۔ (اے خدا آپ) تصور سے بالاتر ہیں۔(تخلیق پر مامور فرشتے) برہما سے بھی پہلے کے خالق ہیں۔آپ کی کوئی انتہا نہیں۔آپ دیوتاؤں (فرشتوں) کے خدا ہیں۔کائنات کو سہارا دینے والے لافانی ہیں۔اس فانی دنیا اور لافانی آخرت اور جو کچھ اس کے بعد ہے (ان سب کے بھی خدا ہیں۔)

(11.38) (اے خدا) آپ ازل سے خدا ہیں۔ سب سے قدیم شخصیت ہیں۔(اے خدا) آپ ہی اس کائنات کا سب سے بڑا سہارا ہو۔ (اے خدا آپ) سب کچھ جاننے والے اور جاننے کے قابل ہیں۔اعلیٰ مقام جنت اور لامحدود تخلیقات جو کائنات میں پھیلی ہوئی ہیں آپ ہی سے ہیں۔

(11.39) (اے خدا آپ) ہوا، موت کے فرشتے، آگ، پانی، چاند کے فرشتے، اور تمام لوگوں کے مالک ہیں۔(اے خدا) آپ (تخلیق کے کام پر مامور فرشتے) برہما سے بھی پہلے ہیں۔(میں آپ کی)

تعظیم کرتا ہوں۔آپ کے ہزار بار تعظیم کرتا ہوں۔ اور بار بار تعظیم کرتا ہوں۔میں آپ کی تعظیم کرتا ہوں۔

(11.40) (اے خدا میں) آپ کے سامنے سے اور پیچھے سے تعظیم کرتا ہوں۔آپ کو ہر جگہ سے تعظیم کرتا ہوں۔(کیوں کہ آپ) سب کچھ ہیں۔ اے لامحدود قدرت والے (خدا)، بے شک آپ کی عظیم طاقت وقدرت ہی سے (اس دنیا کو) سب کچھ حاصل ہورہا ہے۔اور اس (آخرت میں بھی آپ کی قدرت ہی سے) ہر چیز حاصل ہوگی۔

ارجن کا معافی مانگنا:۔

(11.41) (اے خدا)! آپ کی کبریائی اور صفات کو نہ جانتے ہوئے ،جلدی میں، بیوقوفی سے، یا تو پیار سے، اس طرح (آپ کے نمائندے شری کرشن کو) اپنا دوست سمجھ کر، ''اے کرشن!'' ''اے یادَو!'' ''اے دوست!'' یا اس طرح جو بھی میرے ذریعے کہا گیا۔

(11.42) اور اکیلے میں یا ساتھیوں کے بیچ، ہنسی کے مقصد سے، آرام کرتے وقت، لیٹے رہنے پر، بیٹھے ہوئے، کھاتے ہوئے، اچیُت (کرشن) (کہنے جیسی) جو بھی گستاخی کی گئی ہو، اُن سبھی (گستاخیوں) کیلئے اے لامحدود خدا! مَیں آپ سے معافی چاہتا ہوں۔

(11.43) بلا شبہ آپ خیال سے پرے، نہ دکھائی دینے والے ہیں۔(آپ) مورتی یا شکل کے بغیر ہیں، یا آپ کے جیسا کوئی نہیں ہے۔ (آپ) کائنات کی جاندار اور بے جان (مخلوقات کو) پیدا کرنے والے (باپ) ہیں۔احترام کے قابل ہیں، اور استاد ہیں۔آپ کے برابر کبریائی رکھنے والا کوئی بھی نہیں ہے۔تینوں عالموں میں آپ سے بڑھ کر کوئی دوسرا کیسے ہوسکتا ہے؟

(11.44) اسی لیے اے خدا! مَیں اپنے جسم کو جھکا کر (رکوع کرتے ہوئے) آپ کو سجدہ کرتا ہوں (تا کہ) آپ کی رحمت پاسکوں۔ اے خدا! جس طرح قابلِ احترام باپ اپنے بیٹے کی ،جس طرح دوست اپنے دوست کی ، محبت کرنے والے محبت کرنے والوں کی (گستاخیوں کو) برداشت کرتے ہیں، آپ کو بھی چاہئے (کہ میری غلطیوں کو برداشت کرلیں (اور معاف کردیں)۔

(11.45) اے فرشتوں (دیوتاؤں) کے خدا! اے کائنات کے سہارے! پہلے کبھی نہ دیکھی جانے والی (روحانی تخلیقات کو) دیکھنے سے (مَیں) خوش ہوں اور میرا ذہن خوف کی وجہ سے بے چین بھی ہے۔ (مجھ پر) رحم کیجئے اور بلا شبہ مجھے فرشتوں کے اُس نمونے کو (دوبارہ) دکھلائیے۔

(11.46) (اے خدا) میں آپ کے تاج (کی طرح چمک دار) دم دار ستارے، اور گھومتی (کہکشائیں) (دوبارہ) دیکھنا چاہتا ہوں۔ اور آپ

کی عظیم تخلیقات (جیسے کہ) چار ہاتھوں والے فرشتے، ہزار ہاتھوں والے فرشتے (بھی دیکھنا چاہتا ہوں۔) (اے) کائنات کو وجود (اور) شکل (دینے والے)۔

(11.47) (خدا نے الہام کیا) تمہیں خوش کرنے کیلئے اے ارجن! میرے ذریعے ان روحانی تخلیقات کے جن نمونوں کو دکھایا گیا، (وہ کسی اور سے نہیں بلکہ صرف) میری اپنی تخلیقی قدرت سے جڑے ہوئے ہیں، (اور اسی طرح) لامحدود۔ ساری کائنات کو (روشن کرنے والی)، سب سے پہلے ظاہر ہونے والی، میری یہ جو تجلّی ہے وہ تم سے پہلے کسی دوسرے نے کبھی نہیں دیکھا ہے۔

(11.48) اے کوروؤں میں عظیم (ارجن)! مَیں نے اس عظیم قدرت کے روحانی نمونوں کو (بھی)، ساری کائنات میں دیکھنا، صرف تمہارے علاوہ کسی اور کے لیے ممکن نہیں کیا۔ (میری قدرت کی روحانی نشانیوں کو) نہ ہی ویدوں کے مطالعہ کے ذریعے، (نہ) خدا کو راضی کرنے سے (دیکھا جاسکتا ہے۔) نہ ہی صدقہ وخیرات کرکے نہ اعمالِ صالحہ کرکے اور (نہ ہی) خدا کی راہ میں جہاد کرکے (دیکھا جاسکتا ہے۔) (اسی لیے میری روحانی تخلیقات کو تم دوبارہ نہیں دیکھ سکتے۔)

(11.49) نہ تم خوف کرو اور نہ الجھن کا شکار ہو جاؤ دیکھ کر میری ان خوفناک تخلیق (یعنی موت کے فرشتے کو)۔ یقیناً خوف سے آزاد ہونے اور پرسکون من کے لئے پھر سے دیکھو میری اس تخلیق کو (یعنی شری کرشن کو)۔

(11.50) اور اس طرح کہتے ہوئے اپنی قدرت کی طاقت سے (خدا نے) پھر سے اپنی تخلیق کو کرشن کی جگہ پر دیکھایا اس طرح خوف زدہ ارجن کو دلاسا دینے دوست اور عظیم شخصیت، (کرشن) کا جسم دوبارہ ظاہر ہو گیا۔

(11.51) (ارجن نے کہا) اے انسانوں کو موت وسزا دینے والے خدا! میری پسندیدہ، آپ کی (قدرت کے) اس انسانی نمونے (کرشن) کو دیکھ کر اب (مَیں) پُرسکون ہوں (اور) پورے ہوش کے ساتھ اپنی صحیح فطرت (وحالت) پر آ گیا ہوں۔

(11.52) (خدا نے الہام کیا کہ) میری قدرت یعنی تجلّی کو جو اس وقت تم نے دیکھا ہے۔ اسے دیکھ پانا نہایت مشکل ہے۔ فرشتے (دیوتا) بھی اِس قدرت کو دیکھنے کیلئے ہمیشہ امید کرتے ہیں۔

(11.53) جس طرح (تم نے روحانی آنکھوں سے) مجھے دیکھا ہے۔ بیشک، اس طرح سے مجھے نا ہی ویدوں کے مطالعہ سے، نہ ہی (خدا کی راہ میں) جہاد کرنے سے، نہ ہی صدقہ وخیرات سے اور نا ہی عبادت سے (مجھے) دیکھ پانا ممکن ہے۔

(11.54) اور اے پرنتپ! ارجن! لیکن، اس طرح سے جیسا کہ (تم نے) حقائق کو (روحانی آنکھوں سے) دیکھا ہے، اور (حقائق کو) جانا ہے، کسی (دیوتا یا مخلوق) کی عبادت نہ کرنے والے (مومن کے شعور میں) ممکنہ طور پر مَیں (ان حقائق کو) داخل کرتا ہوں۔

(11.55) اے پانڈو (ارجن)! جو مجھے روحانی اور سب سے اعلیٰ مانتے ہوئے، میرا عبادت گزار بن کر، تمام اعمال (صرف) میرے لیے ہی کرتا ہے، (اور) تمام مخلوقات، انسانوں اور دیوتاؤں وغیرہ کو میری شراکت سے خارج کر دیتا ہے، اور کسی سے دشمنی نہیں رکھتا، وہ مجھے پالیتا ہے۔

نوٹ **11.54:** حضرت علیؓ کا قول ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ارشادات سن کر ہمارا جنت اور جہنم پر ایسا پکا یقین تھا کہ اگر ہم جنت اور جہنم کو اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ لیتے تو جو ہمارا پہلے ایمان تھا اس میں کوئی زیادتی نہ ہوتی۔ (یعنی اللہ تعالیٰ جنت اور جہنم کو دیکھنے سے جو یقین ہوتا ہے وہ مومن کو بغیر دیکھے دے دیتے ہیں۔)

۱۲۔ادھیائے نمبر بارہ
بھکتی یوگ (عبادت کا بیان)

ادھیائے کا خلاصہ: توحید اور آخرت کی تعلیم کے بعد اس ادھیائے میں ان غلط فہمیوں کو دور کیا گیا جس میں لوگ شدت سے مبتلا ہیں۔یعنی بت پرستی۔پھر ایک نہ دکھائی دینے والے خدا کی یاد میں یکسو ہونے کی تعلیم ہے۔اور پھر ان اوصاف کا بیان ہے جن کو اپنانے سے بندہ خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور آخرت میں کامیاب ہوتا ہے۔

بت پرستی کی حقیقت:۔

(12.1) ارجن نے پوچھا (اے خدا) وہ جو ہمیشہ آپ کی عبادت میں لگا رہتا ہے اس طرح (کہ وہ آپ کو کوئی مورتی یہ شکل رکھنے والا تصور کرتا ہے۔)، اور وہ جو بے شک (آپ کو) لافانی نا دکھائی دینے والا (تصور کرتا ہے) ان (دونوں) میں کون عبادت (دین) کے علم (معلومات) میں جاہل ہے۔

(12.2) خدا نے الہام کیا کہ، جو مجھے قائم کرتے ہیں دل میں۔ ہمیشہ لگے رہتے ہیں میری عبادت میں، (اور) میری (طرف) متوجہ ہوتے ہیں اس عقیدت کے ساتھ (کہ میں) دوسروں پر منحصر ہوں (ایک مخلوق ہوں)۔وہ گمراہی اور جہالت میں مبتلا ہیں (ایسا) میرا فیصلہ ہے۔

(نوٹ: بھگوت گیتا کے شلوک نمبر ۱۱:۴۳ میں خدا کو (vÁfre) بغیر مورتی یا شکل کے۔۱۳:۱۵ میں (fux.k) انسانی اوصاف سے بالاتر۔۱۳:۱۵ میں نا دکھائی دینے والا کہا گیا ہے۔اس لئے بے شک خدا کو کوئی شکل میں تصور کرنا بھگوت گیتا کی تعلیم کے خلاف اور جہالت ہے۔)

(12.3) مگر وہ جو ذہن کو بغیر بھٹکائے پہاڑ کی طرح جم کر بیٹھتے ہیں۔اور اپنے ناک کے سرے پر ذہن کو جماتے ہیں، (یعنی خدا کی یاد میں یکسو ہوتے ہیں۔) اور (میری) عبادت کرتے ہیں (اور مجھے) لافانی، نا قابل بیان، بغیر کسی شکل کے، ہر جگہ موجود، تصور سے بالاتر (مانتے ہیں)۔

(12.4) وہ جو کنٹرول کرتا ہے ہر طرف سے (اور ہر طرح سے) اپنے اعصاب کو (اپنی نفسانی خواہشات کو)، اور ایک ہی جیسا رہتا ہے (سُکھ، دُکھ، خوشحالی اور تنگی میں)۔ہمیشہ مخلوقات کی بھلائی اور فلاح کے لئے مصروف رہتا ہے۔بے شک (وہ) مجھے پالیتا ہے۔

<u>نادکھائی دینے والے خدا کی عبادت کیسے کریں؟</u>

(12.5) نادکھائی دینے والے (خدا کی یاد میں) ذہن کولگانا بہت ہی مشکل (کام ہے) ان جسم والے (انسانوں کے لئے)۔ بے شک نادکھائی دینے والے خداکے (صراطِ مستقیم کا) راستہ کا پانا مشکل ہے۔

(12.6) مگر وہ جو سارے اعمال (صرف) میرے لئے (کرتے ہیں)، دوسرے (دیوتاؤں کی) پرستش چھوڑ دیتے ہیں، اور مجھے اپنے ذہن میں رکھتے ہوئے عبادت کرتے ہیں ،(اور) مجھے پانا زندگی کا مقصد بناتے ہیں۔

(12.7) اے پارتھ (ارجن)! جولوگ مجھ (ایک غیر مادّی خدا) پر اپنے ذہن کو قائم رکھنے والے ہیں، ان لوگوں کو مَیں، موت والی اس دنیاوی زندگی کے سمندر میں زیادہ دیر تک (اس مندرجہ بالا تکلیف میں پھنسا) نہیں رہنے دیتا، بلکہ بہت جلد آزادی دیتا ہوں۔

(12.8) اپنے دل میں صرف مجھے قائم کرو۔ اپنے شعور اور عقل کو میری پناہ میں دے دو۔ بے شک اس کے بعد (تم) مجھ (میں) غرق رہنے لگو گے۔ (اس بات میں کوئی) شک نہیں ہے۔

(12.9) اے ارجن اگر مجھ میں مضبوطی کے ساتھ اپنے ذہن کو قائم کرنا (یکسو رکھنا) ممکن نہ ہو، تو مجھے حاصل کرنے کی خواہش (کے ساتھ) ویدوں کے مطالعہ میں لگ جاؤ۔

(12.10) (اگر تم) ویدوں کا مطالعہ کرنے کے بھی قابل نہیں ہو، (تو پھر مجھے) سب سے اعلیٰ ذات مانتے ہوئے، میرے بتائے ہوئے اعمال کو میرے لئے ہی (کرنے والے) بنو، اسی طرح اعمال کو مکمل طور سے (اچھی طرح) کرنے سے (تم) مجھے پالوگے۔

(12:11) اگر اس طرح سے بھی (تم) قاصر ہو (کہ) میری عبادت (میری) پناہ لے کر کرو۔ تو (پھر) (اپنے) تمام اعمال کے بدلے یا اجر (کو) چھوڑ دو (یعنی صرف خلوص کے ساتھ عمل کرو) اپنے نفس پر کنٹرول رکھو۔

(12:12) بے شک دینی علم حاصل کرنا افضل ہے۔ (مگر) دینی علم (حاصل کرنے سے) افضل ہے۔ مراقبہ کرنا (یا خدا کی عظمت میں غور کرنا)۔ مراقبہ سے (افضل ہے) اپنے نیک اعمال کے اجر کو چھوڑ دینا (یعنی اخلاص کے ساتھ عمل کرنا)۔ (بے شک) اخلاص ہی سے سکون حاصل ہوتا ہے۔ (یا جنت ملتی ہے۔)

<u>خداکے محبوب بندوں کے اوصاف:۔</u>

(12.13) (خدا نے کہا وہ بندہ مجھے محبوب ہے جو) بے شک تمام مخلوقات سے نفرت اور حسد نہیں کرتا، (ان کا) دوست، رحم کرنے والا، اور نرم دل، خاکسار،

معاف کرنے والا، دکھ سکھ میں ایک جیسا رہتا ہے۔ (یعنی دکھ میں صبر اور سکھ میں شکر کرتا ہے۔)

(12.14) وہ (بندہ) مجھے محبوب ہے (جو) مطمئن ہے۔ ہمیشہ عبادت میں لگا رہتا ہے۔ نفس پر کنٹرول رکھتا ہے۔ اپنے ارادوں میں مضبوطی سے جما رہتا ہے۔اور جو اپنی عقل اور شعور کو میرے حوالے کر دیا ہے (اور جو) صرف میری عبادت کرتا ہے ۔ (شرک نہیں کرتا۔)

(12.15) جس سے لوگوں کو نہ ہی تکلیف ہوتی ہے،اور نہ ہی لوگ جسے پریشان کرتے ہیں۔اور جو خوشی، غم، خوف، فکر سے آزاد ہو، وہ میرا محبوب ہے۔

(12.16) جو (خدا کے سوا) کسی سے امید نہیں رکھتا، پاک رہنے والا، ایماندار، غیر جانبدار یا غیر متعصب ہے، خوف وغم سے آزاد ہے۔جس نے تمام (لغو) کام چھوڑ دیئے ہوں وہ عابد مجھے عزیز ہے۔

(12.17) وہ جو نہ بہت زیادہ خوشی مناتا ہے، نہ غم کرتا ہے۔نہ ماتم کرتا ہے، (اور) نہ زیادہ کی خواہش رکھتا ہے۔وہ جس نے مبارک اور نا مبارک (کے غلط عقائد کو) چھوڑ دیا ہے ۔ (جو) میری عبادت میں عزت محسوس کرتا ہے وہ مجھے عزیز ہے۔

(12.18) (وہ جو) دوست اور دشمن سے یکساں و منصفانہ برتاؤ کرنے والا ہے۔ اور عزت، ذلت، گرمی، راحت، مصیبت میں ایک جیسا (صبر و شکر کرنے والا ہے) (اور جو) شرک (کو) چھوڑنے والا ہے۔

(12.19) (جس کے لئے) ملامت (اور) تعریف برابر ہیں۔ خاموش طبع، جس کسی بھی حالت میں ہو قانع اور مطمئن ہے۔کسی جگہ سے جڑا نہیں ہے۔مضبوط ایمان والا ہے۔(میری عبادت میں) عزت محسوس کرتا ہے۔(ایسا) انسان مجھے عزیز ہے۔

(12.20) لیکن (بے شک) جو (مومن بندہ) اس (دنیا اور مخلوقات) کے بارے میں، دین کے بارے میں، جنت کے بارے میں جس طرح کہا گیا ہے (اس پر) مکمل طور پر ایمان رکھتے ہوئے مجھ سب سے اعلیٰ روحانی خدا کی عبادت میں لگا ہوا ہے۔ وہ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔

نوٹ **12.19:** کسی جگہ سے جڑا نہیں ہے۔یعنی ملک اور علاقے کی بنیاد پر نہ کسی سے محبت کرتا ہے اور نہ نفرت اس کے لئے دنیا کے تمام انسان برابر ہیں۔

۱۳۔ادھیائے نمبر تیرہ
شیتر،شیتر نیہ وبھاگ یوگ (مخلوق اور خالق کی پہچان)

ادھیائے کا خلاصہ: قرآن کریم کی سورۃ حم السجدہ آیت نمبر۵۳ کا مفہوم ہے کہ ’’ہم عنقریب ان کو اطراف عالم میں بھی اور خود ان کی ذات میں بھی اپنی نشانیاں دکھائیں گے۔ یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ قرآن حق ہے۔ کیا تم کو یہ کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار ہر چیز سے خبردار ہے۔

ادھیائے نمبر۱۰میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ان عظیم تخلیقات کا بیان کیا جو اس سرزمین پر ہیں۔

ادھیائے نمبر۱۱میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ان عظیم تخلیقات کا بیان کیا جو آسمانی دنیا میں ہے۔

اور اب اس ادھیائے میں اللہ تعالیٰ انسان کے اپنے اندر موجود اس کی عظیم تخلیق کا ذکر کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان میں جو اوصاف رکھے ہیں وہ کوئی انسان کسی ربوٹ میں نہیں رکھ سکتا۔ جیسے خوشحالی کی چاہ کرنا، غم اور مصیبت سے نفرت کرنا، شعور کا ہونا، صبر کرنا، امن پسند ہونا۔ معاف کرنا، پاک صاف رہنا، اپنے نفس پر کنٹرول کرنا وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کی ایک تقدیر لکھی ہے۔ انسان اسی کے مطابق زندگی گزارتا ہے۔ یہ معاملا انسان اپنے بنائے ہوئے روبوٹ کے ساتھ نہیں کرسکتا۔

تو اس ادھیائے کا مقصد ہے کہ انسان اپنے اندر غور کرے۔ اپنے آپ پر غور کرے۔ اور خدا کی عظمت کو پہچانے۔ اور اس طرح خدا کو پہچان کر ایمان لائے۔

(13.1) اے خوبصورت بالوں والے (کرشن) بے شک (میں) تقدیر، انسان، اور علاقہ، اس علاقے کو جاننے والا ،علم، اور علم (جاننے) کا مقصد، ان تمام کو بھی جاننے کا خواہشمند ہوں۔

(13.2) خدا نے الہام کیا کہ، اے کنتی کے بیٹے، حق کو جاننے والوں کے مطابق یہ جسم علاقہ (Field) کہلاتا ہے۔ اس طرح اس (جسم کو) جو جانتا ہے۔ اسے علاقے کو جاننے والا کہا جاتا ہے۔

(13.3) اے بھارت (ارجن)، بے شک تمام جسموں کا خالق اور جسم کو جاننے والا مجھے ہی

نوٹ13.1: نوٹ: اگر کوئی مقناطیس کسی جگہ رکھ دیا جائے تو کچھ دور تک اس کے پاس مقناطیس کشش ثقل محسوس کی جاتی ہے۔ اسے اس کی Magnetic Field کہتے ہیں۔ اس کو (j }) علاقہ کہا گیا ہے۔ اسی طرح انسان کے اطراف بھی ایک Field ہے یا علاقہ ہے۔ جو اس کے شعور، سوچ، ہمت، جذبہ وغیرہ کی وجہ سے ہے۔ ارجن اسی کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں۔

سمجھو۔میرے فیصلے کے مطابق جسم (یعنی انسان) (اور) جسم کو جاننے والے خدا کا (نازل کردہ) جو علم ہے، وہی حقیقی علم ہے۔

(13.4) (خدا نے کہا) اور وہ جو جسم (ہے وہ کیا ہے؟)، اور اس کی صفات (کیا ہیں؟)۔ اس میں کن وجوہات کی بنا پر بدلاؤ ہوتا ہے، اور کیا ہوتا ہے؟ اور وہ کون ہے جو ان پر اثر انداز ہوتا ہے؟ یہ مجھ سے سنو، اور وہ بھی مختصر طور پر۔

(13.5) لوگوں کی فلاح کے مقصد سے صالح لوگوں نے یا رسولوں نے خدا کی مختلف حمد مختلف طریقے سے مختلف ویدوں میں کہے ہیں یا گائے ہیں۔ giW «] برہم سوتر (کے) ([X]) آیات میں یہ بات سب سے صحیح طریقے سے کہی گئی ہے۔

(برہم سوتر اس طرح ہے۔ Zm{Zn Zm{Zm~ {Zm~V` ÔV «]E$²

(Zm~V{o$Z

(«]) خدا

(E$²) ایک ہے

(ÔV`) دوسرا

(Zm~V{) نہیں ہے

(Zn{Zm) نہیں ہے نہیں

(Zm~V{o$Z) ذرا سا بھی نہیں ہے۔

<u>انسان میں موجود اوصاف کا بیان جو خدا کی عظیم تخلیق ہیں:۔</u>

(13.6) (انسان کی خاص خصوصیات یہ ہے کہ) بے شک وہ اشرف المخلوقات ہے۔ وہ اپنی برتری کو قائم رکھتا ہے۔ ذہین ہے۔ اس میں بہت سی چھپی ہوئی خصوصیات یا صفات ہیں اور۔

(13.7) خوشحالی کے ساتھ رہنے کی خواہش، غم یا مصائب سے نفرت، شعور اور سمجھ کا ہونا، صبر کرنا، یہ سب انسانی جسم (کی صلاحیت کے بارے میں)، اور احساسات یا جذبات کے ساتھ، مثالوں کے ساتھ مختصراً (یہاں بیان کیا گیا ہے۔)

(13.8) (خدا نے انسان میں مندرجہ ذیل صفات رکھے ہیں۔) نرم خو، غرور کا نہ ہونا، خاکسار (ہونا)، امن پسند، معاف کرنے یا برداشت کرنے والا، سادگی اپنانا، استاد کی اطاعت کرنا، پاک صاف رہنا، ثابت قدم رہنا، اپنے نفس پر کنٹرول رکھنا۔

(13.9) نفسانی خواہشات کی چیزوں سے رغبت نہ رکھنا، غرور نہ کرنا، اور بے شک پیدائش، موت، بڑھاپا، بیماری، رنج و غم، خامیوں (کے مقصد اور وجوہات) کو ہمیشہ نظر میں رکھنا۔

(13.10) دنیا سے بے رغبتی، بیوی، بیٹے، گھر گرہستی وغیرہ میں زیادہ دلچسپی نہ رکھنا۔ اچھے اور

نوٹ 13.10: اُوپر بیان کردہ وہ صفات ہیں جو خدا نے خصوصی طور پر انسان میں رکھی ہیں۔ ایسی صفات کوئی سائنسداں کسی روبوٹ میں نہیں رکھ سکتا۔ یہ صفات خدا کی عظمت کو ظاہر کرتے ہیں۔

ناپسندیدہ حالات کا سامنا ہو تو ہمیشہ ایک جیسا برتاؤ یا ردِعمل رکھنا۔

(13.11) اور مسلسل میرے شرک سے پاک عبادت کرنا ،یکسوئی والے مقام (پر رہنے کی) خواہش رکھنا، عام لوگوں کی مجلسوں سے دور رہنا۔

حقیقی علم کیا ہے؟

(13.12) روحانی خدا یہ اعلان کرتا ہے کہ، اس ہمیشہ رہنے والے دین کا (جو) علم ہے (وہ) اصل یا برحق علم ہے۔ اسی مقصد سے یہ سب علم آپ کو دکھایا گیا ہے۔ اس لئے اس کے علاوہ جو کچھ (علوم ہیں) اسے جہالت سمجھو۔

خدا کے اوصاف جو کسی میں نہیں ہو سکتے:۔

(13.13) وہ جو جاننے کے لائق ہے، اس (کے بارے میں اب تمہیں) بتاؤں گا، جسے جان کر جنت ملتی ہے۔ (جو) میرا سب سے اعلیٰ روحانی مقام ہے۔ خدا نہ روحانی ہے نہ وہ مادّی ہے۔ کہتے ہیں (وہ) شروعات کے بغیر ہے۔

(13.14) اس (خدا کے) ہاتھ پاؤں ہر طرف ہیں، (یعنی ہر چیز اس کی پکڑ میں ہے۔) ہر طرف (اس کے) آنکھیں، سر، چہرہ ہیں (یعنی ہر چیز پر اس کی نظر ہے۔) ہر طرف کائنات میں اس کے کان ہیں۔ (یعنی اسے ہر چیز کی خبر ہے۔) تمام کائنات اس کی تخلیق ہے۔

(13.15) تمام انسانی خواہشات (اور) صفات کو روشن کرنے والا (یعنی انھیں پیدا کرنے والا خدا ہے)(لیکن وہ) تمام خواہشات کے بغیر ہے۔ اور وہ سب کو روزی دینے والا ہے۔ مگر کسی سے جڑا نہیں ہے۔ بے شک (وہ) اوصاف کا خالق ہے مگر (اس میں انسانی) اوصاف نہیں۔

(13.16) بے شک وہ (خدا) ہر جاندار اور بے جان مخلوق کے باہر اور اندر (موجود ہے)۔ اور وہ

نوٹ13.16: اللہ تعالیٰ عرشِ عظیم پر ہے۔ اس لئے وہ بہت دور ہے۔ جیسے سورج کی روشنی سے Solar Watch یا Calculator کام کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ کائنات خدا کے نور سے گردش میں ہے یا زندہ ہے۔ اس لئے اس کا نور ہر شئے کے اندر اور باہر ہے۔ اس کی کرسی یا عرش ساری کائنات پر چھایا ہے۔ اس لئے وہ ہم سے بہت دور بھی ہے۔ اور ہر چیز اس کی پکڑ میں ہے اور اسے ہر چیز کا علم ہے اس لئے وہ ہم سے بہت قریب ہے۔ لطیف ہونا اس کی صفت ہے۔ اور اس جیسی کوئی شئے نہیں اس لئے اسے سمجھنا مشکل ہے۔

مندرجہ بالا چار شلوک (۱۳:۱۳۔۱۳:۱۶) کی اہمیت اس طرح ہے۔ اس میں خدا کے وہ اوصاف دیئے گئے ہیں جو خدا کے لئے خاص ہے اور یہ کسی میں ہو ہی نہیں سکتے۔ سماج میں کئی لوگ اپنے آپ کو خدا (بھگوان) کہتے ہیں۔ یا لوگوں نے کئی پیغمبروں اور مذہبی شخصیات کو خدا کا درجہ دے رکھا ہے۔ جو کہے کہ فلاں شخصیت خدا ہے تو اس سے کہئے کہ بھگوت گیتا نے خدا جو صفات ان چار شلوکوں میں بتائے ہیں کیا وہ اس میں ہیں؟ اور نہیں تو وہ کیسے خدا ہو سکتا ہے؟

لطیف اور ناقل فہم ہے۔اور (وہ) بہت دور اور بہت ہی قریب ہے۔

(13.17) خدا بٹا ہوا نہیں ہے۔(یعنی کئی خدا مل کر ایک خدا نہیں بنتا ہے۔) اور (اس نے) تمام مخلوقات کو الگ الگ انواع میں تقسیم کر کے انھیں قائم رکھا ہے۔اور (وہ ہی) تمام مخلوقات کو پالنے والا ہے۔اور وہ (خدا ہی) موت دینے والا ہے۔

(نوٹ: ہندو بھائیوں کا ایسا عقیدہ ہے کہ برہما پیدا کرتے ہیں۔ وشنو پالتے ہیں، اور شنکر سب کا خاتمہ کرنے والے ہیں۔اس شلوک میں اس کی نفی ہے۔یعنی تین مل کر ایک خدا نہیں بنتا ہے۔ بلکہ وہ اکیلا ہے۔اور وہ پیدا کرتا ہے، وہی پالتا ہے، اور وہی موت دیگا، یا اسی کے حکم سے قیامت قائم ہوگی۔)

(13.18) کہا جاتا ہے کہ وہ خدا روشنی دینے والوں کی (یعنی عالموں کی) روشنی ہے (یا علم ہے) وہ جہالت سے پرے ہے (یعنی بغیر علم کے اسے سمجھا نہیں جاسکتا ہے۔) (خدا کو صرف) علم ہی سے جانا جا سکتا ہے۔اسے ہر چیز کا علم ہے (کیوں کہ وہ) ہر ایک کے دل میں موجود ہے۔

(13.19) اس طرح انسانی جسم، (اور اس کے اوصاف)، اور (دینی) علم اور جاننے کے لائق (خدا کے بارے میں تمہیں) اختصار سے کہا گیا۔(خدا کہہ رہا ہے کہ) یہ سب جان کر میری عبادت کرنے والے، میری رضا پر چلنے والی فطرت (یعنی توحید اور ایمان کو پا سکتے ہیں۔)

<u>تقدیر کا بیان:۔</u>

(13.20) بے شک تقدیر اور انسان دونوں کو بھی ایک (ازلی) خدا سے جانو۔ انسانی فطرت، مزاج، جذبات اور انسانی خداداد اوصاف کو بھی بلاشبہ (ایک ازلی خدا کی) قدرت ہی سے تخلیق کیا ہوا جانو۔

(13.21) خدا نے الہام کیا کہ، اعمال کو کرنے کی وجہ، اعمال کو کرنے والے، (یہ تمام) تقدیر کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ (اور خدا یہ بھی) کہہ رہا ہے کہ <u>انسان راحت اور مصائب کا جو تجربہ کرتا ہے اس کی وجہ بھی (تقدیر ہی پر ہوتی ہے۔)</u>

(13.22) تقدیرِ الٰہی پر یقین رکھنے والا انسان تجربہ حاصل کرتا ہے کہ، انسانی اوصاف اور اعمال کے وجوہات تقدیرِ الٰہی کے ذریعے ہی ہوتے ہیں۔ (اور) انسان نطفے ہی سے اچھا اور بُرے اوصاف کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔

(نوٹ: یعنی جس انسان میں جو اچھے اوصاف ہیں وہ بھی

نوٹ: (خدا نے جو لکھا وہی انسان کے ساتھ اور اس دنیا کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اس کائنات پر صرف خدا کا کنٹرول ہے۔ جو سب سے بڑا اور عظمت والا ہے۔)

خدا کی لکھی ہوئی تقدیر کی وجہ سے ہیں اور وہ جو اچھے اوصاف سے محروم ہے وہ بھی تقدیر کی وجہ ہی سے ہے۔)

(13.23) خدا شاہد ہے (یعنی ازل سے ابد تک جو کچھ ہوا اور ہوگا وہ اس کو معلوم ہے)۔کائنات میں ہر عمل اس کے حکم سے ہوتا ہے۔ اور وہ رزّاق ہے۔ تمام عبادتیں صرف اسی کے لئے کی جاتی ہیں۔ خدا سب سے بڑا ہے۔ اور (خدا) کہہ رہا ہے کہ بے شک وہ اس جسم والے انسان (سے) پرے (یا اوپر یا اعلیٰ ہے)، اور روح سے بھی پرے ہے (یا اعلیٰ ہے)۔ (یعنی خدا انسانی جسم یا روح کی شکل میں کبھی ظاہر نہیں ہوگا۔)

(13.24) اس طرح جو (شخص) تقدیر کو اور انسان کو اوصاف کے ساتھ جان لیتا ہے، اور ہر طرف جو کچھ ہو رہا ہے (یعنی ہر چیز خدا کے حکم سے اور تقدیر کے مطابق ہو رہی ہے۔ اس بات کو جان لیتا ہے۔) بے شک وہ بار بار نہیں پیدا ہوتا ہے۔

(یعنی وہ جہنم سے بچ جاتا ہے۔ جہنم وہ جگہ ہے جہاں انسان کا جسم بار بار جل کر ختم ہو جاتا ہے اور خدا پھر اسے نیا جسم بار بار دیتا ہے تاکہ انسان مسلسل سزا پاتا رہے۔)

(13.25) کچھ لوگ از خود غور و فکر کر کے، کچھ دوسرے لوگ اپنے ذہن کو ویدوں کے علم سے جوڑ کر یعنی علم کے ذریعے، کچھ دوسرے لوگ اپنے اعمال کو (خدائی احکام سے) جوڑ کر یعنی اعمال صالح کر کے خدا کی بصیرت حاصل کرتے ہیں۔

(13.26) لیکن اس طرح (ان تینوں ذرائع سے) (خدا کو) نہ جانتے ہوئے کچھ لوگ دوسروں سے (خدا کے بارے میں) سن کر خدا کی اطاعت کرتے ہیں۔ اور یہ سن کر عمل کرنے والے بھی بلاشبہ موت والے (جہنم کے) مقام کو پار کر جاتے ہیں۔

(13.27) جو کچھ بھی وجود میں آ رہا ہے اس کائنات میں۔ ساکن (یا) غیر ساکن۔ اے بھارت میں اعلیٰ (ارجن)، اسے جان لو کہ وہ انسان اور خدا کے باہمی تعلق کی وجہ سے ہے۔

(نوٹ: یعنی جو کچھ بھی کائنات میں ہے اس کا خالق تو خدا ہے مگر اس نے اسے انسان کے لئے بنایا ہے۔ یعنی کسی چیز کے وجود کے یہی دونوں وجہ ہیں۔ ایک خالق اور دوسرا جس کے لئے خدا نے اسے تخلیق کیا یعنی انسان۔)

(13.28) (وہ) جو تمام مخلوقات کو عظیم خدا کے یکساں قوانین قدرت پر قائم دیکھتا ہے۔ (یعنی) فنا ہونے والی (مخلوقات کے وجود کو) لافانی خدا سے قائم دیکھتا ہے۔ تو وہ حقیقی طور پر بصیرت رکھتا ہے۔

(13.29) (جب کوئی شخص) خدا کے یکساں قوانین قدرت کو ہر جگہ یکساں طور پر لاگو دیکھتا ہے۔ تب بے شک نہ (وہ) اپنے ذہن کو اور (نہ) اپنے نفس کو برباد کرتا ہے۔ (اور وہ زندگی کے) سب سے بڑے مقصد (یعنی خدا اور جنت کو) پالیتا ہے۔

(13.30) وہ جو یہ دیکھتا ہے کہ تمام کام یا اعمال خدا کی قدرت یا تقدیر (سے ہی) انجام پاتے ہیں۔ اور (اسے احساس ہوتا ہے کہ) وہ خود کچھ نہیں کرتا ہے۔تب بے شک وہ بصیرت والا ہے۔(یعنی خدا کے قدرتی نظام کی اسے سمجھ ہے۔)

(13.31) جب کوئی مختلف قسم کے مخلوقات کو اور اس پھیلتی ہوئی (کائنات کو) ایک (خدا سے) قائم دیکھتا ہے۔تب وہ بے شک خدا کو پالیتا ہے۔

(13.32) اے کنتی کے بیٹے (ارجن) وہ (خدا) شروعات (پیدائش) کے بغیر ہے۔ (اس میں انسانوں جیسے) اوصاف نہیں۔ وہ عظیم ہستی ہے۔ لافانی ہے۔ وہ جسم میں (دلوں میں) قائم ہے۔ (مگر) (وہ نہ) کچھ کرتا ہے اور نا ہی کسی سے جڑا ہے۔

(نوٹ: یعنی خدا کے نور سے انسان اور تمام کائنات زندہ ہیں۔وہ دلوں کے بھید تک جانتا ہے۔مگر انسان اس دنیا میں امتحان دے رہا ہے۔وہ جو کچھ کرتا ہے اپنی سمجھ اور نفس کے اثر سے کرتا ہے۔اس سے جو گناہ اور غلطی ہوتی ہے وہ اس کی اپنی کی ہوئی ہوتی ہے۔)

(13.33) جس طرح لطیف آسمان (یا ہوا) ہر جگہ موجود ہے۔ مگر کسی سے جڑی نہیں ہے۔اسی طرح خدا (کا نور) ہر جگہ (اور) جسم میں موجود ہے۔مگر کسی سے جڑا نہیں ہے۔

(13.34) اے بھارت (ارجن) جس طرح ایک سورج اس (دنیا کو) روشن کرتا ہے اسی طرح اس جسم کو (صرف ایک) خدا روشن (زندہ) کرتا ہے۔

(13.35) جو لوگ انسانی جسم یا انسان کو اور انسان کو جاننے والے خدا کے فرق کو علم کی نظروں سے دیکھتے ہیں، اسی طرح مخلوقات کو خدائی قدرت یا تقدیر سے دیکھتے ہیں، اور خدا سے معافی (حاصل کرنے کے طریقے کو) جانتے ہیں وہ لوگ خدا کے اعلیٰ مقام (یعنی جنت کو) پالیتے ہیں۔

نوٹ13.33: انسان میں چار ایسی روحانی چیزیں ہیں جو نظر نہیں آتی (۱) روح (۲) نفس (۳) جان (۴) ایمان روح یہ ہمارا شعور ہے۔نفس یہ ہمارا وجود ہے۔جس طرح فرشتوں کا وجود ہوتا ہے اسی طرح یہ ایک وجود ہے۔جان کی وجہ سے ہمارا جسم کام کرتے ہے۔جیسے دل کا دھڑکنا، سانس کا چلنا اور کھانا ہضم ہونا۔یہ تمام کام خدا کے نور سے ہوتے ہیں، جیسے سورج کی روشنی سے سولار گھڑی چلتی ہے۔ایمان یہ خدا کی طرف سے ایک نور ہے، کہ جب وہ انسان کے سینے میں سماتا ہے تو اسے خدا کی پہچان ہوتی ہے۔ان باتوں کو تفصیل سے جاننے کے لئے خدا کی پہچان کا مضمون پڑھے۔

۱۴۔ادھیائے نمبر چودہ
گُن تریہ وِبھاگ یوگ (تین طرح کے نفسوں کا بیان)

ادھیائے کا خلاصہ: نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے فرمایا تھا کہ،''اے عبداللہ تم اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو'' (مسند امام احمد بن حنبل)

جب انسان اپنے آپ کو مرا ہوا شمار کرے گا تو پھر وہ مال و دولت کے بدلے نیکی کمانے کی اور خدا کو خوش کر کے مغفرت حاصل کرنے کی زیادہ کوشش کرے گا۔یعنی پوری طرح تقوے والی زندگی گزارنے کی کوشش کرے گا۔اس ادھیائے میں اسی چیز کی تعلیم ہے۔

اس ادھیائے میں پہلے تین اوصاف کا بیان ہے۔ساتوک، رجس اور تمس ۔ساتوک یعنی نیک فطرت۔رجس یعنی مسلسل جدوجہد کرنے کی فطرت اور تمس یعنی جاہلوں جیسی فطرت۔ساتوک فطرت نفس مطمئنہ کی طرح ہے۔رجس یہ نفس لوامہ کی طرح ہے اور تمس یہ نفس امارہ کی طرح ہے۔

شلوک نمبر۱۴:۲۰ میں ان تینوں فطرتوں یا اوصاف سے اوپر اُٹھ کر آتیت فطرت کو اپنانے کی نصیحت ہے۔آتیت کے لفظی معنی ہے'' گزر جانا''۔یا''ماضی''۔یہ اپنے آپ کو مرا ہوا تصور کرنے کی طرح ہے۔

آتیت فطرت کے فائدے شلوک نمبر۱۴:۲۱ سے ۱۴:۲۷ میں بیان کیا گیا ہے۔

<u>دینی علم کی فضیلت:۔</u>

(14.1) خدا نے الہام کیا کہ، (اب میں تمہیں) دوبارہ تمام علموں میں سب سے اعلیٰ روحانی علم (کے متعلق) کہوں گا۔ جسے جان کر تمام مومنوں نے اس (دنیا) میں سب سے اعلیٰ ایک روحانی خدا کی عبادت میں مکمل طور پر یکسوئی حاصل کی۔

(14.2) اس علم کے سہارے (زندگی گزارنے پر مومن) میری (رضا پر چلنے والی) فطرت (یعنی خالص توحید کو) حاصل کر لیتا ہے۔ اور (پھر) نہ (ہی) دنیا میں (اور) نہ (ہی) قیامت کے دن اٹھائے (جانے کے بعد) بھی اسے کسی قسم کی پریشانی ہوگی۔

(14.3) میں ہی عظیم خدا ہوں (جس نے) رحم مادر (کو) پیدا کیا۔اور پیدائش کے ذریعے کو۔میں ہی اس میں (نطفہ کی پرورش کرتا ہوں) ۔اس طرح تمام مخلوقات وجود میں آتے ہیں۔

(14.4) اے کنتی کے بیٹے (ارجن) میں ہی عظیم خدا ہوں (خالق ہوں) پیدائش کے تمام تخلیقی عمل کا جس کے ذریعے مختلف قسم کی شکلیں وجود میں آتی ہیں۔تمام

پیدائش کے تخلیقی عمل میں تخم (بیج) کی پرورش میں ہی کرتا ہوں۔

(14.5) اے طاقتور بازو والے (ارجن)، نیکی کی صفت (نفس مطمئنہ)، مسلسل جدوجہد کی صفت (نفس لوامہ) (passion)، گمراہی کی صفت (نفس امارہ)، یہ (تین) اوصاف قدرت نے پیدا کئے ہیں۔ (اور) لافانی خدا نے (انھیں) جسم والے (یعنی انسان کے) جسم سے باندھ دیا ہے۔

نفس مطمئنہ کی خصوصیات:۔

(14.6) اے بے گناہ (ارجن)، اس (خدا کی طرف سے عطا کئے گئے اوصاف میں جو) نیکی (کی صفت ہے) (وہ) پاک کرنے والی ہے۔ روشنی دینے والی ہے (انسان کو) بے گناہ رکھنے والی ہے۔ (کیونکہ یہ) علم امن کے ساتھ (انسان کو) باندھ کر سکون، اطمینان اور امن سے جوڑ دیتی ہے۔

نفس لوامہ کی خصوصیات:۔

(14.7) مسلسل جدوجہد کے اوصاف غصہ، نفرت اور ناانصافی (کے خیال پیدا کرتے ہیں)۔ (اس بات کو اچھی طرح) سمجھ (لو کہ اس صفت سے) انسان میں لالچ، حرص (کی صفت) پیدا ہو جاتی ہے۔ اے کنتی کے بیٹے (ارجن) یہ (لالچ ہی انسان کو) مسلسل کام کرنے کے ساتھ باندھ دیتی ہے۔

نفس امارہ کی خصوصیات:۔

(14.8) لیکن گمراہی کی صفت جہالت سے پیدا ہوتی ہے۔ جہالت (دینی علم کے نہ ہونے سے)۔ اے بھارت (ارجن) (اس بات کو) سمجھ لو کہ تمام جسم والے (انسان اسی وجہ سے) بھرم (illusion) میں ہیں۔ یہ (صفت انسان کو) مغالطہ، کاہلی (آسانی و آرام پسندی) (اور) نیند (غفلت اور لاپرواہی سے) باندھ دیتی ہے۔

(14.9) (خدا نے الہام کیا کہ) اے بھارت (ارجن) نیکی کی صفت سکون، اطمینان، راحت (سے) جوڑتی ہے۔ مسلسل جدوجہد (کی صفت) کام اور عمل سے، لیکن گمراہی اور جہالت کی صفت علم کو ڈھانک لیتی ہے۔ اور بھرم (مغالطہ) سے جوڑ دیتی ہے۔

(14.10) اے بھارت (ارجن) (بعض اوقات) نیکی کی صفت مسلسل جدوجہد اور گمراہی سے قوی (آگے) ہو جاتی ہے۔ اور (اسی طرح بعض اوقات) مسلسل جدوجہد کی صفت، نیکی اور گمراہی سے اور بے شک (بعض اوقات) گمراہی (کی صفت) نیکی اور مسلسل جدوجہد (سے آگے بڑھ جاتی ہے۔)

(14.11) (خدا) اس طرح کہہ رہا ہے کہ، جب اس جسم کے تمام دروازوں میں علم کی روشنی پیدا ہونے لگتی ہے۔ تب یہ سمجھ لو کہ نیکی کی صفت میں اضافہ ہو رہا

ہے۔

(نوٹ: جسم کے دروازوں میں روشنی پیدا ہونا یعنی جسم کے اعضاء کا دینی علم کے مطابق استعمال ہونا۔)

(14.12) اے بھارت میں اعلیٰ (ارجن)، لالچ میں اضافہ، کاروباری مصروفیت، بے قابو خواہشات، یہ سب پیدا ہوتے ہیں مسلسل جدوجہد کی صفت کے اضافے سے۔

(14.13) اے کرونندن (ارجن) گمراہی کی صفت کے اضافے سے بے شک مغالطہ (بھرم) اور جہالت اور (اخلاقی) گراوٹ یہ تمام (صفتیں) پیدا ہوتی ہیں۔

نفس مطمئنہ کی اہمیت:۔

(14.14) لیکن جب خاتمہ (موت) آنے تک جسم رکھنے والے انسان کی نیکی کی صفت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ تب (ایسا انسان مرنے کے بعد جنت میں) اعلیٰ درجے کی عالموں والا پاک مقام حاصل کرے گا۔

(نوٹ: شلوک نمبر ۱۸:۱۴ میں ہے کہ تینوں صفتوں والے جہنم میں جائیں گے۔ ان میں سے گمراہی اور مسلسل جدوجہد والوں کا بیان مندرجہ ذیل ہے۔)

(14.15) خاتمہ (موت کے بعد) مسلسل جدوجہد کرنے والے (جہنم میں) زندگی پائیں گے (ان لوگوں میں جو مسلسل) کام میں لگے تھے۔ اس طرح خاتمہ (موت کے بعد) گمراہی کی صفت والے (جہنم) میں زندگی (پائیں گے) جاہلوں کی نسل میں۔

(14.16) (خدا یہ) کہہ رہا ہے کہ نیکی کی صفت کے ذریعے اچھے اعمال انجام پاتے ہیں۔ اور ان کا اجر بھی پاک ہوتا ہے۔ مسلسل جدوجہد والی صفت سے اجر تکلیف دہ ہوتا ہے۔ اور گمراہی کی صفت سے (تحریک پاکر کئے گئے کام کا) نتیجہ جہالت ہی ہے۔

(14.17) بے شک نیکی سے علم کی نشوونما ہوتی ہے، مسلسل جدوجہد سے لالچ اور بھرم (delusion) پیدا ہوتی ہے، اور بلاشبہ گمراہی سے جہالت لاپرواہی (مغالطہ) پیدا ہوتی ہے۔

(14.18) مرنے والے فطری اوصاف کے مطابق جہنم میں (اس طرح) جائیں گے۔ نیکی پر قائم رہنے والے (جہنم کا) اوپری حصہ پائیں گے۔ مسلسل جدوجہد کرنے والے درمیانی (حصہ میں) قائم کئے

نوٹ **14.18**: نیکی کی صفت والے دو وجہ سے جہنم میں جائیں گے۔ (۱) ایمان کا نہ ہونا۔ (۲) ایمان کا ہونا مگر صالح اعمال کی کمی اور گناہ کی زیادتی، یہ دوسری جماعت سزا کاٹ کر پھر جنت میں جائیں گے۔ مگر پہلی جماعت ہمیشہ جہنم میں رہے گی۔)

جائیں گے۔ اور سب سے نچلہ حصہ گمراہی کی صفت والے پائیں گے۔

(جہنم میں اوپری حصے میں سزائیں ہلکی ہوتی ہیں درمیانی میں کچھ زیادہ اور نچلا حصہ سخت تکلیف والا مقام ہے)

(14.19) جب دیکھنے والا (یہ سمجھتا ہے کہ) فطری اوصاف کے علاوہ کوئی دوسری چیز تمام کاموں کو انجام نہیں (دیتی ہے تب) وہ حقیقت کو دیکھتا ہے۔ اور جان لیتا ہے کہ عظیم (خدانے) ان صفات کو (پیدا کیا ہے) اور (تب وہ) میری رضا کے مطابق صفت کو پا لیتا ہے۔ (یعنی اس میں خدا پر یقین کی صفت پیدا ہوتی ہے۔)

(14.20) (جب کوئی) ان تینوں صفات کو چھوڑ دیتا ہے، جو انسان کے جسم سے جڑی ہوئی ہیں، (تو وہ) آزاد ہو جاتا ہے پیدائش، موت، بڑھاپے کے دکھ سے، اور حاصل کرتا ہے (وہ مقام جہاں) موت نہیں ہے (یعنی جنّت)۔

(14.21) ارجن نے پوچھا اے خدا ان تینوں اوصاف سے (بچنے والے) متقی (آتیت) کی علامت (کیا) ہوتی ہیں؟ (اور) ان تینوں اوصاف سے (وہ) کیسے بچتا ہے اور (اس کے) اخلاق کیا ہیں؟

<u>متقی کے اوصاف:۔</u>

(14.22) خدا نے الہام کیا کہ (متقی بندہ) نہ نفرت کرتا ہے شہرت سے، ترقی سے، اور بھرم سے (یعنی دوست اور احباب سے)، (جب یہ چیزیں) زیادہ ہونے لگیں (اور) نہ خواہش کرتا ہے جب وہ کم ہونے لگیں۔

(نوٹ: دوست اور احباب کی وجہ سے لوگ اکثر دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ میرا اتنا بڑا خاندان ہے اور اتنے سارے بڑے بڑے عہدے والے دوست ہیں۔ مگر مرتے ہی بالکل اکیلے رہ جاتے ہیں۔ اس لئے میں نے اس شلوک میں (موہم) بھرم کا ترجمہ دوست احباب کیا ہے۔ شلوک نمبر ۱۶:۱۵ میں ایسا ہی موضوع ہے۔)

(14.23) (وہ) جو غیر جانبدار رہتا ہے (ان تینوں) اوصاف سے۔ پریشان نہیں ہوتا ان اوصاف (کے) اکسانے سے۔ اسی طرح وہ بے شک مضبوطی سے قائم (رہتا ہے ایمان پر) (اور) ڈگمگاتا نہیں۔

(نوٹ **14.21**: نیکی یا ثواب کمانے کے جذبے کو کیوں چھوڑنا چاہئے اس بات کو سمجھنے کے لئے نوٹ نمبر N5 پڑھیں۔ مختصر طور پر یہاں صرف اتنا سمجھ لیجئے کہ کوئی اپنی عبادت اور ثواب کے زیادہ ہونے کے بل بوتے پر جنت حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ صرف خدا کی مہربانی ہی سے حاصل کر سکتا ہے۔ اس لئے ثواب کمانے کی نیت کے بدلے انسان کو خدا کو خوش کرنے کی نیت سے اعمال کرنا چاہئے۔ اور خدا سے ڈرتے رہنا چاہئے۔ اسی کو تقویٰ کہتے ہیں۔ اس لئے ان شلوکوں میں تینوں اوصاف کو چھوڑ کر تقویٰ اختیار کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔

(14.24) (ایسا انسان) سکھ دکھ (میں) ایک جیسا رہتا ہے ۔ وہ اپنے آپ کو (صبر وشکر) پر قائم رکھتا ہے۔ مٹی کا ڈھیلا، پتھر، سونے کا ٹکڑا (اس کے لئے) ایک جیسے ہیں۔ عزیزوں سے اور ناپسندیدہ (لوگوں سے) یکساں سلوک کرتا ہے۔ اس کی برائی کرنے پر یا اس کی اپنی تعریف کرنے پر صبر کرتا ہے اور یکساں برتاؤ رکھتا ہے۔

(14.25) خدا کہہ رہا ہے کہ (وہ جو) تینوں اوصاف کو چھوڑ دیتا ہے، ایسے شخص کے لئے عزت اور بے عزتی یکساں ہیں۔ دوست (اور) دشمن (سے) یا کسی دوسری جماعت سے وہ یکساں (برتاؤ کرتا ہے) (وہ) تمام (لغو) کام (بھی) چھوڑ دیتا ہے۔

(14.26) وہ جو (ایسی) عبادت کرتا ہے (جو) اسے مجھ سے جوڑ دے۔ اور شرک نہیں کرتا۔ میری بندگی اختیار کرتا ہے۔ وہ (بندہ) اوپر اٹھ جاتا ہے ان (تینوں) اوصاف سے۔ (وہ) خدا سے بہت قریب ہو جاتا ہے۔

(14.27) (خدا نے کہا کہ) میں نے ہی قائم کیا ہے اس کائنات کو، اور لافانی (جنت کو) جہاں موت نہیں، اور ہمیشہ قائم رہنے والے دین کو، (اور ہر جگہ) امن اور سلامتی کو، اور (میں ہی) اکیلا (اوّل) اور آخری خدا ہوں (میرے سوا کوئی معبود نہیں)۔

۱۵۔ادھیائے نمبر پندرہ
پُرشوتّم یوگ (سب سے بہترین شخصیت کا بیان)

ادھیائے کا خلاصہ: پچھلے ادھیائے کا خلاصہ یا سبق تھا کہ آتیت کے اوصاف اپناؤ۔ دوسرے لفظوں میں اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو۔ اب اس ادھیائے میں مرنے کے بعد کے سفر کی تیاری کی تعلیم ہے۔

شلوک نمبر۳:۱۵،۲:۱۵ کا مفہوم ہے کہ اس دنیا کو سمجھنا مشکل ہے۔ اس دنیا سے لگاؤ کو خدا کے ایمان کی مدد سے ختم کریں۔

شلوک نمبر۴:۱۵ کا مفہوم ہے کہ اس دنیاد کے علاوہ جو آخرت ہے اس کی تلاش کرنا چاہئے۔

شلوک نمبر۵:۱۵ کا مفہوم ہے کہ مومن کے اوصاف والا جنت کو حاصل کر سکتا ہے۔

شلوک نمبر۶:۱۵ میں جنت کے سماں کا بیان ہے۔

شلوک نمبر۷:۱۵ کا مفہوم ہے کہ انسان جس چیز کی وجہ سے زندہ ہے۔ یعنی روح، نفس اور تقدیر یہ سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جب چاہے جس کو موت دے دے۔ اس لئے خدا سے ڈرتے رہنا چاہئے۔

شلوک نمبر۱۱:۱۵۔۸:۱۵ میں آخرت میں پھر سے اٹھائے جانے کا بیان ہے۔

شلوک نمبر۱۵:۱۵۔۱۲:۱۵ تک خدا نے لوگ کے شرکیہ نظریات کو دور کرنے کے لئے تعلیم دی ہے۔ یعنی وہ جن کو پوجتے ہیں وہ سب اللہ کی قدرت ہی سے ہے۔

شلوک نمبر۱۷:۱۵۔۱۶:۱۵ میں خدا نے لوگوں کے اس غلط فہمی کو دور کیا ہے کہ روح خدا کا حصہ ہے اور آخر میں خدا میں سما جائیں گی۔

شلوک نمبر۱۹:۱۵۔۱۸:۱۵ میں خدا کی عظمت کا بیان ہے۔

<u>دنیا سے بے رغبتی کی تعلیم:۔</u>

(15.1) خدا نے الہام کیا کہ، (وہ) برگد کا درخت جسے لافانی کہا جاتا ہے (اس کی) جڑیں اوپر کی طرف (اور) شاخیں نیچے (کی طرف ہیں)۔ اس کی پتیاں ویدوں کی (آیات) منتر ہیں۔ (وہ) جو اس کو جانتا ہے وہ ویدوں (کی حقیقت) کو جاننے والا ہے۔

(15.2) اس کی (چھوٹی) شاخیں اوصاف (ہیں جو) اوپر اور نیچے (کی طرف) بڑھتی ہیں۔ (اس کی) کونپلیں (ٹہنیاں) نفس کو خوش کرنے والی چیزیں ہیں۔ (جو) نیچے (کی طرف) بڑھتی ہیں۔ اور (اس کی شاخوں سے نکلنے والی) جڑیں اعمال ہیں (جو) مسلسل بڑھتے رہتے ہیں۔ (اور) انسان (کو) دنیا (سے) باندھے رہتی ہیں۔

(15.3) یہ دنیا (ایک) برگد کے درخت (کی طرح ہے)۔ نہ (ہم) اس کی شکل کو (اور) نہ شروعات کو اور نہ اختتام کو اور نہ بنیاد کو (سمجھ سکتے ہیں)۔ مضبوطی سے توحید کے ہتھیار کو (پکڑ کر) اس درخت کی بہت ہی مضبوط جڑوں کو کاٹ دو۔

آخرت کا بیان:۔

(15.4) پھر اس (آخرت کے) مقام کو تلاش کرنا چاہئے۔ جہاں جاکر (کوئی بھی) (اس دنیا میں) واپس نہیں آتا، اور (جہاں جاکر) بلاشبہ اسے (اس) سب سے اوّل ذات (خدا) کی پناہ مل جاتی ہے۔ (یہ آخرت وہ مقام ہے) جس کی وجہ سے (اس) قدیم (دنیا کی) شروعات اور پھیلاؤ (وجود) ہے۔

جنت کا بیان:۔

(15.5) (جو) جھوٹی عزت (اور) لالچ کے بغیر (جیتا ہے اور) شرک کرنے (جیسی) غلطی (پر) فتح حاصل کرلی ہے۔ (جو صرف) روحانی (خدا کی عبادت میں) مسلسل (لگا رہتا ہے)، نفس پرستی سے رُکا ہوا ہے۔ (جو) راحت (اور) تکلیف جیسے ضدّین سے آزاد ہے (یعنی راحت اور تکلیف میں یکساں رہتا ہے۔) (ایسا) دانشمند عالم اس (جنّت کے) لافانی مقام کو پالیتا ہے۔

(15.6) وہ (جنّت) نہ سورج سے روشن ہے نہ ہی چاند سے (روشن ہے) (اور) نہ (ہی) آگ (سے)۔ (یہ وہ مقام ہے) جہاں (جاکر اس دنیا میں کوئی بھی) واپس نہیں آتا۔ وہ (جنّت کا) مقام (ہی) میرا سب سے اعلیٰ اور روحانی مقام ہے۔

زندگی کا فلسفہ:۔

(15.7) بے شک مخلوقات کی اس دنیا کی مخلوق میرے ہمیشہ قائم رہنے والے عنصر (نور سے) قائم ہیں۔ (اور یہ انسان) نفس (اور) چھ خواہشات (اور) تقدیر (کی وجہ سے تمام) کام کر رہا ہے۔

قیامت میں دوبارہ اٹھائے جانا:۔

(15.8) انسان جو جسم (مرتے وقت) چھوڑ جاتا ہے بے شک (قیامت کے دن) دوبارہ حاصل کرلیتا ہے۔ وہ (جسم) جو (نفس اور روح سے) دور ہو جاتی ہے، خدا (اسے) لاتا ہے (میدان محشر میں) اسی طرح جس طرح ہوا منتقل کرتی ہے خوشبو کو۔

(15.9) کان، آنکھ (اور) ان کا احساس، اور زبان

نوٹ 15.7: انسان کی چھ خواہشات کا ذکر سورۃ آل عمران کے آیت نمبر ۱۴ میں ہے جو اس طرح ہیں۔(۱) بیوی (۲) بیٹے (۳) سونے چاندی کے ڈھیر (۴) اچھی سواری (۵) چوپائے (۶) جائداد (زمین)۔

(ذائقہ)،سونگھنے(کی طاقت)،اورشعور۔بے شک یہ سب پھر سے زندہ (یکجا) ہوجاتے ہیں۔ (اس طرح انسان پھر سے)نفس کی پسندیدہ چیزوں سے لطف اندوز ہوسکتا ہے۔

(15.10) مرنے کے بعد (جسم کا آخرت میں دوبارہ)وجود میں آنا اور(اشیاء سے)لطف اندوز ہونا یا(مرے ہوئے جسم کا تعلق،) صلاحیتوں سے (دوبارہ) پیدا ہوجانا، (یہ تمام باتیں) بیوقوف اور جاہل کبھی نہیں سمجھ سکتے، (بلکہ انہیں صرف) علم کی آنکھیں رکھنے والے بابصیرت لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں۔

(15.11) اپنے آپ میں (غور کرنے والے،) خدا کے دین کو قائم کرنے کی جدو جہد کرنے والے، اورعبادت کی جدو جہد کرنے والے،ان سب (باتوں کو) سمجھ سکتے ہیں،مگر جولوگ اپنے آپ میں غورنہیں کرتے ، ایسے بے عقل لوگ، ان باتوں کونہیں سمجھ سکتے۔

<u>خدا کی عظمت کا بیان اورشرک کی نفی:۔</u>

(15.12) پوری دنیا کوروشن کرنے کے لئے سورج کے مقام سے جوروشنی ملتی ہے، جو(چاندنی) چاند سے ملتی ہے۔اور جوروشنی آگ (سے ملتی ہے)، وہ(تمام)روشنیوں کومجھ سے جانو۔

(یعنی جس سورج کواور یگیہ کے وقت جس آگ کو پوجا جاتا ہےاس میں روشنی میری دی ہوئی ہےاس لئے ان کوچھوڑ کر میری عبادت کرو۔)

(15.13) میں سیارے(زمین) میں داخل ہوکر مخلوقات کی حفاظت (کرتا ہوں) اور اپنی قدرت (طاقت) سے ان کی پرورش کرتا ہوں اورتمام جڑی بوٹیوں کوچاند بن کرزندگی کا رس عطا کرنے والی ذات میں ہوں۔

(یعنی جس زمین کولوگ دھرتی ماتا کہہ کر پوجتے ہیں اس سے ملنے والے تمام فائدے بھی میری وجہ سے ہیں اس لئے صرف میری عبادت کرو۔)

(15.14) مَیں جانداروں کے جسم میں ہضم کرنے والی حرارت بن کر رہتا ہوں، (اسی لیے) چاروں قسم کے اناجوں کواندر جانے والی اور باہر آنے والی سانس میں توازن رکھ کرہضم کرتا ہوں۔

(**نوٹ 15.14:** جیسے سورج کی روشنی میں سولار کیلکیو لیٹر(Solar Calculator) کام کرتا ہے۔ویسے ہی ساری کائنات خدا کے نور سے زندہ اورقائم ہے۔جیسے سولار کیلکیو لیٹر(Solar Calculator) کے اندر سورج نہیں ہوتا اسی طرح کسی کے اندر خدانہیں ہے۔خدانے کہا کہ،''میں ہضم کرنے والی حرارت کی شکل میں جسم میں رہتا ہوں''، یعنی ہضم کرنے والی حرارت میرے نور سے قائم ہے۔)

(یعنی جس اناج کو کھا کر مخلوق زندہ رہتی ہے اس اناج سے طاقت اور زندگی میں ہی عطا کرتا ہوں۔اس لئے اس طاقت کا استعمال میری عبادت کے لئے کرو۔)

(15.15) میں تمام (انسانوں کے) دلوں میں موجود ہوں۔ یادداشت (اور) علم اور بھلانے کی طاقت مجھ سے ہے۔ اور بلاشبہ ویدوں کو (نازل) کرنے والا اور ویدوں کو مکمل طور پر جاننے والا میں ہوں۔

(یعنی انسان میں علم حاصل کرنے اور یاد رکھنے کی طاقت میری دی ہوئی ہے۔ اس علم اور یادداشت کی مدد سے من گھڑت فلسفے بنا کر شرک کرنے کے بدلے میری ہی عبادت کرو۔)

روح خدا کا جز نہیں:۔

(15.16) بے شک دنیا میں یہ دو قسم کے عناصر ہیں۔ فانی (یعنی جسم) اور لافانی (یعنی روح) اور (خدا) کہہ رہا ہے کہ تمام فنا ہونے والے مخلوقات کو لافانی (روح) مضبوطی سے قائم رکھتی ہے۔

(15.17) بے شک (خدا) کہہ رہا کہ وہ خدا (ازخود) دوسروں سے اعلیٰ ہستی ہے (وہ) روح (سے بھی) اعلیٰ ہے۔ وہ لافانی ہے، تینوں عالم پر چھایا ہوا ہے۔ اور ان کی حفاظت کرتا ہے۔

(15.18) چونکہ میں فانی (جسم سے) پرے ہوں۔ اور لافانی (روح سے) بھی افضل ہوں اس لئے اس دنیا میں اور ویدوں میں سب سے اعلیٰ ہستی اور (وہ ذات ہوں جس کی) حمد بیان کی جاتی ہے۔

(یعنی خدا سب سے اعلیٰ ہستی ہے۔ اور روح سے بھی افضل ہے۔ اس لئے روح خدا کی ذات میں نہیں سمائے گی۔)

(15.19) اے بھارت (ارجن)! جو کسی شک کے بغیر مجھ کو سب سے اعلیٰ ہستی جانتا ہے، وہ تمام (حقائق) کو جاننے والا ہو جاتا ہے، (پھر وہ) ہر طرح سے صرف اور صرف میری ہی عبادت میں لگ جاتا ہے۔

(15.20) اے بھارت (ارجن) اس طرح یہ انتہائی مخفی (غیب کے) دینی علم میرے ذریعے (تمہیں) کہے گئے۔ اے بے گناہ (ارجن) ان (دینی علم کو) سمجھ کر (انسان) دانشمند ہو جاتا ہے اور (پھر) وہ اس عمل کو کرتا ہے، جو اسے کرنا چاہئے۔

۱۶۔ادھیائے نمبر سولہا
دَیواسُر سنپ دُوِی بھاگ یوگ (نیک اور شیطانی اوصاف کا بیان)

ادھیائے کا خلاصہ: اس مقدس کتاب میں اللہ تعالیٰ نے تفصیل سے اپنا تعارف کرایا ہے۔اس میں قیامت، جنت، جہنم اور آخرت کا بیان ہے۔مگر پھر بھی سماج میں بہت سے ایسے لوگ ہوتے ہیں جو ہمیشہ اس خوش فہمی میں رہتے ہیں کہ ہم تو بلکل پرفیکٹ ہیں اور یہ دینی تعلیمات کسی اور کے لئے ہوں گی۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے جو کہ رحمٰن اور رحیم ہے، اس ادھیائے میں نیک اور بد اوصاف کی ایک تفصیل بیان کردی ہے کہ انسان اس تفصیل کی روشنی میں اپنے اخلاق، عقیدے اور اعمال کو پرکھے اور اگر ایک بھی شیطانی وف اس میں ہو تو اس کی اصلاح کرلے۔

شلوک نمبر۳: ۱۶۔۱:۱۶ میں ان اوصاف کا بیان ہے جن سے جنت حاصل ہوتی ہے۔شلوک نمبر۲۰: ۱۶۔۴:۱۶ میں شیطانی اوصاف کا بیان ہے۔شلوک نمبر۲۳۔۲۱:۱۶ میں کہا گیا ہے کہ نفس امّارہ کے علاوہ نفس پرستی، غصہ، اور لالچ، یہ تین ایسے اوصاف ہیں جو ہر ایک میں پیدائشی ہوتے ہیں۔ان پر بھی کنٹرول رکھنا چاہئے۔

<u>خدا کے احکام پر عمل کر کے انسان میں پیدا ہونے والے اوصاف:۔</u>

(16.1) بے خوفی، جسم اور روح کی پاکیزگی، علم کی روشنی میں خدا سے قریب ہوجانا، (عبادت میں) مضبوطی سے قائم ہونا، صدقہ و خیرات دینا، خواہشات پر قابو اور خدا کی خشنودی کے لئے اعمال صالح کرنا، اور دینی مقدس کتابوں کا مطالعہ کرنا، مراقبہ یا خدا کی راہ میں سخت مشقت والی عبادت کرنا، سادگی اختیار کرنا۔

(16.2) تشدد ترک کرنا، سچ بولنا، غصے میں نہ آنا، (عیش و آرام کی زندگی کو) چھوڑ دینا، امن پسندی اختیار کرنا، غیبت سے بچنا، تمام مخلوقات پر رحم کرنا، لالچ و حرص سے دور رہنا، نرم مزاجی اختیار کرنا، باحیا رہنا، وعدہ نبھانا۔

(16.3) اچھی صحت حاصل کرنا، معاف کرنا، صبر و استقامت سے رہنا، پاک رہنا، حسد اور دشمنی سے دور رہنا، عزت و اکرام کی توقع نہ رکھنا۔اے بھارت (ارجن) یہ وہ سب اوصاف (ہیں) (جو) روحانیت یعنی ایمان یا توحید سے (انسانوں میں) پیدا ہوتے ہیں۔

<u>شیطانی اوصاف کا بیان:۔</u>

(16.4) (خدا نے الہام کیا کہ) اے پارتھ

(ارجن)! بے شک (وہ) اوصاف (جو) شیطان (کے اثر سے) پیدا ہوتے ہیں (وہ یہ ہیں) دھوکہ دہی، غرور (عنانیت) (Arogance)، گھمنڈ، غصہ اور سخت کلامی اور جہالت۔

(16.5) (میرا) فیصلہ یہ ہے کہ روحانی یا ایمانی اوصاف مغفرت کی طرف لے جاتے ہیں۔ (جبکہ) شیطانی (اوصاف) (خدا کی) پکڑ کی طرف لے جاتے ہیں۔ (لیکن) اے پانڈو (ارجن) تم فکر مت کرو (کیونکہ تم) روحانی اوصاف کے ساتھ پیدا کئے گئے ہو۔

(نوٹ: (موکش) یعنی خدا کی طرف سے معافی ملنا۔ اس لئے (وموکش) کا ترجمہ ہم نے مغفرت کی طرف لے جانا ایسا لکھا ہے۔)

(16.6) بلاشبہ اس دنیا میں انسانوں کے اندر دو قسم کے اوصاف ہیں۔ روحانی اور شیطانی۔ روحانی اوصاف کو اے پارتھ (ارجن) (تمہیں) تفصیل سے بتایا گیا ہے۔ (اب) شیطانی اوصاف کے بارے میں مجھ سے سنو۔

(16.7) شیطانی اوصاف کے لوگ (یہ) نہیں جانتے کہ اعلیٰ اخلاق اور اخلاقی گراوٹ کیا ہے۔ اور (جسم و نفس کی) پاکی (کو بھی) نہیں جانتے، اور (ان کے) اچھے کردار (بھی) نہیں (ہوتے ہیں) اور نا ہی ان میں سچائی ہوتی ہے۔

(16.8) وہ کہتے ہیں اس دنیا (کی) تخلیق بغیر مقصد کے ہے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ نہ اس کی کوئی بنیاد ہے۔ نہ کوئی خدا ہے۔ (اور) زندگی کا مقصد نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے سوا اور کیا ہے؟

(16.9) ایسا تباہ کن نظریہ از خود اپناتے ہیں یہ بے وقوف لوگ۔ (اور ایک) دشمن (کی طرح) یہ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، اور ایسے ظالمانہ کام کرتے ہیں، (جو) دنیا (کو) تباہ کردیں۔

(16.10) کبھی پوری نہ ہونے والی خواہشات کے سہارے منافقت، دجل و فریب جھوٹی عزت و شہرت میں ڈوبے ہوئے، ناپاک عزائم کو اپناتے ہوئے عارضی اور دنیاوی چیزوں میں یہ ترقی کرتے ہیں۔

(16.11) (شیطانی اوصاف کے یہ لوگ) خواہشات کو پورا کرنا (یہی زندگی کا) سب سے بڑا (مقصد) اپناتے ہیں۔ ''ابھی تو میرے پاس صرف اتنا ہی ہے'' (اور مجھے بہت کچھ حاصل کرنا ہے۔) (اس طرح کا ان کا) مضبوط (نظریہ ہوتا ہے) اور (پھر) زندگی کے آخر تک لامحدود فکر میں گھرے رہتے ہیں۔

(16.12) (شیطانی اوصاف کے یہ لوگ) سیکڑوں امیدوں کے جال میں پھنسے رہتے ہیں۔ (ان کے ذہن پر) ہمیشہ نفسانی خواہشات اور غصہ (سوار رہتا ہے۔) وہ غیر قانونی طور سے دولت جمع کرنے (اور) نفسانی خواہشات کے مزے لینے

کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔

(16.13) (شیطانی اوصاف کے حامل انسان کا نظریہ یہ ہوتا ہے کہ) آج یہ جو کچھ بھی مجھے حاصل ہے (وہ) میرے (بل بوتے پر ہے) (میرے) اس ذہن دماغ اور کوششوں سے ہے۔ یہ (جو کچھ) ہے وہ میرا ہے، مستقبل میں یہ دولت دوبارہ اور بھی (زیادہ ہوگی)۔

(16.14) (شیطانی اوصاف کے لوگ سوچتے ہیں کہ) وہ دشمن میرے ذریعے ہی مارا گیا ہے اور دوسروں کو بھی میں ہی قتل کروں گا۔ میں سب سے بڑا ہوں۔ میں لطف اندوز ہو رہا ہوں، اور (میں) ہر طرح سے صحیح (Perfect) طاقتور (اور) خوشحال ہوں۔

(16.15) جہالت سے گمراہ ہو کر (وہ) اس طرح (سوچتا ہے کہ) (میں) دولت مند رشتہ داروں (اور اقارب) سے (گھرا ہوں) ہوں۔ میرے ذریعے ہی (بڑے بڑے) خدا کی خوشنودی کے کام انجام دیئے جاتے ہیں۔ (میں بڑے پیمانے پر) صدقہ وخیرات دینے والا ہوں۔ میں مسرور، مست اور شادماں رہنے والا ہوں۔ (اب بتاؤ کہ) میرے برابر دوسرا کون ہے؟

(16.16) بے شمار فکر (اور) الجھن (اور) بھرم (کے) جال میں پھنسے ہوئے، نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے عادی (مرنے کے بعد) ناپاک جہنم (میں) اتر جاتے ہیں۔

(16.17) (شیطانی اوصاف کے لوگ) اپنے غلط عقائد کو صحیح سمجھتے ہیں۔ ان کی عبادتیں دولت، عزت اور شہرت (کی نمائش)، غرور، بے شرمی اور ڈھٹائی سے بھری ہوتی ہے۔ یہ (لوگ) نام اور دکھاوے کے لئے عبادتوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ وہ بھی دینی شرائط اور اصولوں کا خیال نہ رکھتے ہوئے۔

(16.18) گھمنڈ، طاقت، غرور، نفسانی خواہشات (اور) غصے (میں) ڈوبے ہوئے (یہ لوگ) میں (خدا) جو روح (اور) جسم سے پرے ہوں (مجھ سے) حسد (بغض) کرتے ہیں (اور) تنقید کرتے ہیں۔

<u>شیطانی اوصاف کے لوگوں کے انجام کا بیان ہے:۔</u>

(16.19) میں (ان) قابل نفرت، ظالم اور انسانوں میں سب سے نیچ لوگوں کو ہمیشہ کے لئے

نوٹ **16.13:** قرآن کریم میں قارون کا بیان اس طرح ہے، ''اس کی قوم نے کہا اترائے مت، کہ خدا اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جو مال تم کو خدا نے عطا فرمایا ہے اس سے آخرت کی بھلائی طلب کیجئے اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھلائے اور جیسی خدا نے تم سے بھلائی کی ہے ویسی تم بھی لوگوں سے کرو۔ اور ملک میں طالب فساد نہ ہو۔ کیونکہ خدا فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ۔ (قارون بولا) کہ یہ مال مجھے میری دانش کے زور پر ملا ہے۔'' (سورۃ القصص ۷۶۔۷۸)

گندی دنیا (جہاں) شیاطین کی نسلیں رکھی جاتی ہیں۔ پھینک دیتا ہوں۔ (یعنی جہنم میں داخل کر دیتا ہوں۔)

(16.20) بے وقوف لوگ شیاطین کی نسلوں (کے درمیان) ہر موت کے بعد زندگی پاتے ہیں۔(اور) جہنم کے بلکل نچلے درجہ تک چلے جاتے ہیں۔اس طرح بے شک اے کنتی کے بیٹے (ارجن) (یہ) مجھے کبھی حاصل نہیں کر سکتے۔

(ایمان والا جہنم میں سزا کی وجہ سے ہونے والی کچھ موت اور نئی زندگی کے بعد سزا پوری کر کے جنت حاصل کر لیتا ہے۔ مگر یہ لوگ موت در موت یا جتنے بار بھی نئی زندگی ملے جہنم میں شیاطین کے درمیان ہی رہتے ہیں۔)

(16.21) تین قسم کے جذبات (یاemotion) انسان کے لئے تباہ کن ہیں (وہ ہیں۔) نفس پرستی، لالچ، اور غصہ۔ یہ (اوصاف) جہنم (کے) دروازے بھی ہیں۔ اس لئے ان تینوں (اوصاف کو) چھوڑ دینا چاہئے۔

(نفس امارہ، لوامہ اور مطمئنہ کے علاوہ انسان کی بنیادی خصلت میں غصہ، لالچ اور نفس پرستی ہے۔ اس لئے نفس امارہ اور لوامہ کے شر سے بچنے کے علاوہ ان تینوں سے بھی باخبر رہنا چاہئے۔)

(16.22) اے کنتی کے بیٹے جو انسان ان تینوں سے نجات پا لیتا ہے۔(جو کہ) جہالت کے دروازے ہیں اور اپنے اخلاق کو بلند کرتا ہے۔ وہ خدا کی پناہ (حاصل کر لیتا ہے) اس طرح (وہ) سب سے اعلیٰ منزلِ حیات (یعنی جنت) حاصل کر لیتا ہے۔

(16.23) جو (شخص) نفسانی خواہشات کے مطابق کام کرتا ہے۔ دینی قوانین اور احکامات کو چھوڑ دیتا ہے۔ وہ نہ (زندگی میں) سکون (پاتا ہے) (اور) نہ سب سے اعلیٰ منزلِ حیات (یعنی جنت) حاصل کرتا ہے۔

(16.24) اس لئے تمہارے فرائض کیا ہیں۔اور کیا کام آپ کو نہیں کرنا ہے۔اس کا فیصلہ کرنے کے لئے (یا اپنانے کے لئے) دینی تعلیم ہی تمہارا معیار ہونا چاہئے۔(اس لئے) دینی علم حاصل کرو۔ دینی قوانین (کو سمجھو)۔ دینی احکامات (کو جانو)۔ (اور) اس دنیا میں (انھیں کے) مطابق اپنے فرض کو انجام دو۔

نوٹ **16.21**: حضرت انسؓ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”تین چیزیں برباد کرنے والی ہیں۔(۱) لالچ اور کنجوسی کو اپنانا (۲) خواہشات پر چلنا (۳) اپنے آپ کو دوسروں سے اچھا سمجھنا“ (طبرانی اوسط ۵۴۵۲)
حضرت عطیہؓ فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”بے شک غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔“ (ابوداؤد ۴۷۸۴)

۱۷۔ادھیائے نمبر سترہ
شردھاّ تریہ وِبھاگ یوگ (تین طرح کے نفس والوں کے اعمال کا بیان)

ادھیائے کا خلاصہ: اس باب میں بھی عقیدوں کو صحیح کرنے اور اپنے آپ کو پہچاننے کا بیان ہے۔

(۱) کچھ لوگ ایک خدا کو مانتے ہیں اور اپنے طور پر عبادتیں کرتے ہیں۔لیکن آسمانی کتاب کو نہیں مانتے ایسے لوگوں کو شلوک نمبر ۶:۱۷ میں شیطان کہا گیا ہے۔

(۲) آخرت میں کامیابی کے لئے متقی اور پرہیزگار ہونا ضروری ہے۔مگر ہر انسان اپنے آپ کو متقی اور پرہیزگار سمجھتا ہے۔ انسان کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے خدا نے اس ادھیائے میں تینوں قسم کے اوصاف کے لوگوں کے پسند کے کھانے اور عبادت کرنے کا طریقہ بیان کیا ہے۔اس تفصیل سے لوگ اپنی پسند کو نظر میں رکھتے ہوئے اپنے اوصاف کو پہچان سکتے ہیں۔

(۳) اسی طرح لوگ مجاہدہ کرتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں۔تینوں اوصاف کے لوگ کس طرح مجاہدہ کرتے اور صدقہ دیتے ہیں اس کا بیان بھی اس باب میں ہے۔لوگ اپنے نظریے سے اپنے آپ کو پہچان کر سدھار لا سکتے ہیں۔

(۴) آخر میں خدا کے تین ناموں کا ذکر ہے وہ ہے، اوم، وہ (ھو)، اور حق۔وہ نام عربی میں ''ھو'' کی طرح ہے۔اور قرآن میں سورۃ الحشر آیت نمبر ۲۱ میں اس کا بیان ہے۔

<u>شیطان کون؟:۔</u>

(17.1) ارجن نے کہا، وہ جو مذہبی اصولوں کو چھوڑ دیتا ہے، لیکن خدا کی عبادت پوری عقیدت کے ساتھ کرتا ہے۔اے کرشن ان کے ایمان کی کیا حقیقت ہے۔(کیا وہ) نیکی کے اوصاف (والے ہیں)، یا مسلسل جدوجہد کے اوصاف، یا گمراہی کے اوصاف (والے ہیں)۔

(17.2) خدا نے الہام کیا کہ۔(جس طرح) تین اوصاف (نیکی، مسلسل جدوجہد اور گمراہی) جسم والے (انسان میں) پیدا کئے گئے ہیں، (اسی طرح) ایک خدا پر ایمان (کا عقیدہ) پیدائش ہی سے (انسان کی بنیادی) صفت میں ہے۔سنو (اور اچھی طرح جان لو کہ جس طرح) نیکی کے اوصاف، مسلسل جدوجہد کے اوصاف اور گمراہی کے اوصاف (انسان میں ہیں۔) بے شک وہ (خدا پر ایمان کا عقیدہ بھی) اسی طرح انسان میں بنیادی (پیدائشی صفت ہے)۔

(17.3) اے بھارت (ارجن) عام لوگوں میں

خدا پر (پیدائشی) ایمان، نیکی کی صفت کی طرح ہی ہوتا ہے۔ (مگر) جو انسان جس قسم کے عقیدے (کے ساتھ) اس دنیا میں (زندگی گزارتا ہے) وہ بے شک اسی عقیدے (کے ساتھ ہوتا ہے) (جب) وہ (مرتا ہے)۔

(17.4) نیکی کی صفت والے خدا (کی) عبادت کرتے ہیں۔ مسلسل جدوجہد کی صفت والے فرشتوں اور شیاطین (کی عبادت کرتے ہیں۔) گمراہی کی صفت کے لوگ (مرے ہوئے لوگوں کی) روحوں کی، بھوتوں کی، اور دوسروں کی عبادت کرتے ہیں۔

(آپ جس کی عبادت کرتے ہیں اس ہستی سے آپ اپنے نفس کو پہچان سکتے ہیں کہ آپ کا نفس کس صفت کا ہے۔)

(17.5) نفاق، گھمنڈ، نفس پرستی میں ملوث، غصہ اور طاقت سے مغلوب ہوکر وہ جو دینی اصولوں کے خلاف (زندگی گزارتے ہیں)، (وہ خدا کی راہ میں) جدوجہد کرنے والے لوگوں کو ہولناک اذیتیں دیتے ہیں۔

(17.6) بے شک تمام مخلوقات کی انواع کے اجسام کو تخلیق کرکے انھیں قائم رکھنے والے اور جسموں کے اندر (دل میں) مجھے عظیم نہ دکھائی دینے والے (خدا کے نور کو یہ لوگوں کے دلوں سے) نکال دینا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں کو یقینی طور پر شیطان سمجھو۔

(نوٹ: شلوک نمبر ۱:۱۷ میں پوچھے گئے سوال کا اس ۶:۱۷ اشلوک میں جواب ہے کہ جو لوگ آسمانی کتابوں کو نہیں مانتے وہ چاہے جتنی عبادت کریں وہ شیطان ہی ہیں۔)

<u>مختلف اوصاف کے لوگوں کی پسندیدہ غذائیں:۔</u>

(17.7) بے شک تمام انسانوں کی پسندیدہ غذائیں، عبادتیں، سخت جدوجہد (مجاہدہ) اور خیرات بھی تین قسم کی ہوتی ہے۔ ان تمام کے اس فرق کو (مجھ سے) سنو۔

(17.8) نیک لوگوں کی پسندیدہ غذائیں رسیلی، روغنی، ٹکاؤ (زیادہ دیر تک طاقت دینے والی ہوتی ہیں۔) (جو کہ) عمر، نیک صفت، طاقت، صحت، دل اور دماغ (کو) خوشی (اور) اطمینان (میں) اضافہ کرتی ہیں۔

(17.9) مسلسل جدوجہد (کرنے والوں کی) مرغوب غذائیں کڑوی، کھٹی، نمکین، انتہائی گرم، چٹپٹی، روکھی، خشک، جلن کرنے والی ہوتی ہیں۔ (جو کہ) تکلیف ومصائب، غم و بے چینی (اور) بیماریاں پیدا کرتی ہیں۔

(17.10) گمراہ لوگوں کی پسندیدہ غذائیں یہ ہیں، باسی کھانا، بے ذائقہ، بدبودار، سڑا ہوا، اور وہ جو کسی کا چھوڑ دیا ہوا (جھوٹا)، اور ناپاک (کھانا) بھی۔

(نوٹ: اپنی پسند کے کھانے پر غور کرکے انسان کو اپنی

فطرت اور اوصاف کو پہچاننے کی کوشش کرنا چاہئے اور نیکی کی صفت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔)

اعمال کی قسمیں:۔

(17.11) جو نیک اعمال بغیر اجر کے توقع کے (خالص اخلاص کے ساتھ)، دینی قوانین کے مطابق، اپنا فرض سمجھ کر، ذہن کو یکسو کر کے کیے جاتے ہیں۔ اس طرح (جو بھی نیک اعمال کئے جاتے ہیں۔) بے شک وہ نیکی کی صفت سے تحریک پانے والے اعمال ہوتے ہیں۔

(17.12) اے بھارت میں اعلیٰ (ارجن) جو اعمالِ صالح اجر (کی) خواہش رکھتے ہوئے، ریا کاری اور لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے، کسی (دنیاوی) فائدے کے لئے ہی (انجام دئے جاتے ہیں)، (تم) ان اعمالِ صالح کو بلاشبہ مسلسل جدوجہد کی صفت سے تحریک پانے والے اعمال سمجھو۔

(17.13) وہ عبادتیں (جو) دینی قوانین کے بغیر، (ضرورت مندوں کو) کھانا کھلائے بغیر، (مذہبی کتابوں کے) منتر پڑھے بغیر، (اور صحیح) عقیدے کے بغیر (کئے جاتے ہیں)، (ایسے اعمال) گمراہی کی صفت سے مانے جاتے ہیں۔

(نوٹ: انسان اپنی عبادت پر غور کرے اور اپنے رجحان کے ذریعے اپنی صفت کو پہچاننے کی کوشش کرے اور نیکی کی صفت اپنانے کی کوشش کرے۔)

جسم، زبان اور قلب کا مجاہدہ:۔

(17.14) خدا کہہ رہا ہے کہ، خدا، برہمن، استاد، علماء (کا) احترام کرنا۔ پاک صاف، سادگی کے ساتھ خدا کے احکام کے مطابق زندگی گزارنا۔ تشدّد سے دور رہنا، (یہ) جسم (کی) مشقت (یا مجاہدہ) ہے۔

(17.15) خدا کہہ رہا ہے کہ، وہ جملے (جو) نفرت ودشمنی نہ پھیلانے والے ہیں۔ سچے ہیں، محبت آمیز ہیں۔ لوگوں کی بھلائی والے ہیں۔ اور جو (ویدوں میں) غور فکر اور مطالعہ (سے پیدا ہوتی ہیں)، بلاشبہ (ایسے جملے بولنا یہ) زبان کا مجاہدہ ہے۔

(**نوٹ 17.14:** نالندہ شبد ساگر کوش کے مطابق (ri) تپ کے مندرجہ ذیل مفہوم ہیں۔

(۱) ایسا عہد (Resolution) عزم (Determination) اور جسمانی عمل جو مذہبی قوانین کے مطابق ہو اور جو جسم کے لئے مشقت والا ہو۔ اور ان کا مقصد اپنے روح، نفس اور جسم کو نفسانی لطف اندوزی سے بچانا ہو۔

(۲) تپ کا دوسرا مفہوم ہے کہ اپنے جسم اور اعضاء کو قابو میں رکھیں۔

(17.16) خدا کہہ رہا ہے کہ، دل میں رحم دلی کا ہونا، نرم مزاج ہونا، خاموش رہنا، نفس پر قابو رکھنا، اپنی فطرت کو پاکیزہ کرنا، اس طرح یہ تمام قلب اور نفس کا مجاہدہ ہے۔

اوصاف کے مطابق مجاہدے میں تبدیلی:۔

(17.17) خدا کہہ رہا ہے کہ، ایک روحانی خدا پر ایمان رکھنے والے انسان تین قسم کی جدوجہد (مجاہدہ) کرتے ہیں۔اخلاص کے ساتھ عمل، (خدا کے سوا) کسی سے کوئی توقع نہ رکھنا، ہمیشہ خدا کی یاد میں غرق رہنا۔یہ تمام نیکی کی صفت (سے تحریک پانے والے جدوجہد میں۔)

(17.18) خدا کہہ رہا ہے کہ، (اگر کوئی ایمان والا) عزت پانے، احترام پانے، لوگوں کو دکھانے کے لئے، یا دنیاوی فائدے کے لئے جو بھی جدوجہد کرتا ہے۔ اسے مسلسل جدوجہد والی صفت سے سمجھو۔بلاشبہ (اس سے) دنیا میں بدامنی پیدا ہوتی ہے۔اور یہ اعمال مٹ جانے والے ہیں۔

(17.19) جہالت و نادانی اپناتے ہوئے، اپنے آپ کو اذیت و تکلیف میں ڈالتے ہوئے، یا دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لئے جو بھی جدوجہد یا مجاہدا یا جہاد کیا جاتا ہے وہ جہالت کی صفت سے تحریک پاتے ہیں ایسا کہا جائے گا۔

(نوٹ: جو ایمان والے ہیں اور نیک عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں یعنی مجاہدہ کرتے ہیں انھیں بھی اپنے اعمال پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔اعمال میں اخلاص نہیں ہے اور اگر آسانی کا راستہ چھوڑ کر مشکل راستہ اپنایا ہے تو یہ دونوں صحیح راستے نہیں ہیں۔نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ امت کے لئے آسان راستہ پسند کیا ہے اور اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔)

اگلے تین شلوکوں میں اپنے صدقہ دینے کے نظریے کے ذریعے اپنے آپ کو پہنچانے کی تعلیم دی گئی ہے۔

صدقے کی قسمیں:۔

(17.20) خدا تمہیں یاد دلا رہا ہے کہ، صدقہ و خیرات جو دیا جائے (وہ) دینے کے لائق ہو (یعنی بے کار غیر ضروری چیز نہ ہو)۔(ایسے کو دیا جائے) جو بدلا نہیں دے سکتا۔صحیح جگہ پر دیا جائے۔صحیح وقت پر دیا جائے، اور مستحق شخص کو دیا جائے۔ اس طرح جو (صدقہ دیا جاتا ہے) وہ صدقہ نیکی کی صفت سے تحریک پانے والا سمجھو۔

(17.21) لیکن خدا تمہیں یہ بھی یاد دلا رہا ہے کہ جو (صدقہ) واپسی کی توقع رکھتے ہوئے، احسان جتاتے ہوئے، اور اپنے فائدے کے لئے، (لوگوں سے) دوبارہ اجر (ملنے کے) مقصد سے یا پچھتاتے ہوئے دیا جائے، وہ صدقہ مسلسل جدوجہد کرنے والی صفت سے تحریک پانے والا ہے۔

(17.22) خدا کہہ رہا ہے کہ غلط جگہ، غلط وقت پر، غیر مستحق شخص کو، غلط کام کے لئے اور بے عزتی کرتے

ہوئے جو صدقہ دیا جاتا ہے وہ گمراہی کی صفت (سے تحریک پانے والا صدقہ ہے۔)

خدا کے تین ناموں کا بیان:۔

(17.23) کائنات کی شروعات میں ہی خدا نے برہمن (دینی علم رکھنے والے لوگوں کو) ہدایت دیا تھا کہ (خدا کے) تین ناموں سے (جو کہ) اوم، حق، وہ (ھو) ہے (خدا کو) یاد کیا کرو۔ اس طرح ان (ناموں سے برہمن) عبادتوں اور ویدوں کی تعلیم کا نظم کرتے تھے۔

(17.24) اس لئے (خدا کی) کہی ہوئی ان آیات کے مطابق ایک خدا کی عبادت کرنے والے عبادت، صدقے، خدا کی راہ میں کی جانے والی جدوجہد (کی) شروعات میں ہمیشہ اوم کہتے ہیں۔

(17.25) مغفرت چاہنے والے مختلف قسم کے (اعمال صالح) انجام دیتے ہیں۔ (جیسے کہ) (کسی سے نیک اعمال کے) اجر کی توقع نہ رکھتے ہوئے عبادتیں، مجاہدے کے اعمال اور صدقے دینے کے اعمال (کو کرنا) (اس طرح) وہ (خدا کے) (ھو) نام کو یاد کرتے ہیں یا دُہراتے ہیں۔

(17.26) اے پارتھ (ارجن) حق یہ لفظ کہا جاتا ہے خدا کے لافانی والی صفت (حق) کو یاد کرنے کے مقصد سے۔ اور نیک (مبارک) صفت کے لئے بھی اور اسی طرح یہ (لفظ) استعمال ہوتا ہے ان اعمال کے لئے جو خدا کو خوش کرنے کے لئے کئے جاتے ہیں۔

(17.27) عبادتیں، مجاہدہ، صدقہ و خیرات، اور خدا کی عبادت میں جم جانا، یہ سب بھی حق کہلاتے ہیں۔ اور بے شک وہ اعمال جو ان (مبارک) مقاصد کے لئے کئے جائیں بے شک وہ بھی حق ظاہر کرتے ہیں۔

(نوٹ: یعنی شروعات میں انسان کو خدا کے تین نام بتائے گئے تھے۔(۱) اوم (۲) وہ (۳) حق۔

اوم۔ بندہ خدا کے اس نام سے ہر کام شروع کرتا تھا۔

وہ (ھو)۔ خدا ہر جگہ موجود ہے اور ہر چیز کا خالق اور مالک ہے۔ خدا کی اس صفت کو یاد کرتے ہوئے بندہ سارے اچھے اعمال کرتا تھا۔ یعنی اپنے عمل سے خدا کے اس (ھو) نام کو یاد کرتا تھا۔

حق۔ خدا کا یہ نام خدا کے لافانی وجود کو ظاہر کرتا ہے۔ نیکی بھی خدا کے لئے کی جاتی ہے جسے خدا باقی رکھتا ہے اور آخرت میں اس کا اجر دیگا۔ نیکی کی نیت اور نیکی کی نیت سے کئے گئے اعمال سے بندہ اللہ کے حق نام کو یاد کرتا ہے۔

۱۸۔ادھیائے نمبر اٹھارہ
موکش سنیاس یوگ (ترک دنیا اور مغفرت کا بیان)

ادھیائے کا خلاصہ:

(۱) شلوک نمبر۱:۱۸سے۱۸:۳میں سنیاس اور تیاگ کا بیان ہے۔سنیاس کی ہندو مذہب میں بہت اہمیت ہے۔مگر اس شلوک میں تیاگ کو اہم کہا گیا ہے۔تیاگ یعنی قوم کی بے لوث خدمت۔

(۲) شلوک نمبر۴:۱۸سے۱۸:۶میں کہا گیا ہے کہ اعمال صالح، جدوجہد یا جہاد اور صدقہ یا زکوٰۃ یہ فرض ہیں۔انھیں چھوڑا نہیں جا سکتا۔اس لئے ارجن کو جہاد کرنا ہی چاہئے۔

(۳) ارجن کشمکش میں تھا کہ جنگ کروں یا نہ کروں۔تو شلوک نمبر۱۳:۱۸سے۱۸:۱۸میں وہ معیار بیان کئے گئے جن کے مطابق انسان کا کوئی عمل صحیح ہے یا غلط یہ پرکھا جا سکے۔

(۴) شلوک نمبر۲۰:۱۸سے۱۸:۲۲میں اس علم کا بیان ہے جس کے ذریعے ارجن یقین کرے کہ اس کا علم نیکی کی صفت والا ہے۔اس لئے اسے اس پر عمل کرنا چاہئے۔

(۵) شلوک نمبر۲۳:۱۸سے۱۸:۲۵میں اعمال کو پرکھنے کا معیار بتایا گیا ہے کہ ارجن سمجھ لے کہ اس کا عمل صالح اور نیکی کی صفت سے تحریک پانے والا مانا جائے گا۔

(۶) شلوک نمبر۲۹:۱۸سے۱۸:۳۴تک سمجھ اور عزم کی قسموں کا بیان ہے کہ انسان اس بات کا یقین کرلے کہ اس کی سمجھ اور عزم (مضبوط ارادے) نیکی کی صفت والا ہے۔

(۷) شلوک نمبر۳۶:۱۸سے۱۸:۴۰ میں سکون کا بیان ہے۔یعنی نفس کی پسندیدہ باتوں پر عمل کرکے سکون نہیں ملتا بلکہ دین کے مطابق عمل کرکے ملتا ہے۔(یعنی اگر کوئی نفس کی خواہش کے مطابق جنگ نہیں کرے گا تو سکون ہوگا یہ سوچنا غلط ہے۔)

(۸) شلوک نمبر۴۱:۱۸سے۱۸:۴۸میں اس بات کا بیان ہے کہ خدا نے ہر انسان کو ایک فطرت کے ساتھ اور کسی مقصد سے پیدا کیا ہے۔اپنے اندر خامی ہونے کے باوجود انسان اگر اپنی فطرت کے مطابق عمل کرے گا تو ہی کامیاب ہوگا۔(ارجن کے لئے اس میں یہ نصیحت ہے کہ جب اسے خدا نے مجاہدانہ فطرت کے ساتھ پیدا کیا ہے تو جہاد ہی میں اس کی کامیابی ہے۔)

(۹) شلوک نمبر۵۲:۱۸سے۱۸:۵۵میں وہ اعمال بتائے گئے ہیں جن کو کرنے سے انسان کو خدا کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

(۱۰) شلوک نمبر۵۶:۱۸سے۱۸:۶۲میں خاص تعلیم اس بات کی ہے کہ انسان صرف خدا کی رحمت ہی سے کامیاب ہوگا۔یہ تعلیم وہی ہے جو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ’’بندہ اس وقت تک کامیاب نہ ہوگا جب اللہ تعالیٰ کی رحمت اسے ڈھانپ نہ لے۔‘‘

(۱۱) نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہو کامیاب ہو جاؤ گے۔شلوک نمبر ۱۸:۶۶ میں یہی تعلیم ہے کہ تمام مذاہب اور عبادتوں کو چھوڑ کر ایک خدا کی پناہ میں آجاؤ وہ تمہارے تمام گناہ معاف کر دے گا۔

(۱۲) شلوک نمبر ۱۸:۶۸ سے ۱۸:۷۱ تک دعوت اور داعی کی اہمیت کا بیان ہے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''جسے ایک آیت کا بھی علم ہو وہ دوسروں تک پہنچا دے۔'' اسی بات کو دوسرے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

(۱۳) آخر میں ارجن جنگ یا جہاد کے لئے راضی ہو جاتا ہے۔بھاگوت گیتا کے آخر کے شلوک میں شری کرشن کو نام کے ساتھ یوگیشور کہا گیا ہے۔یوگ کے ایک معنی ہے دُوت یا پیغمبر اور ایشور یعنی خدا اسی طرح کرشن کو اس کتاب میں خدا کا پیغام پہنچانے والا یا پیغمبر کہا گیا ہے۔

سنیاس اور تیاگ کا فرق:۔

(18.1) ارجن نے سوال کیا، اے قوی بازو والے (کرشن)، اے رشی کیش (اور)، اے کیشی کو شکست دینے والے کرشن، سنیاس کی حقیقت کو اور تیاگ کو الگ الگ جاننے کا خواہشمند ہوں۔

(18.2) خدا نے الہام کیا کہ نفسانی خواہشات والے اعمال کو چھوڑ دینے کو علماء سنیاس سمجھتے ہیں۔تمام اعمال کے اجر کو چھوڑ دینے کو دانشمند لوگ تیاگ کہتے ہیں۔

(18.3) اسی طرح اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ (ہر) ایک عمل کو کرنا غلطی کرنا ہے۔(اس لئے ہر عمل کو) ترک کر دینا چاہیئے۔(مگر) علماء اس طرح (کہتے ہیں کہ) اعمالِ صالح، صدقہ و زکوٰۃ، خدا کی راہ میں جدوجہد یا جہاد کرنا (جیسے) اعمال کو کبھی نہیں ترک کرنا چاہیئے۔

تیاگ کی اہمیت:۔

(18.4) اے بھارت میں افضل (ارجن) اب اعمال کے پھل سے لطف اندوز ہونے کی چاہ کو چھوڑ دینا (یعنی تیاگ) کے متعلق میرا (یعنی خدا کا) فیصلہ سنو۔اے انسانوں میں شیر، بے شک تین قسم کے تیاگ (میرے ذریعے) بتائے گئے ہیں۔

(18.5) اعمالِ صالح، (خدا کی راہ میں) جدوجہد یا جہاد، صدقہ و زکوٰۃ جیسے اعمال کو (کبھی بھی) ترک نہیں کرنا چاہیئے۔بے شک یہ (اعمال) فرض ہیں۔اعمالِ صالح، (خدا کی راہ میں) جدوجہد یا جہاد، صدقہ، زکوٰۃ، بے شک مومنوں کو پاک کرنے والے ہیں۔

(18.6) لیکن اے پارتھ! (مندرجہ بالا) اعمال (کو انجام دینے کے ساتھ ساتھ) شرک (اور) ان تمام (اعمال) کے اجر (کی خواہش کو بھی) چھوڑ دینا چاہیئے۔(اور ان تمام اعمال صالح

کو) فرض سمجھنا چاہئے۔اس طرح یہ میری ہدایات ہیں اور سب سے اعلیٰ فیصلہ ہے۔

(18.7) بے شک وہ اعمال(یعنی اعمالِ صالح ، زکوٰۃ اور جدوجہد)(جسے خدا نے) فرض کیا ہے۔ (وہ) چھوڑ دینے کے لائق نہیں ہیں۔(اگر کوئی کسی) مغالطے یا بھرم (کی وجہ سے)انھیں چھوڑ دیتا ہے(تو وہ) گمراہی کی صفت والا کہا جائے گا۔

(18.8) بے شک جو اعمال جسمانی مشقت (یا) تکلیف وغیرہ کے ڈر سے ترک کئے جاتے ہیں۔وہ تیاگ مسلسل جدوجہد کی صفت کی وجہ سے (سمجھا جائے گا)اس طرح کے تیاگ کا اجر نہیں ملتا۔

(نوٹ: مثال کے طور پر اگر کوئی موٹاپے سے بچنے کے لئے روغن اور میٹھا کھانا چھوڑ دے تو یہ اس کی سادگی اور قناعت پسندی نہیں مانی جائے گی اور نہ اس کا کوئی ثواب ملے گا۔)

(18.9) اے ارجن! جو اعمال اس طرح کئے جاتے ہیں، کہ وہ مذہبی قانون کے مطابق ہوتے ہیں،فرض سمجھ کر کئے جاتے ہیں، شرک کو اور اجر کی امید کو ترک کر کے کئے جاتے ہیں،(تب) بے شک وہ تیاگ اور نیکی کی صفت کی وجہ سے ہیں۔ یہ میرا فیصلہ ہے۔

(18.10) (صالح)اعمال کو کرتے وقت نہ نفرت کرو مشکل کام سے،(اور) نہ خواہش کرو آسان کام کی۔(جو) مخلص بندہ نیک (اعمال کرنے میں) لگا رہتا ہے(وہ) دانشمند ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

(18.11) بے شک یہ ممکن نہیں ہے کہ جسم والی مخلوق (یعنی انسان کے لئے کہ)اعمال کو پوری طرح ترک کر دے۔پھر بھی وہ جو (اپنے) اعمال کے اجر (کے ملنے کی خواہش کو) ترک کر دے (یعنی ہمیشہ بے لوث کام کرے)وہ بے شک تیاگی کہا جائے گا۔

(18.12) جو لوگ بے لوث کام نہیں کرتے (ان کے لئے) مرنے کے بعد تین قسم کے اجر ہیں۔(وہ اجر جو) جہنم کی طرف لے جائے (وہ اجر جو) جنت کی طرف لے جائے اور ملا جلا اجر۔لیکن (وہ لوگ جو) بے لوث کام کرتے ہیں۔(ان کے لئے) کبھی بھی (تین قسم کے اجر)نہیں ہیں۔(یعنی صرف ایک ہی اجر ہے اور وہ ہے جنت۔)

<u>اعمال کے صحیح ہونے کا معیار:۔</u>

(18.13) اے عظیم بازوؤں والے (ارجن) تمام اعمال کے صحیح ہونے کے لئے پانچ وجوہات ویدوں میں (ہیں)۔ اعمال کو تحریک دینے والی وجوہات، اور ان اعمال کے انجام کو (میں تم سے) بیان کرتا ہوں ان سب کے بارے میں مجھ سے سنو۔

(18.14) جگہ کے مطابق اور عمل کرنے والا (انسان)،اور مختلف قسم کے وجوہات،اور مختلف قسم کی کوشش،اور اور خدا(کی مرضی یا حکم)۔بے شک یہ

پانچ (اعمال کے صحیح ہونے کی وجوہات ہیں۔)

(نوٹ: مثال کے طور پر حج کے عمل کو صحیح ہونے کے لئے (۱) جگہ (مکہ مکرمہ) (۲) بالغ انسان (۳) حج کا فرض ہونا (غریب کے لئے حج نہیں ہے) (۴) انسان کا حج کے لئے سفر کرنا (۵) اور خدا کی مرضی۔ جب یہ سب ہونگے تب ہی حج ہوگا۔ اسی طرح سارے اعمال کے لئے ان پانچ وجوہات یا اسباب کا ہونا ضروری ہے۔)

(18.15) انسان جو کچھ بھی جسمانی زبانی یا ذہنی عمل کرتا ہے وہ (مذہبی) قانون (کے مطابق ہے) یا اس کے مخالف ہے ان کے صحیح یا غلط ہونے کے یہی پانچ (وجوہات میں)۔

(18.16) مگر وہ جو کم عقلی کی وجہ سے صرف اپنے آپ کو ہر چیز کا کرنے والا دیکھتا ہے ان (پانچ وجوہات) کے باوجود (تو) وہ (شخص) بے وقوف ہے (اور کچھ) نہیں دیکھتا۔

(18.17) جس کی فطرت میں گھمنڈ نہیں ہے، جس کا شعور (دنیا حاصل کرنے میں) لگا ہوا نہیں ہے۔ اس دنیا میں اگر وہ قتل بھی کرے تو اس نے قتل نہیں کیا (ایسا مانا جائے گا) اور نا اس کے اعمال کی پکڑ ہوگی۔

(18.18) دینی علم۔ (آخرت) جو جاننے کے قابل ہے۔ (خدا) جو سب کچھ جاننے والا ہے۔ (یہ) تین قسم کے اعمال، (صالح کو) تحریک دینے والے ہیں۔ خواہشات، اعمال کو کرنے والا اور عمل یہ تین قسم کے (کسی بھی) عمل کے اجزاء ہیں۔

<u>علم، اعمال اور انسان کی قسمیں:۔</u>

(18.19) علم، اعمال، اور اعمال کو کرنے والا (انسان) بھی تین قسم کے ہیں ۔ بے شک جو تین اوصاف کے مطابق پہچانے جاتے ہیں۔ اوصاف کا جس طرح ویدوں میں بیان ہوا ہے وہ بھی سنو۔

<u>تین قسم کے علم کا بیان:۔</u>

(18.20) (وہ علم) جس کے ذریعے (انسان) دیکھتا ہے کہ تمام مخلوقات ایک لافانی (خدا کے ذریعے) تخلیق کئے گئے ہیں، (اور وہ خدا) مختلف قسم کی (مخلوقات کو پیدا کرنے اور پالنے کے لئے) بٹا ہوا نہیں ہے، تو سمجھ لو کہ وہ علم نیکی کی صفت والے علم سے ہے۔

(نوٹ: بہت سے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ برہم پیدا کرتے ہیں وشنو پالتے ہیں اور مہیش خاتمہ کرتے ہیں۔ یعنی یہ تین کام تین خدا کرتے ہیں۔ اس شلوک میں اس عقیدے کی نفی ہے۔)

(18.21) لیکن وہ علم (جس کے ذریعے) مختلف قسم کی تمام مخلوقات مختلف قسم کے خداؤں کے ذریعے تخلیق کئے گئے ہیں ایسا سمجھا جاتا ہے اس علم کو مسلسل جدوجہد والی صفت والے علم سے سمجھو۔

(18.22) لیکن خدا کہہ رہا ہے کہ جس علم کے ذریعے (انسان) کسی ایک کام میں پوری طرح سے لگ جائے (اور وہ) بے مقصد (کام ہو) (اور وہ) حقیقت کی بنیاد پر نہ ہو اور وہ معمولی یہ چھوٹا سا کام ہو (تو) وہ (علم) گمراہی کی صفت (سے تحریک پانے والا) کہا جائے گا۔

تین قسم کے اعمال کا بیان:۔

(18.23) جو عمل دینی اصولوں کے مطابق کئے جاتے ہیں۔شرک سے پاک ہوکر، بغیر غصہ اور نفرت کے، اخلاص کے ساتھ (کئے جائیں) وہ (عمل) نیکی کی صفت سے (تحریک پانے والا) کہا جائے گا۔

(18.24) لیکن جو عمل اجر کی امید سے کیا جائے، غرور کے ساتھ کیا جائے، یا بار بار کیا جائے، بہت زیادہ مشقت (کے ساتھ کیا جائے)، وہ (عمل) مسلسل جدوجہد والی صفت (سے تحریک پانے والے) کہا جائے گا۔

(18.25) جو عمل بغیر مذہبی اصولوں کے، بربادی (اور) تشدد (کے لئے)، اپنی استطاعت اور انجام کو نظر انداز کرکے، کسی بھرم (مغالطے میں آکر) شروع کیا جائے اس (عمل کو) گمراہی کی صفت (سے تحریک پانے والا) کہا جائے گا۔

عامل کی قسمیں:۔

(18.26) شرک سے پاک، غرور سے پاک، مضبوط عزائم والا، پُر جوش، اچھے وقت (اور) مشکل وقت میں ایک جیسا رہنے کی قابلیت والا عامل نیکی کی صفت والا کہا جائے گا۔

(18:27) عامل (عمل کرنے والا انسان جو) غصہ کرنے والا ہے۔ اپنے اعمال کے اجر کو توقع رکھتا ہے۔ تشدد کا مزاج رکھنے والا (جو) ناپاک رہتا ہے۔ خوشی (اور) غم کے الجھنوں میں پھنسے رہنے والا ہے۔ (وہ) مسلسل جدوجہد والی صفت والا کہا جائے گا۔

(18:28) عامل (جو) خدا کی عبادت میں نہ لگا ہوا ہو۔ دنیا پرست ہو۔ ضدی ہو۔ ٹھگ اور فریبی ہو۔ دوسروں کی بے عزتی کرنے والا ہو۔ کاہل ہو۔ مایوس یا اداس رہنے والا ہو۔ اور کام کو کل پر ٹالنے والا ہو۔ (ایسا انسان) گمراہی کی صفت والا کہا جائے گا۔

سمجھ کی قسمیں:۔

(18.29) اے دھننجے (ارجن) اوصاف (کے مطابق) بے شک عقل یا سمجھ اور قوتِ اِرادی (عزم بھی) تین قسم کے ہیں۔ (ان کے) فرق کو الگ سے (اور) تفصیل سے سنو (جو میں تم سے) کہہ رہا ہوں۔

(18.30) اے پارتھ جو عقل جانتی ہے کہ اخلاق اور اعمال کی ترقی کیا ہے۔ اور گراوٹ کیا ہے۔ معروف کام کیا ہیں۔ اور منکر کام کیا ہیں۔ (کس سے

اور کن باتوں سے) ڈرنا چاہیئے (کس سے اور کن باتوں سے) نہیں ڈرنا چاہیئے ۔ (کون سے کام قیامت کے دن حساب کتاب میں) باندھ دینگے ۔ (اور کن باتوں سے) مغفرت ہوگی ۔ وہ نیکی سے تحریک پانے والی عقل ہے ۔

(18.31) عقل جو الجھن (محسوس کرے) دین (اور) بے دینی (کو) پہچاننے میں اور معروف کام اور منکر کام کو (پہچاننے میں) وہ (عقل) مسلسل جدوجہد سے تحریک پانے والی مانی جائے گی۔

(18.32) اے پارتھ (ارجن) جو عقل بے دینی کو دین سمجھے اور تمام چیزوں کو ان کے برخلاف سمجھے یا استعمال کرے ۔ وہ (عقل) گمراہی (والی عقل مانی جائے گی ۔)

عزم (determination) کی قسمیں:۔

(18.33) اے پارتھ (ارجن) وہ عزم جو ثابت قدم رکھے اپنے من (کو قابو میں رکھنے)، اپنی بقا (کی حفاظت کے لئے)، خواہشات والے کام (سے بچنے)، عبادت (میں) (اپنے آپ کو لگائے رکھنے میں)۔ وہ عزم نیکی کی صفت سے سمجھو۔

(18.34) لیکن اے ارجن، اگر (کوئی) عزم اپناتا ہے مذہبی کام کا، مگر نفسانی خواہشات کی تکمیل یا دنیاوی فائدے کے لئے (اور) اجر کی امید کے ساتھ (تو اس کام کا) وہ (عزم) مسلسل جدوجہد (والی صفت سے مانا جائے گا۔)

(18.35) اے پارتھ (ارجن) کم عقل (انسان) جس (عزم سے) بے بنیاد خواب دیکھنا، خوف کرنا، غم کرنا، پریشان ہونا، اور غلط فہمی میں رہنا نہیں چھوڑتا ۔ بے شک وہ عزم گمراہی کی صفت سے تحریک پانے والا ہے۔

سکون کی قسمیں:۔

(18.36) اے بھارت میں اعلیٰ (ارجن) لیکن اب مجھ سے تین قسم کے سکون (کے بارے میں) سنو (سب سے پہلا) یہ ویدوں کا مطالعہ اور ان میں غور و فکر ہے۔ (جس کی وجہ سے) اطمینان ملتا ہے اور بے سکونی یا غم کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

(18.37) خدا کہہ رہا ہے کہ یہ (ویدوں کا مطالعہ وہ سکون ہے) جو شروع میں زہر کی طرح لگتا ہے، (لیکن) نتیجے میں آبِ حیات کے برابر ہے۔ (اچھی طرح جان لو کہ) ایک خدا کی (یاد) سے قلب (میں) اطمینان پیدا ہوتا ہے۔ (یہ) وہ اطمینان اور سکون ہے (جو) نیکی کی صفت پر مبنی ہے۔

(18.38) یاد رکھو جو (سکون) نفس کو (لطف اندوز ہونے والی) چیزوں کے استعمال سے ملتا ہے۔ وہ شروع میں آبِ حیات کے برابر (محسوس ہوتا ہے) (لیکن) نتیجہ زہر کی طرح ہوتا ہے۔ ایسا سکون مسلسل جدوجہد والی صفت پر مبنی ہے۔

(18.39) خدا کہہ رہا ہے کہ جو سکون انسان کو شروع ہی سے غلط فہمی میں پھنسا دیتا ہے، اور غفلت، آرام پسندی اور انجام سے لاپرواہی پیدا کرتا ہے۔ وہ گمراہی پر مبنی سکون ہے۔

(18.40) وہ (انسان) (جو) زمین پر ہیں۔ روحانی مخلوقات (جنات وغیرہ) یا بار بار نیکی کے کام کرنے والے (اللہ کے ولی وغیرہ)، (جس کسی کو خدا نے اپنی) قدرت سے پیدا کیا ہے، وہ تین قسم کے اوصاف کے اثرات سے آزاد نہیں ہیں۔

برہمن، شتریہ، ویش اور شودر کے اوصاف:۔

(18.41) اے پرنتپ (ارجن) علم دین کا کام کرنے والے، تاجر و کسان، اور خدمت کا کام کرنے والے مزدور، (ان سب کی) اپنی ذہنی فطرت ہے۔ (ان سب کو) الگ الگ کام کرنے کی فطری صلاحیتوں کے ساتھ (خدا نے) تخلیق کیا ہے۔

(18.42) سکون اور خاموشی، نفس پر کنٹرول، مجاہدہ، پاک رہنا، صبر، ایمانداری، اور علم، دانشمندی، خدا اور آخرت پر یقین۔ بے شک یہ اوصاف پیدا کیئے جاتے ہیں (برہمن میں) جو خدا کے لئے مذہبی کام کرتے ہیں۔

(18.43) بہادری، طاقت، عزم، جنگی مہارت، اور پیٹھ نا دکھانا یا فرار نا ہونا، صدقہ و خیرات دینا، قیادت کی صلاحیت۔ بے شک جنگ کرنے کا کام کرنے والے بہادر لوگوں میں (یہ تمام) فطری صلاحیتیں (خدا کے ذریعے دی گئی) پیدائش ہوتی ہیں۔

(18.44) کھیتی باڑی کرنا، گائے کی حفاظت کرنا، کسانوں اور تاجروں کے کام ہیں (اور یہ) فطری صلاحیتیں (ان میں) پیدائشی ہوتی ہیں۔ (اور اسی طرح) خدمت و نوکری سے متعلق کام نوکروں اور مزدوروں کے ہیں۔ یہ فطری صلاحیتیں بھی (خدا کے ذریعے دی گئی) پیدائشی ہوتی ہیں۔

(18.45) اپنی اپنی (فطری صلاحیتوں کے مطابق) کام میں لگے ہوئے انسان (ہی) کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ اپنی (فطری صلاحیتوں کے مطابق) کام کرنے والے جس طرح کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ وہ سنو۔

نوٹ **18.44**: اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ہم نے ہی معیشت (economy) کو لوگوں میں تقسیم کیا ہے۔ تا کہ وہ ایک دوسرے سے فائدہ اٹھا سکیں۔ (سورۃ الزخرف آیت نمبر ۳۲)

یعنی جو مالک ہے اسے مالک خدا نے بنایا ہے جو نوکر ہے، اسے نوکر بھی خدا نے بنایا ہے۔ اس طرح یہ سارا سماج خدا کی مرضی کے مطابق ہے۔ نہ کوئی انسان خود سے مالک بن سکتا ہے۔ نہ کسی کو کمزور بنا کر نوکر بنا سکتا ہے۔ سب کچھ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

(18.46) (خدا) جس نے تمام مخلوقات کو تخلیق کیا ہے، جس سے اس تمام (کائنات کا) پھیلاؤ ہے (وجود ہے)، اس خدا کی عبادت کرتے ہوئے (اپنی خداداد فطری صلاحیت کے مطابق) تمام کام انجام دے کر ہی انسان کامیابی حاصل کرسکتا ہے۔

(18.47) دوسروں کی فطری صلاحیت والے کاموں کو اچھی طرح انجام دینے سے زیادہ بہتر یہ ہے کہ کم صلاحیت ہوتے ہوئے بھی (انسان) اپنی فطری صلاحیت کے مطابق کام کرے۔ (کیونکہ) اپنی فطری صلاحیت کے مطابق کام کرنے سے ناکامی نہیں ملتی۔

(18.48) بے شک تمام انسانی صلاحیتیں خامیوں اور نقائص سے (اسی طرح) پُر ہیں، جس طرح آگ دھویں سے پُر ہوتی ہے۔ بے شک، اے کنتی کے بیٹے، (تمام صلاحیتیں) نقائص اور خامیوں کے ساتھ (ہر انسان کے) ساتھ تخلیق کی گئی ہیں۔ (اسی لئے اپنی فطری صلاحیتوں کے مطابق) کاموں کو کبھی ترک نہیں کرنا چاہئے۔

(18.49) (جس نے) ہر (مخلوق یا دیوتاؤں) سے اپنی عقل ہٹائی ہے۔ (جس نے) نفس پر قابو پا لیا ہے۔ جس نے خواہشات کی پیروی چھوڑ دی ہے۔ جس نے (اپنے نیک) اعمال کے صلے اور اجر کو چھوڑ دیا ہے۔ (وہ) سب سے اعلیٰ اور روحانی خدا کو مکمل طور پر حاصل کرتا ہے۔

(18.50) روحانی اور دینی علم جس کے ذریعے انسان (خدا پر) ایمان حاصل کرتا ہے۔ اور خدا کی (یاد میں) مکمل یکسوئی حاصل کرتا ہے۔ اس (علم کو) مختصر طور سے مجھ سے سمجھنے کی کوشش کرو۔

<u>وہ اعمال جن کو کرنے سے بندہ خدا کی معرفت حاصل کرتا ہے۔</u>

(18.51) اپنے ذہن کو (شرک سے) پاک رکھو اور خدا کی یاد میں غرق رہو۔ اپنے نفس کو دینی احکام پر مضبوطی سے قائم رکھو اور زیادہ بات چیت اور نفس کی پسندیدہ چیزوں کو چھوڑ دو۔ غصہ اور نفرت کو ایک طرف رکھ دو (چھوڑ دو۔)

(18.52) پُرسکون جگہ پر رہو، کم کھاؤ، زبان جسم اور ذہن کو قابو میں رکھو۔ ہمیشہ اپنے ذہن اور شعور کو خدا کی عبادت میں لگاؤ۔ خدا کی پناہ لو اور غیر جانبدار رہو (یا مادی چیزوں کی چاہ نہ کرو۔)

(18.53) (جو انسان) گھمنڈ، تشدد، تکبر (انا)

نوٹ **18.48**: حضرت محمد ﷺ نے فرمایا، ''اللہ تعالیٰ نے کچھ بندوں کو لوگوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ لوگ ان کے پاس اپنی ضروریات لے کر جاتے ہیں۔ لوگوں کی ضروریات پوری کرنے والے یہ لوگ اللہ کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔ (طبرانی کبیر ۱۳۳۳۴، عن عبداللہ بن عمرؓ)

نفسانی خواہشات کی تکمیل، غصہ، خودغرضی چھوڑ دیتا ہے۔ جو اپنے آپ کو کسی چیز کا مالک ومختارنہیں سمجھتا اور جو امن پسند ہے۔ (ایسا انسان) خدا کی معرفت کے لائق ہے۔

(18.54) خدا کی عبادت میں لگا ہوا انسان پرسکون انسان ہوتا ہے۔ نہ تو وہ فکر مند ہوتا ہے نہ تو وہ کسی سے کسی چیز کی توقع رکھتا ہے۔ (وہ) تمام انسانوں سے یکساں سلوک کرتا ہے۔ (وہ صرف) میری عبادت کرتا ہے۔ (اور جنت کے) سب سے اعلیٰ مقام کو پا لیتا ہے۔

(18.55) وہ (عابد) (میری) سچائی (کو) (میں) جیسا ہوں اور جو ہوں (یہ تمام باتیں) میری عبادت ہی سے جان پاتا ہے۔ (اور پھر) میری حقیقت اور سچائی کو جاننے والا وہ (عابد) (میرے اور اس کے) درمیان میں کسی اور کو لائے بغیر (مجھ تک) پہنچتا ہے۔

<u>خدا کی رحمت:۔</u>

(18.56) مگر (سچ تو یہ ہے کہ) تمام اعمال کو ہمیشہ میرے سہارے کرنے والا میری رحمت (سے ہی) (جنت کا) ہمیشہ قائم رہنے والا (اور) لافانی مقام پاسکتا ہے۔

(18.57) شعوری طور سے اپنے تمام اعمال (صرف) میری (خوشنودی) کے لئے کرو۔ مجھے اپنی زندگی کا مقصد بناؤ۔ اپنے شعور کو مجھ سے جوڑے رکھو۔ (میری) پناہ لو۔ مجھے ہمیشہ یاد کرنے والا بن جاؤ۔

(18.58) (ہمیشہ) مجھے یاد کرنے والا (بنو گے تو) <u>تمام مشکلات اور مصائب کو میری رحمت سے پار کر جاؤ گے</u>۔ لیکن اگر تم (میری ہدایت کو) نہ سنتے ہوئے، غرور اور گھمنڈ میں مبتلا ہو گئے تو تباہ ہو جاؤ گے۔

(18.59) تکبر اور گھمنڈ کے سہارے اگر (تم) اس طرح سوچ رہے ہو کہ (میں) جنگ نہیں (کروں گا)، تو تمہارا یہ عہد غلط ہے۔ (خدا کی بنائی) تقدیر تمہیں (جنگ میں) جھونک دے گی۔

(18.60) اے کنتی کے بیٹے غلط فہمی یا مغالطے کی وجہ سے جن (اعمال) کو کرنے کے لئے (تم) راضی نہیں ہو خدا کے ذریعے تخلیق کی گئی فطرت سے مجبور ہو کر بے شک تمہیں از خود وہ (تمام) اعمال نا چاہتے ہوئے بھی کرنے پڑیں گے۔

(18.61) اے ارجن تمام انسانوں کے دلوں میں خدا موجود ہے۔ (اور وہ) تمام انسانوں کو امتحان لینے کے لئے مشین پر سوار کر کے گھما رہا ہے۔

(18.62) اے بھارت (ارجن)، اس (خدا کی) پناہ میں ہر طرح سے آ جاؤ، <u>اس (خدا کی) رحمت سے (تمہیں) اعلیٰ امن والا مقام (جنت) ہمیشہ کے لئے حاصل ہوگی</u>۔

(18.63) اس طرح میرے ذریعے تمہیں پوشیدہ (سے) پوشیدہ تر کا علم بیان کیا گیا، اس (علم پر) مکمل طور سے غور وفکر کر کے جیسا چاہتے ہو ویسا عمل کرو۔

(18.64) (تم) مجھ پر پختہ ایمان رکھنے والے دوست (یعنی ولی) ہو، اس لئے تمہارے فائدے کیلئے میں ان تمام پوشیدہ احکامات میں سے ان سب سے اعلیٰ احکامات کو دوبارہ کہہ رہا ہوں۔ انھیں غور سے سنو۔

(18.65) (ہمیشہ) میرے (بارے میں) سوچتے رہو، (صرف) میری عبادت کرنے والے بن جاؤ، ہر عملِ صالح کو میرے لئے کرو۔ مجھے ہی سجدہ کرو۔ بلاشبہ (ان تمام کاموں کو کرنے سے تم) مجھے پالو گے۔ (یہ میرا) تم سے سچا وعدہ ہے۔ (کیونکہ تم) مجھے بہت عزیز ہو۔

(18.66) تمام عبادات یا مذاہب کو چھوڑ کر مجھ ایک (خدا کی) پناہ میں آجاؤ۔ غم نہ کرو۔ میں تمہارے تمام گناہوں کو معاف کر دوں گا۔

(18.67) جو شخص نفس پر قابو نہیں رکھتا، جو عبادت نہیں کرتا اور جو (خدا کی باتیں) سننے کیلئے راغب نہیں ہے، (ایسے لوگوں کو) تمہارے ذریعے یہ (خدا کی باتیں) کبھی بھی کہی نہ (جائیں)۔ اور جو (شخص) مجھ سے حسد (بغض) رکھتا ہو (خدا کی باتیں اس سے بھی) نہ (کہی جائیں۔)

دعوت دین کی اہمیت:۔

(18.68) حقیقت یہ ہے کہ میری عبادت کرتے ہوئے جو (داعی) میرے بندوں کو اس سب سے اعلیٰ و روحانی علمِ غیب سے خبردار کرتا ہے یا انھیں سمجھاتا ہے، بلاشبہ (وہ) میرے سب سے اعلیٰ اور روحانی (جنّت کے) مقام کو حاصل کرتا ہے۔

(18.69) اِس دنیا کے انسانوں میں، اِس (داعی) کے مقابلے کوئی اور نہیں ہے، (جس سے) مَیں اس قدر محبت کرتا ہوں اور (مستقبل میں بھی) اس کے مقابلے دوسرا کوئی مجھے اِس سے زیادہ پیارا نہیں ہوگا۔

(18.70) جو شخص اِس (خدا کے احکامات وقوانین پر مبنی) دینی گفتگو پر غور وخوض کرے گا اور (درجہ بہ درجہ اس کے) ٹکڑے ٹکڑے کو بتدریج سمجھے گا، وہ علم کے ذریعے خدا کی خوشنودی حاصل کرے گا (اور مَیں اس کی تمام امیدوں کو پوری کروں گا، اس طرح کا یہ میرا فیصلہ ہے۔

(18.71) بے شک، جو انسان (ایک خدا پر) ایمان رکھتے ہوئے اور (خدا سے) حسد (بغض) نہ رکھتے ہوئے، (اس علم کو) سنے گا، وہ (دنیا میں) خوف وغم سے آزاد رہے گا (اور مرنے کے بعد جنت میں) نیک اعمال کرنے والے لوگوں کے پاک اور

اچھے مقام کو بھی پائے گا۔

(18.72) اے پارتھ (ارجن)! کیا تمہارے من کو مجھ میں یکسو کر کے، اس (علم) کو (تم نے) سنا؟ اے دولت پر فتح پانے والے (ارجن!) کیا تمہاری جہالت پر مبنی الجھن دور ہوگئی؟

(18.73) ارجن نے کہا اے (دین پر) قائم رہنے والے کرشن! میری تمام الجھنیں ختم ہوگئیں اور تمہاری مہربانی سے (مَیں نے خدا کی ہدایات کو) یاد رکھنے کی طاقت حاصل کر لی ہے۔ (اب میں) ایک خدا کے ایمان پر مضبوطی سے قائم ہوگیا ہوں۔ (میرے تمام) شبہات دور ہوگئے ہیں۔ (اے کرشن اب میں) تمہارے ذریعے کہے ہوئے (خدا کے) احکامات پر پوری طرح سے عمل کروں گا۔

(18.74) سنجئے نے کہا اور اس طرح مَیں نے عظیم انسان واسو دیو (کرشن) کی (اور) پارتھ (ارجن) کی، عجیب وغریب (اور) رونگٹے کھڑے کر دینے والی اس گفتگو کو سنا۔

(18.75) ویاس کی مہربانی سے، عبادت کی اس سب سے اعلیٰ غیب کی باتوں کو خدا سے ربط رکھنے والے یوگیشور یعنی کرشن کو کہتے ہوئے مَیں نے بالکل واضح طور پر از خود سنا۔

(18.76) اے راجا (دھرت راشٹر)! خوبصورت بالوں والے (کرشن) اور ارجن کی اس حیرت انگیز (اور) پاک گفتگو کو یاد کرتا ہوں تو بار بار یاد کر کے (مجھے) بے حد خوشی ہوتی ہے۔

(18.77) اور اے میرے عظیم راجا (دھرت راشٹر)! ہری یعنی کرشن کے ذریعے (دکھائی جانے والی) اُس (خدا کے) انتہائی عجیب اور حیرت انگیز روحانی تخلیقات کے نمونوں کو یاد کرتا ہوں تو بار بار یاد کر کے مجھے بے انتہا خوشی ہوتی ہے۔

(18.78) جہاں خدا سے ربط رکھنے والے کرشن ہیں اور جہاں کمان رکھنے والے پارتھ (ارجن) ہیں، وہاں مکمل سکون، امن وسلامتی، فتح، اچھی تقدیر، صحیح اصول ولائحہ عمل اور صبر واستقامت ہوگی، ایسا میرا ماننا ہے۔

N-1 خدا کا تعارف

خدا کے بارے میں بھگوت گیتا کے کچھ شلوک اس طرح ہیں:-

(۱) زمین کی اصلی خوشبو ہوں اور آگ کی تجلی ہوں اور تمام مخلوقات کی جان ہوں اور جدوجہد کرنے والوں کا جہاد (مَیں) ہوں۔ (۷:۹)

(۷:۹ کے معنی ہیں بھگوت گیتا کا ساتواں ادھیائے نواں شلوک)

(۲) حقیقت یہ ہے کہ جو جو خوشحالی، توانائی اور سکون، خوشی اور سلامتی کائنات میں موجود ہے، وہ بے شک، مجھ (ایک خدا کے) نور کے ایک معمولی عنصر سے قائم ہیں۔ تم یہ اچھی طرح جان لو۔ (۱۰:۴۱)

(۳) اس (خدا کے) ہاتھ پاؤں ہر طرف ہیں، ہر طرف (اس کے) آنکھیں، سر، چہرہ ہیں ہر طرف کائنات میں اس کے کان ہیں۔ تمام کائنات اس کی تخلیق ہے۔ (۱۳:۱۴)

(۴) بے شک وہ (خدا) ہر جاندار اور بے جان مخلوق کے باہر اور اندر (موجود ہے)۔ اور وہ لطیف اور ناقل فہم ہے۔ اور (وہ) بہت دور اور بہت ہی قریب ہے۔ (۱۳:۱۶)

(۵) میں سیارے (زمین) میں داخل ہو کر مخلوقات کی حفاظت (کرتا ہوں) اور اپنی قدرت (طاقت) سے ان کی پرورش کرتا ہوں اور تمام جڑی بوٹیوں کو چاند بن کر زندگی کا رس عطا کرنے والی ذات میں ہوں۔ (۱۵:۱۳)

(۶) مَیں جانداروں کے جسم میں ہضم کرنے والی حرارت بن کر رہتا ہوں، (اسی لیے) چاروں قسم کے اناجوں کو اندر جانے والی اور باہر آنے والی سانس میں توازن رکھ کر ہضم کرتا ہوں۔ (۱۵:۱۴)

(۸) میں تمام (انسانوں کے) دلوں میں موجود ہوں۔ یادداشت (اور) علم اور بھلانے کی طاقت مجھ سے ہے۔ اور بلاشبہ ویدوں کو (نازل) کرنے والا اور ویدوں کو مکمل طور پر جاننے والا میں ہوں۔ (۱۵:۱۵)

بھگوت گیتا کے مطابق مندرجہ بالا الفاظ خدا نے اپنے لئے کہے ہیں۔

- اگر آپ دعوت وتبلیغ کا کام کرتے ہیں تو مندرجہ بالا شلوکوں کا ترجمہ آپ کس طرح کریں گے؟ ایسے شلوکوں کے ترجمے یا ان کے مفہوم کو صحیح طریقے سے نہ سمجھنے کی وجہ سے ''خدا ہر چیز میں ہے یا ہر چیز خدا ہے۔'' ''روح خدا کا حصہ ہے اور اس میں مل جائے گی'' وغیرہ وغیرہ قسم کے نظریات وجود میں آتے ہیں۔ اس لئے خدا کی ذات اور اس کی قدرت کو اچھی طرح سمجھنا چاہئے تاکہ ہم دوسروں کو سمجھا سکیں۔ اسی مقصد سے یہ مضمون لکھا جا رہا ہے۔ اس مضمون میں ہم مندرجہ ذیل عنوان پر روشنی

ڈالیں گے۔

- خدا کتنا بڑا ہے۔
- سناتن دھرم کی کتابوں میں خدا کے ایک ہونے کا بیان۔
- آسمانی آواز یا آ کاش وانی کا تعارف
- ہندو دھرم کی کتابوں میں خدا کے خاص اوصاف
- اللہ تعالیٰ بغیر پیدائش کے کس طرح ہے۔
- اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم کس طرح ہے۔
- اللہ تعالیٰ کائنات کی تمام مخلوقات کو کس طرح زندہ رکھتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کائنات کی تمام مخلوقات کو کس طرح رزق دیتا ہے۔

(A) خدا کتنا بڑا ہے؟

- روشنی کی کرن ایک سیکنڈ میں تین لاکھ کلومیٹر کا سفر طے کرتی ہے۔یعنی ایک سیکنڈ میں اس زمین کے جس پر ہم رہتے ہیں سات بار چکر لگا سکتی ہے۔

- ہمارا سورج زمین سے اتنا دور ہے کہ اس سے نکلی ہوئی شعاع کو زمین تک پہنچنے کے لئے آٹھ منٹ لگتے ہیں۔

- ہمارا سورج زمین سے دس لاکھ گنا بڑا ہے۔مگر ہمارا سورج ہی اس کائنات کا سب سے بڑا ستارہ نہیں ہے۔ بلکہ'' ایٹا کریناء'' نام کا ستارہ ہمارے سورج سے ۵۰ لاکھ گنا بڑا ہے ۔''بیٹل جوس'' نام کا ستارہ ہمارے سورج سے ۳۰ کروڑ گنا بڑا ہے۔''وی۔وائے۔کینیں میجورِس'' نام کا ستارہ ہمارے سورج سے ایک ارب گنا بڑا ہے۔

- ہم جس کہکشاں میں ہیں اس کا نام ''مِلکی وے گیلیکسی'' ہے اور اس کہکشاں میں ہمارے سورج جیسے ۳۰۰ ارب سورج ہیں۔

- ہماری یہ کہکشاں اتنی وسیع وعریض ہے کہ تین لاکھ کلومیٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرنے والی روشنی کی ایک کرن کو اس کہکشاں کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سفر کرنے کے لئے ایک لاکھ سال لگیں گے۔

- ہماری اس کہکشاں سے دُگنی بڑی کہکشاں جو ہم سے نزدیک ہے اس کا نام ''انڈرومیڈا'' ہے اور جو ۶۰ گنی بڑی ہے اس کا نام ''M-81'' اور جو ۶۰۰ گنا بڑی ہے اس کا نام ہے''IC-1011'' ایسی ہی بہت ساری کہکشائیں مل کر ایک کلسٹر بناتی ہیں۔ہم جس کلسٹر میں ہیں اس کا نام ''وِرگو کلسٹر'' ہے۔اس کلسٹر میں تقریباً ۴۷۰۰ کہکشائیں ہیں۔

- بہت سے کلسٹر مل کر ایک سُپر کلسٹر بناتے ہیں۔ ہماری کہکشاں جس سُپر کلسٹر میں ہے اس کا نام لوکل سُپر کلسٹر ہے۔ اس لوکل سُپر کلسٹر میں ۱۰۰ سے زیادہ کلسٹر ہیں۔ اور ہماری کائنات میں ایسے ایک کروڑ سے زیادہ سُپر کلسٹر ہیں۔ اور اس ساری کائنات کو ایک خدا نے بنایا ہے جو کہ ان سب سے بڑا ہے۔

کیا آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ خدا کتنا بڑا ہے؟

(B) سناتن دھرم کی کتابوں میں خدا کے ایک ہونے کا بیان :۔

(۱) چھاندوگیہ اُپنیشد (ادھیائے ۶،سوکت ۲،منتر نمبر ۱)

,d ,o vf}rh;e ¼NkUnksX; mifu'kn 6&2&1½

اِیکَمُ اِیوَمُ اَدُوِتیَمُ
ترجمہ: وہ ایک ہی ہے دوسرے کی شرکت کے بغیر

(۲) شویتا شواتر اُپنیشد (ادھیائے ٦، منتر نمبر ۹)
^^u dkL; df"pTtfurk u df/kiฟ**
¼"ork"orj mifu'kn 6%9½
نَاکَا سِیاَ کَش چجُ جَانِتاَ نَا کَدِیُ پَاہُ
''اسکے نہ ماں باپ ہیں نہ اس کا کوئی مالک و آقا''

(۳) ہندو ویدانت کا برھمہ سوتر یہ ہے:
^^,d cã f}rh; ukfLr% ug uk ukfLr%
fdpu**¼cEg l=&onkr½
اِیکَمُ بَرُھَمُ دُوِتِیےُ نَاسُتےِ نِیہ نَانَاسُتےِ کِنُچَنُ
''خدا ایک ہی ہے۔ دوسرا نہیں ہے۔ نہیں ہے۔ نہیں ہے۔ ذرا بھی نہیں۔''

(۴) یجر وید ادھیائے ۳۲، منتر نمبر ۳
u rL; ifrek vfLr¼;tjon 10%71%04½
نَاتَسُیہُ پَرُ تِمَاُ اَسُتِی
ترجمہ: اسکی کوئی شکل نہیں ہے۔

(۵) یجروید (ادھیائے ۴۰، منتر نمبر ۹)
vU/kre% i fo'kfUr ;lHkfreikLrA
rrk Hkbo r rek ;m lEHkR;k jrk%AA ¼;tjon 40%09½
اَنُدَھُن تَمَہُ پَرُ وِشَانُتِی یہِ اَسَمُبھُو تِیُ مُپَا سَتِے. تَتُو بھُویَ ا اِیُو تے تَمُویَہَ ا اُوُ اَمُبھُو تِیام رَتاہُ
جو اسمبھوتی یعنی پرکرتی جڑ پدارتھ (فطری اشیاء جیسے آگ، مٹّی، ہوا وغیرہ) کی پرستش کرتے ہیں وہ جہالت کی تاریکی میں داخل ہوتے ہیں اور جو سمبھوتی یعنی ان پرکرتی پدارتھوں سے پیدا شدہ مخلوقات (پیڑ، پودے، مورتیاں وغیرہ) کی پرستش کرتے ہیں وہ اس سے بھی زیادہ اندھیرے میں پڑتے ہیں۔

(٦) اتھر وید کانڈ ۲۰، سوکت ۵۸، منتر ۳
v/nk no egkA¼vFkoon 20%58%3½
اَدَّھَا دِیو مَہاُ
''خدا واقعی عظیم ہے''

(۷) اتھر وید کانڈ ٦، سوکت ۹۷، منتر نمبر ۳
rL; r HkfDrokl% L;ke ¼vFkoon 06@79@3½
تَسَّیہ تِے بھَکُتی وَا نُساہُ سِیَامُ
اے ایشور! ہم تیرے ہی بھکت (پرستار) ہیں۔

(۸) اتھر وید کانڈ ۱۳، سوکت ۴، منتر نمبر ۱۲
l ,'k ,d ond ,o ¼vFkoon 13@4@12½
سَہ اَیشُ اِیک وُردِیک اِیوُ
وہ ایشور ایک ہے اور حقیقت میں صرف وہی ایک ہے۔

(۹) اتھر وید کانڈ ۱، سوکت ۲، منتر نمبر ۲
,d ,o ueL;k fo{ohM;% ¼vFkoon 02@2@1½
ایک اِیو نَمَسُیَہ وِکُش وِنیَاہُ
صرف ایک کے آگے ہی جھکاؤ ساری پرجائیں (مخلوقات) اللہ کی عبادت کریں۔

(۱۰) رِگ وید کانڈ ۱، سوکت ۱٦۴، منتر نمبر ۴٦
,d lf0nik cg/kk onUR;fXu ;e ekrfj'okuekg%A ¼_Xon 01%164%46½
اِیکَمُ سدُوِیپرَا بھُو دَھَاُ وَدَنُ تِیا اَگنِی یَمَمُ مَتاُ رِشوَاُن مَاھُوُ
''عارفین (پڑھے لکھے دینی پیشوا) ایک خدا کو مختلف ناموں سے یاد کرتے ہیں۔''

(۱۱) رگ وید کانڈ ۸، سوکت ۱، منتر نمبر ۱
ek fpnU;f}"kl r ¼_on 08@1@1½
مَاچِن نَیِے دُوِی شَنُ سَتُ
اسکے علاوہ کس کی حمد و ثنا کرو گے۔

(۱۲) رگ وید کانڈ ۵، سوکت ۸۱، منتر نمبر ۱
''بلاشبہ مقدس خالق کی شان و شوکت عظیم ہے۔''

(۱۳) رگ وید کانڈ ٦، سوکت ۴۵، منتر نمبر ۱٦
; ,d bRre'Vfg ¼06@45@16½

یہ اِیکُ اِتُ مُشٹُھِی
اس ایک کی حمد کرو۔

(۱۴) رِگ وید کانڈ ۱۱، سوکت ۱۱۴، منتر نمبر ۵

bUn fe= o:efXuekg jFkk fn0;% l li.kk

x:RekuA

,d lf0nik cg/kk onUR;fXu ;e ekrfjÜpkuekg%AA

¼_Xon11%114%5½

ترجمہ: وہ ایشور جو آسمانوں میں ہیں اندر میتّر ورون اور گروتوان ہے۔ وہی اگنی یم اور ماتو رشوا ہے۔ دانشور ایک خدا کو مختلف ناموں سے یاد کرتے ہیں۔

(نوٹ: بھگوت گیتا کے ادھیائے نمبر ۳ کے ترجمے کے پہلے خدا کے ایک ہونے کی دلیل مدعو کو دینے سے شلوک کے ترجموں میں خدا کو ایک ماننے سے کسی کو کوئی شکایت نہیں ہوگی۔)

(C) آسمانی آواز یا آکاش وانی کا تعارف:۔

- ہندو دھرم کی کتابوں میں اتنے واضح خدا کی توحید کے بیان کے باوجود ہندو بھائیوں کا ایک بڑا طبقہ، وشنو، شنکر اور برہم کی یہ بول کر پوجا کرتا ہے کہ یہ اسی ایک خدا کے اوتار ہیں۔

اس لئے اب ہم داعی حضرات کو وہ مواد فراہم کر رہے ہیں جس سے وہ مدعو کو سمجھا سکیں کہ دیوتا خدا کی مخلوق ہیں اوتار نہیں اور خدا ان سے عظیم ہے۔

- حضرت آدمؑ کا واقعہ ہم سب کو معلوم ہے۔ حضرت آدمؑ کی زندگی سے جڑی سات حقیقتیں مندرجہ ذیل ہیں۔۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا۔

(۲) حضرت حوّاؑ کو آپ کے جسم کے بائیں جانب سے تخلیق کیا۔

(۳) ابلیس نے آپ کی تعظیم نہیں کی۔ جس کی وجہ سے اس پر لعنت ہوئی۔

(۴) ابلیس کی وجہ سے حضرت آدمؑ اور حضرت حوّا نے گندم کھایا جو آپ کے جنّت سے نکلنے کا سبب بنا۔

(۵) حضرت آدمؑ اور حوّا اعرفات کے میدان میں پہلی بار زمین پر ملے اور حرم کے پاس رہے۔ (آج بھی حضرت حوا کا مزار جدہ میں ہے۔)

(۶) شروع میں آپ کے دو بیٹے تھے ہابل اور قابل۔

(۷) بڑے بیٹے نے چھوٹے کو شادی کی وجہ سے قتل کر دیا۔

- اس حقیقت کو ہندو بھائیوں کی کتاب شیو پران میں اس طرح تحریف کے ساتھ لکھا ہے۔

(۱) شنکر جی برہما کے ماتھے سے نمودار ہوئے جب برہما مراقبہ کر رہے تھے (یعنی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے)۔

(۲) شروع میں شنکر جی کا آدھا جسم آدمی اور آدھا عورت کا تھا۔

(اس کیفیت کو ہندو بھائی اردھناریشور کے نام سے کرتے ہیں۔) شکتی آپ کے جسم سے الگ ہوئی۔

(۳) دکش نے شنکر جی کی بے عزتی کی۔ جس کی وجہ سے اس پر لعنت ہوئی۔

(۴) آسمانی دنیا میں شنکر جی کی بیوی (شکتی کا اوتار) ستی نے دکش کے ذریعے کی گئی شنکر جی کی بے عزتی کی وجہ سے اپنے جسم کو جلا ڈالا اور زمین پر پاروتی بن کر منی پہاڑ کی بیٹی بن کر نمودار ہوئیں۔

(۵) شنکر جی اور پاروتی حرم کی مقدس زمین پر بس گئے۔

(۶) آپ کے دو بیٹے ہوئے گنیش اور کارتیکیہ۔

(۷) شادی کے معملے میں بڑے بیٹے گنیش کی وجہ سے کارتیکیہ

ہمیشہ کے لئے ماں باپ کو چھوڑ کر چلا گیا۔

(اس بارے میں حوالوں کے ساتھ اور زیادہ جانکاری کے لئے میری کتاب حضرت آدمؑ اور شنکر جی میں مماثلت پڑھیں۔)

- اس واقعہ میں ستی کا اپنے آپ کو جلانا اور دکش پر لعنت کا جو واقعہ ہے اس کے بارے میں شیو پُران میں سات شلوک اس طرح ہیں۔

(۱) ستی کے جلنے کے بعد آسمان سے آواز آئی ''شیو (شنکر جی) اس کائنات کے والد اور ستی والدہ ہیں۔اے بے وقوف (دکش) جب تونے ان کی عزت نہیں کی تو تیرا بھلا کیسے ہوگا؟'' (شلوک نمبر ۲۵)

(۲) آج جو بھی دیوتا تیری مدد کو آئے گا وہ پتنگوں کی طرح جل جائے گا۔ (شلوک نمبر ۲۹)

(۳) تیرا چہرا جل جائے۔ تیری سابقہ عبادتیں برباد ہوجائیں۔اور جو تیری مدد کرے وہ بھی جل جائے۔ (شلوک نمبر ۳۰)

(۴) اے لوگو! اس یگیہ کے چبوترے سے فوراً دور ہوجائے ورنہ تم سب ختم ہوجاؤ گے۔ (شلوک نمبر ۳۲)

(۵) اے وشنو تم بھی اسی یگیہ کے چبوترے سے دور ہوجاؤ ورنہ تم بھی آج فنا ہونے سے نہیں بچ سکتے۔ (شلوک نمبر ۳۴)

(۶) اے برہما تم بھی اس یگیہ کے چبوترے سے دور ہوجاؤ ورنہ تم بھی آج ہر طرح سے برباد ہوجاؤ گے۔ (شلوک نمبر ۳۵)

(۷) یگیہ میں آئے جمع لوگوں سے اتنا کہہ کر آسمانی آواز جو لوگوں کا ہمیشہ بھلا کرتی ہے خاموش ہوگئی۔آسمانی آواز کو سن کر وشنو اور تمام عبادت گزار حیرت زدہ تھے۔ (شلوک نمبر ۳۷)

(شیو پُران، بھاگ۔۱، رُدرا سنہتا ستی کھنڈ۔۲، ادھیائے ۳۱ شلوک نمبر ۲۵۔۳۷۔صفحہ نمبر ۴۰۹۔)

- اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد داعی مدعو سے کہہ کہ قرآن شریف سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۱۲۔۱۱ اور بائبل Exdodus-3 میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے سینا پہاڑ پر آگ کی روشنی کو دیکھا تو آپ وہاں آگ لینے گئے۔ جب آپ روشنی کے قریب پہنچے تو آپ کو صرف آواز سنائی دی۔ وہ آواز کہہ رہی تھی کہ (اے موسیٰؑ) میں تمہارا خدا ہوں اور تم اس وقت طوٰی کی مقدس زمین پر ہو، اس لئے اپنے جوتے اتار دو، اور میں نے تم کو بنی اسرائیل کا پیغمبر چنا ہے۔

تو آکاش وانی یا آسمانی آواز یہ دراصل خدا کی آواز ہے۔شیو پران میں اس آواز نے برہما اور وشنو کو نام لے کر کہا کہ اس جگہ سے دور ہوجاؤ ورنہ تم جل جاؤ گے۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آسمانی آواز (یعنی خدا) ایک الگ ہستی ہے اور برہما، وشنو اور شنکر یہ الگ ہستی ہیں۔اور خدا ان سے عظیم ہے۔جس میں سب کو جلانے کی طاقت ہے۔

(D) ہندو دھرم کی کتابوں کی روشنی میں خدا کے خاص اوصاف :۔

ہندو بھائی ویدوں اور پران سے زیادہ بھگوت گیتا کو اہمیت دیتے ہیں۔اور برہما کو پیدا کرنے والا، وشنو کو پالنے والا اور شنکر کو فنا کرنے والا مانتے ہیں۔ اس لئے خدا اکیلے ہی خالق، پالنے والا اور فنا کرنے والا ہے اس کی تعلیم ہم بھگوت گیتا کے حوالے سے کرتے ہیں۔

(۱) خدا کئی خداؤں میں بٹا ہوا نہیں ہے:۔

بھگوت گیتا کا ایک شلوک اس طرح ہے۔

- خدا بٹا ہوا نہیں ہے۔ (یعنی کئی خدا مل کر ایک خدا نہیں بنتا

ہے۔)اور(اس نے) تمام مخلوقات کوالگ الگ انواع میں تقسیم کرکے انھیں قائم رکھا ہے۔اور(وہ ہی) تمام مخلوقات کو پالنے والا ہے۔ اور وہ (خدا ہی) موت دینے والا ہے۔ (۱۳:۱۷)

(۲) خداایک ہے:۔

● ان چاروں میں جوعالم ہمیشہ(مجھ)ایک(خدا کی)عبادت میں لگارہتا ہے۔وہ سب سے افضل ہے۔بیشک اس عالم کو میں سب سے زیادہ پیارا ہوں اور وہ (بھی) مجھے پیارا ہے۔ (۷:۱۷)

(۳) خدالافانی ہے:۔

● بے شک ، (تم) اُس (خدا) کو لافانی سمجھو، جس کے ذریعے اس تمام (کائنات) کا پھیلاؤ(وجود) ہے۔اس لافانی (خداکو)ختم کرنے کی طاقت کسی میں بھی نہیں ہے۔(۲:۱۷)

(۴) خداپیدائش کے بغیر ہے:۔

● جو مجھے نہ پیدا ہونے والا، شروعات کے بغیر(ازلی)،اور کائنات کاعظیم خداما نتا ہے،وہ بےوقوف نہیں ہے۔مرنے کے بعد(وہ) تمام گناہوں سے آزاد بھی ہوجائے گا۔ (۱۰:۳)

(۵) خدا کی کوئی شکل نہیں ہے:۔

● بےوقوف لوگ میری اعلیٰ سب سے بہتر(اور) ہمیشہ باقی رہنے والی صفات کو نہ سمجھتے ہوئے میں (جو) آنکھوں سے اوجھل ہوں (میں نے)ایک شخصیت کواپنالیا ہے(ایسا) مانتے ہیں۔(۷:۲۴)

(۶) خداخالق ہے:۔

● اے کنتی کے بیٹے (ارجن) ! مَیں نے کائنات کی شروعات میں ان تمام (انسانوں) کوتخلیق کیا ہے۔اورکائنات کے خاتمے یعنی قیامت کے وقت میری مرضی سے خدائی قدرت کے ذریعے تمام انسان دوبارہ (اٹھائے) جائیں گے۔ (۹:۷)

(ارجن نے کہا) بے شک،(اے خدا) آپ اپنے آپ کواز خود ہی جانتے ہیں۔(اے خدا) آپ عظیم ہستی ہیں۔تمام مخلوقات کے خالق ہیں۔ تمام مخلوقات کے رب ہیں۔(دیوتاؤں) فرشتوں کے خداہیں۔تمام کائنات کے حاکم ہیں۔ (۱۰:۱۵)

(۷) خداہی پالنےوالااورحفاظت کرنے والا ہے:۔

● میری نا دکھائی دینے والے جسم یا شکل کے ذریعے اس ساری کائنات کا وجود ہے۔تمام مخلوقات مجھ سے قائم ہیں۔اور میں ان پر منحصر نہیں ہوں۔ (۹:۴)

● جو انسان میری مکمل طور سے عبادت کرتے ہیں۔کسی اور کے بارے میں سوچے بغیر ہمیشہ میری عبادت میں جذب رہتے ہیں۔ میں (ان لوگوں کی) حفاظت کی ذمیداری لے کر چلتا ہوں۔(۹:۲۲)

(۸) قیامت خدا کے حکم سے واقع ہوگی:۔

● اے پارتھ (ارجن)! وہ خدا انسان ہونے سے پَرے ہے لیکن کسی اور (مخلوق یا دیوتا) کی عبادت کے بغیر، اس کی عبادت کرنے ہی سے اسے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ (یہ وہ خدا ہے) جس کے ذریعے تمام (مخلوقات کا) یہ پھیلاؤ ہے (وجود ہے) اور جس کے ذریعے مخلوقات کے خاتمے یعنی قیامت کا قائم ہونا ہے۔ (۸:۲۲)

● اسی طرح ان دونوں یعنی دنیا اور آخرت پر تمام انسانی نسلوں کی (کامیابی اور ناکامی کا) انحصار بھی ہے اور مَیں اکیلا، دنیا کی ابتداء اور اس کی قیامت برپا کرنے والا ہوں۔ (۶:۷)

اس طرح بھگوت گیتا کے شلوکوں سے ہم مدعو کو خدا کے اوصاف بتا سکتے ہیں اور ان کے تین خدا کے نظریے کی اصلاح کر سکتے ہیں۔ خدا کے کچھ اوصاف سائنس کی روشنی میں بیان کرتے ہیں تا کہ بات دل میں یقین کے ساتھ بیٹھ جائے۔

(E) اللہ تعالیٰ بغیر پیدائش کس طرح ہے:۔

● آئن اسٹائن بیسویں صدی کا سب سے بڑا سائنس داں مانا گیا ہے۔ اس نے دنیا کو جوہری توانائی کے موضوع پر اور رفتار اور وقت کے موضوع پر وہ معلومات دی ہیں جو اس لائن میں سائنسی ترقی کی آج بھی بنیاد ہیں۔

اس نے ایک فارمولا دیا تھا $M = CV^2$۔ اس فارمولے سے ایک کلو یورانیم سے کتنی بجلی تیار ہوگی یہ حساب لگایا جاسکتا ہے۔

● آئن اسٹائن نے اور ایک تھیوری کی تحقیق کی ہے۔ جو یہ کہتی ہے کہ روشنی کی شعاع کی رفتار ۳ لاکھ کیلومیٹر فی سیکنڈ ہے۔ اگر کسی چیز کی رفتار روشنی کی رفتار سے بڑھنے لگے تو اس کے لئے وقت آہستہ ہونے لگے گا۔ اور جب شئے کی رفتار لامحدود ہوجائے تو اس کے لئے وقت رک جائے گا۔ اس تھیوری کو Theory of Relativity (تھیوری آف ریلے ٹی وی ٹی) کہتے ہیں۔

اس بات کو آپ مندرجہ ذیل مثال سے سمجھنے کی کوشش کیجئے۔

● خلاء میں چھوڑے جانے والا ایک راکٹ کا تصور کیجئے جس کے اندر دیوار کی ایک گھڑی لگی ہوئی ہے۔

● خلاء میں چھوڑے جانے کے بعد جب تک اس راکٹ کی رفتار روشنی کی رفتار سے کم رہے گی یعنی 3,00,000 km/sec سے کم رہے گی گھڑی اپنی عام رفتار سے چلے گی اور ہمیشہ صحیح وقت بتائے گی۔

● مان لو راکٹ کی رفتار تین لاکھ کیلومیٹر فی سیکنڈ سے زیادہ ہونے لگی تو دیوار گھڑی کی رفتار بھی دھیمی ہونے لگے گی۔

جب راکٹ کی رفتار بڑھتے بڑھتے لامحدود ہوجائے گی تو راکٹ کے اندر لگی گھڑی کی رفتار رک جائے گی۔ یعنی ان کے لئے وقت رُک جائے گا۔ لامحدود رفتار پر نہ راکٹ پرانا ہوگا نہ گھڑی پرانی ہوگی۔ وہ سب اسی حالت میں رہیں گے جب تک ان کی رفتار لامحدود ہوگی۔

● قرآن کریم کی ایک آیت کا مفہوم ہے کہ ''نہیں پاسکتیں اس

کو (اللہ تعالیٰ کے نور کو) نگاہیں اور وہ پا سکتا ہے نگاہوں کو اور وہ نہایت لطیف اور باخبر ہے۔" (سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۰۴)

● آپ راستہ چل رہے ہو اور ایک سائکل سوار آپ کے بغل سے گزر جائے تو کیا آپ اس کو دیکھ کر اس کی رفتار کا اندازہ لگا سکتے ہو؟

یقیناً۔

اگر ایک تیز رفتار موٹر کار آپ کے پاس سے گزر جائے تو کیا آپ اس کی رفتار کا اندازہ لگا سکتے ہو؟

یقیناً۔

اگر ایک بندوق کی گولی آپ کے قریب سے گزر جائے تو کیا آپ اس کی رفتار کا اندازہ لگا سکتے ہو؟

نہیں۔

کیوں کہ آپ کی رفتار اور گولی کی رفتار میں بہت فرق ہے۔ ہاں اگر آپ کسی تیز رفتار سواری پر سوار ہوں جس کی رفتار بندوق کی گولی سے تقریباً برابر ہو تو آپ بندوق کی گولی کو بھی گزرتے ہوئے دیکھ سکتے ہو۔

● روشنی ایک سیکنڈ میں تین لاکھ کیلومیٹر کی رفتار سے سفر کرتی ہے۔ ایک سال میں روشنی جو فاصلہ طے کرے گی اس فاصلے کو ایک نوری سال کہتے ہیں۔

کیا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ فاصلہ کتنا ہوگا اگر آپ مندرجہ ذیل اعداد کو ضرب کریں تو وہ حاصل ہوگا۔

3,00,000× 365× 24 × 60 × 60

سیکنڈ منٹ گھنٹے دِن رفتار

● ضرب سے حاصل ہونے والے ہندسے کو کیا آپ پڑھ سکتے ہیں؟ نہیں۔ کیوں کہ کھرب کے بعد ہمارے پاس اور بڑے ہندسے کو پڑھنے کے لئے لفظ ہی نہیں ہے۔

● اگر روشنی ۱۰۰ کروڑ نوری سال سفر کرے تو کیا آپ اس فاصلے کو لفظوں میں بیان کر سکتے ہو؟ نہیں۔

● ہمارے پاس اس فاصلے کے لئے صرف ایک مختصر لفظ ہے اور وہ ہے لامحدود۔

● جب ہم رات کے وقت سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھتے ہیں تو جو ستارے ہمیں نظر آتے ہیں یہ کروڑوں نوری سال ہم سے دور ہیں۔ ہماری نظریں ان ستاروں تک پلک جھپکتے ہی پہنچ جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہماری نظروں کو ان لامحدود فاصلے پر موجود ستاروں پر پہنچتے دیکھتے ہیں۔ یہ اسی وقت ممکن ہو سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کے نور کی رفتار بھی لامحدود ہو۔

اور بیشک اللہ تعالیٰ کے نور کی رفتار لامحدود ہے اس لئے آج کی سائنس کی تحقیق کے مطابق وقت اللہ تعالیٰ کے لئے رُکا ہوا ہے۔

● اس سائنس کی تحقیق کی روشنی میں ہم سورۃ اخلاص کو بھی سمجھ سکتے ہیں۔ چونکہ وقت اللہ تعالیٰ کے لئے رُکا ہوا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ہمیشہ ایک ہی حالت میں تھے اور رہیں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے کسی سے جنم نہیں لیا ہے۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ اَلْحَیُّ

القَیُّومُ ہیں۔ ہمیشہ زندہ رہنے والے۔

(F) اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم کس طرح ہے:۔

● اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے۔تم اپنے دلوں کی بات کو ظاہر کرو یا چھپاؤ۔ خدا تم سے اسکا حساب لے گا۔ پھر وہ جسے چاہے مغفرت کرے اور جسے چاہے عذاب دے۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ (سورۃ بقرہ آیت نمبر کا مفہوم ۲۸۴)

یعنی اللہ تعالیٰ ہمارے ظاہر اور باطن دونوں کو دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے باطن کو کیسے دیکھتے ہیں اس کو سمجھنے کے لئے اب ہم اللہ تعالیٰ کے نور یا اللہ تعالیٰ کی نظر کی شان کو سائنس کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

● ہم گھر میں روشنی کے لئے بلب یا ٹیوب لائٹ استعمال کرتے ہیں۔ یہ بہت کم توانائی کے آلات یا چیزیں ہیں۔ اس لئے ان کی روشنی میں بہت کم طاقت ہوتی ہے اور انھیں ایک دھوپ میں پہنے جانے والے چشمے سے بھی روکا جا سکتا ہے۔

● لوہے کو ویلڈنگ (Welding) کرتے وقت جو آگ (Arc) یا جو روشنی پیدا ہوتی ہے اس میں روشنی کے بلب یا ٹیوب لائٹ سے زیادہ طاقت ہوتی ہے اس لئے ان میں سے نکلنے والے الٹرا وایولیٹ شعاع (Ultra violet Rays) کو دھوپ میں پہنے جانے والے چشمے (Sun Glasses) سے روکا نہیں جا سکتا ہے بلکہ ایک خاص قسم کے شیشے سے ہی سے روکا جا سکتا ہے۔

● جب ہم دوا خانہ جا کر اپنا X-Ray کراتے ہیں تو X-Ray مشین سے بھی ایک بہت طاقتور شعاع مشین سے نکل کر ہمارے جسم سے گزر کر ہمارے پیچھے رکھی ہوئی فلم (Negative) پر پڑتی ہے۔ اس X-Ray مشین کی شعاع میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ یہ ہمارے گوشت سے تو گزر جاتی ہے مگر ہڈیوں سے نہیں گزر پاتی۔ اس لئے فلم (Negative) کا وہ حصہ جہاں ہڈیاں ہوتی ہیں۔ سفید نظر آتا ہے کیوں کہ شعاعوں نے انھیں جلایا نہیں ہوتا ہے۔ اور گوشت کا حصہ سیاہ نظر آتا ہے۔ کیوں کہ X-Ray شعاعوں کی وجہ سے وہ فلم یا Negative کا وہ حصہ جل کر کالا ہو جاتا ہے۔

● جوہری توانائی سے بھی بجلی پیدا کی جاتی ہے۔ بجلی گھر میں جو اٹومیک ریئکٹر (Atomic Reactor) ہوتے ہیں ان میں جو یورانیم دھات استعمال ہوتی ہے اس سے جو شعاعیں نکلتی ہیں وہ اس قدر طاقتور ہوتی ہیں کہ وہ ہڈی اینٹ اور پتھر کی دیوار یعنی ہر چیز سے گزر سکتی ہیں۔ انھیں روکنے کے لئے تین فٹ موٹی سیسے (Lead) کی دیوار بنائی جاتی ہے۔ تب کہیں جا کر ان شعاعوں سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔

● اوپر بیان کی گئی مثالوں سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ روشنی جہاں سے نکلتی ہے اس کی طاقت جتنی زیادہ ہوگی اتنی ہی طاقتور اس سے نکلنے والی شعاع ہوگی۔

● لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہ (سورۃ کہف آیت نمبر ۳۹)

یعنی کوئی طاقت نہیں سوائے اللہ کی طاقت کے۔

بھگوت گیتا کا ایک شلوک اس طرح ہے۔(اس وقت ارجن نے خدا کی تجلّی کو دیکھا وہ ایسی تھی کہ)اگر آسمان میں ہزاروں سورج ایک ساتھ نکلیں (تو ان کی) روشنی اس عظیم ہستی یعنی خدا کی تجلّی (کے) برابر ہو پائے۔(ادھیائے ۱۱شلوک نمبر۱۲)

اللہ تعالیٰ کی طاقت ہر چیز سے زیادہ ہے یا اللہ تعالیٰ کی طاقت لامحدود ہے ۔اس لئے اللہ تعالیٰ کے نور میں بھی لامحدود طاقت ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ کا نور یا اللہ تعالیٰ کی نظر میں اتنی طاقت ہے کہ وہ ہر شئے سے گزر سکتی ہے۔ یہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے لئے شیشے کی طرح شفاف ہے۔اللہ تعالیٰ اس کائنات کی ہر شئے کو جیسے باہر سے دیکھتے ہیں ویسے وہ اس کائنات کی ہر شئے کو اندر سے بھی دیکھتے ہیں اور ہر شئے کے آر پار بھی دیکھتے ہیں۔

اس لئے اس کائنات کی کوئی شئے اللہ تعالیٰ کے علم سے مخفی نہیں۔

چونکہ ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک شفاف شیشے کی طرح ہیں اس لئے ہمارے دل میں اٹھنے والے ہر خیال سے اللہ تعالیٰ واقف ہیں۔ چاہے ہم اسے چھپائیں یا ظاہر کریں اور اسی ظاہر اور باطن کو دیکھنے کا ذکر سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۸۴ میں ہے۔

(G) اللہ تعالیٰ مخلوق کو کس طرح زندہ رکھتا ھے :-

● آپ نے سولار کیلکیو لیٹر دیکھا ہوگا۔ جب یہ اندھیرے میں ہوتا ہے تو کام نہیں کرتا کیونکہ اس میں بیٹری نہیں ہوتی ۔اور جب روشنی میں رکھا جاتا ہے تو کام کرتا ہے۔اس طرح کے کیلکیو لیٹر کے لئے سیدھے سورج کی دھوپ پڑنا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ صرف اجالا کافی ہوتا ہے۔تو کیلکیو لیٹر میں جو جان ہے یا کام کرنے کی صلاحیت ہے وہ سورج کی روشنی سے ہے۔

● آپ اپنے سر کے اوپر جو آسمان دیکھتے ہو اس آسمان میں بس ہر طرف خلاء ہی خلاء ہے۔ایک مربع میٹر کے حجم میں (1m3 Volumn) میں بس کچھ پروٹون اور نیوٹرون پائے جاتے ہیں۔اور ہر طرف اندھیرا ہی ہے۔

● آسمان میں جب ہر جگہ خلاء ہی خلاء ہے اور ہر طرف اندھیرا ہے تو اللہ تعالیٰ چاند ستاروں کو کس طرح رزق دیتا ہے؟

● قرآن کریم کی سورۃ الاعراف آیت ۵۴ کا مفہوم ہے کہ ’’خدا نے چاند اور سورج کو پیدا کیا اور حکم دیا۔‘‘ حکم صرف زندوں کو دیا جا سکتا ہے۔یعنی سیارے اور ستارے زندہ ہیں۔تو اس اندھیرے اور خلاء میں سیارے اور ستارے کس طرح زندہ ہیں؟

یہ اسی طرح زندہ ہیں جس طرح سورج کی روشنی میں کیلکیو لیٹر زندہ ہو جاتا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا نور ہی ہے۔جس سے سیارے اور ستارے اور کائنات کی ہر چیز توانائی پاتی ہے۔

اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اس طرح فرماتا ہے۔
’’اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا۔‘‘ (سورۃ النور آیت نمبر ۳۵)

بھگوت گیتا کے کچھ شلوک اس طرح ہیں

حقیقت یہ ہے کہ جو جو خوشحالی، توانائی اور سکون، خوشی اور سلامتی کائنات میں موجود ہے، وہ بے شک، مجھ (ایک خدا کے) نور کے ایک معمولی عنصر سے قائم ہیں۔ تم یہ اچھی طرح جان لو۔ (۱۰:۴۱)

لیکن، اے ارجن! اس طرح تمہیں بہت ساری (تخلیقات میں غور وفکر کر کے مجھے) جاننے کی کیا (ضرورت ہے؟) (بس اتنا سمجھ لو کہ) مَیں نے (میرے اپنے نور کے) ایک معمولی عنصر سے اس تمام کائنات کو قائم کر کے (مخلوقات کو) پھیلا رکھا ہے۔ (۱۰:۴۲)

اس طرح جو (شخص) تقدیر کو اور انسان کو اوصاف کے ساتھ جان لیتا ہے، اور ہر طرف جو کچھ ہو رہا ہے (یعنی ہر چیز خدا کے حکم سے اور تقدیر کے مطابق ہو رہا ہے۔ اس بات کو جان لیتا ہے۔) بے شک وہ بار بار نہیں پیدا ہوتا ہے۔ (۱۳:۲۴)

بے شک مخلوقات کی اس دنیا کی مخلوق میرے ہمیشہ قائم رہنے والے عنصر (نور سے) قائم ہیں۔ (اور یہ انسان) نفس (اور) چھ خواہشات (اور) تقدیر (کی وجہ سے تمام) کام کر رہے ہیں۔ (۱۵:۷)

جس طرح سورج کی روشنی میں کیلکیو لیٹر کام کرنے لگتا ہے۔ آسان لفظوں میں اس میں جان آجاتی ہے۔ اسی طرح اس کائنات کی ساری مخلوق خدا کے نور سے متحرک ہے۔ ان کیفیت کو یا اس چیز کو ہم جان (پران) یا Life کہتے ہیں۔ جس طرح سورج کی روشنی سے کیلکیو لیٹر میں صرف جان آتی ہے۔ اس کا software پروگرام نہیں آتا۔ بلکہ جو پروگرام کیکیو لیٹر کے بنانے کے وقت اس میں ڈالا جاتا ہے وہی متحرک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کے جسم میں جان خدا کے نور سے ہے مگر روح اور نفس یہ الگ چیز ہے۔ اسے خدا کے حکم سے الگ سے جسم میں ڈالا جاتا ہے۔ روح اور نفس کی تفصیل ہم آگے پڑھیں گے۔

- جب بیج کو زمین میں ڈالا جاتا ہے تو وہ اگتا ہے۔ یہ اس لئے ہوتا ہے کہ اس میں جان ہے۔ (روح اور نفس نہیں۔ صرف جان ہوتی ہے) اسی طرح ماں کے پیٹ میں چار مہینے کے پہلے بچے میں صرف جان ہوتی ہے روح نہیں۔ وہ جان کی وجہ سے نشونما پاتا ہے۔ ساری کائنات میں اس طرح جو چیزیں زندہ ہیں بغیر روح اور نفس کے وہ جان کی وجہ سے ہے اور یہ اللہ کے نور کی وجہ سے ہے۔ یہ معلومات آپ کو بھگوت گیتا کے شلوک نمبر ۹:۷۔ ۱۵:۱۵۔ ۱۵:۱۲ سمجھنے اور سمجھانے میں کام آئے گی۔

(H) اللہ تعالیٰ کائنات کی مخلوقات کو کیسے رزق دیتا ھے:۔

قرآن کریم کی سورۃ الصّف آیت نمبر ۱ کا مفہوم ہے کہ کائنات کی ہر شئے خدا کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ اور یہی بات سورۃ الحج کی آیت نمبر ۱۸ میں ہے۔

- ایک حدیث شریف اس طرح ہے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے مطابق رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''سبحان اللہ وبحمدہٖ'' اس کائنات کی ہر مخلوق کی دعا ہے۔ اور اس تسبیح کی تلاوت سے انہیں اللہ تعالیٰ رزق عطا فرماتا ہے۔

کائنات کی ہر مخلوق اللہ کی حمد وثنا کرتی ہے۔مگر انسان نہیں سمجھ سکتا۔ (نسائی،حکیم،ترغیب،بزار)

- جو لوگ ڈش اینٹینا (Dish Antina)لگا کر T.V دیکھتے ہیں۔انھیں اس بات کی معلومات ہوگی کہ ڈش اینٹینا کے ساتھ جو سیٹ اپ باکس ہوتا ہے اس کا ایک کوڈ نمبر(Code Number) ہوتا ہے۔اس کوڈ نمبر کو وہ سیٹلائٹ پہچانتا ہے جو T.V پروگرام نشر کرتا ہے۔آپ جتنے چینل کا پیسہ بھریں گے اس سیٹلائٹ سے آپ کے T.V پر اتنے ہی چینل کے سگنل ملیں گے۔

- جیسے آپ نے اپنے Set up box میں جتنے Channel کا انتخاب کیا ہے اتنے Channelہی سیٹلائٹ سے آپ کے Dish Antina کوReceive ہوگا۔

اسی طرح کائنات کے اندھیرے خلاء میں جو بھی شئے اللہ تعالیٰ کے نام کی تسبیح بیان کرتی ہے اسے اللہ تعالیٰ رزق عطا کرتے ہیں۔اور آسمان میں یہ رزق روشنی اور نور کے علاوہ اور کیا ہوسکتا ہے۔

N-2 روح ، نفس، جان اور ایمان کا تعارف

- ہندو مذہب میں روح کے مطابق بہت سی غلط فہمیاں ہیں۔اور وہ نفس، روح اور جان کو ایک ہی چیز سمجھتے ہیں۔اگر داعی حضرات کو ان تینوں کے بارے میں علم نہ ہوگا تو وہ نہ خود بھگوت گیتا کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں اور پھر نہ دوسروں کو سمجھا سکتے ہیں۔

جان کا تعارف:۔

- قرآن کریم کی ایک آیت کا مفہوم اس طرح ہے۔

خدا لوگوں کے مرنے کے وقت ان کے نفسوں کو قبض کر لیتا ہے اور جو مرے نہیں ان کی روح سوتے میں قبض کر لیتا ہے پھر جن پر موت کا حکم کر چکا ہوتا ہے ان کو روک رکھتا ہے اور باقی نفسوں کو ایک وقت مقررہ تک کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔جو لوگ فکر کرتے ہیں ان کے لئے اس میں نشانیاں ہیں۔(سورۃ الزمر آیت نمبر ۴۲)

- اللہ تعالیٰ جب سوتے وقت روح قبض کر لیتے ہیں ۔اس وقت بھی سانس چلتی رہتی ہیں اور انسان خواب بھی دیکھتا ہے۔ اور خواب میں نیک انسان جیسے اصلی زندگی میں گناہوں سے بچتا ہے ویسے ہی خواب میں بھی بچتا ہے۔یعنی اس کا شعور سوتے وقت بھی باقی رہتا ہے۔

- سوتے وقت بغیر روح کے انسان زندہ اس لئے رہتا ہے کیوں کہ جان جو ایک الگ چیز ہے اس میں باقی رہتی ہے۔ جیسے سولار کیلکیو لیٹر سورج کی روشنی میں زندہ رہتا ہے اور کام کرتا ہے۔اسی طرح کائنات کی ساری مخلوق خدا کے نور میں زندہ رہتی ہے۔یہ دل کا دھڑکنا اور سانس کا چلنا خدا کے نور کی وجہ سے ہے۔اور اسے ہم جان کہتے ہیں۔انگریزی میں لائف(Life) اور ہندی میں پران کہتے ہیں۔

● حقیقت یہ ہے کہ جو جو خوشحالی، توانائی اور سکون، خوشی اور سلامتی کائنات میں موجود ہے، وہ بے شک، مجھ (ایک خدا کے) نور کے ایک معمولی عنصر سے قائم ہیں۔تم یہ اچھی طرح جان لو۔(۱۰:۴۱)

(جسم میں جان کا ہونا یہ بھی ایک توانائی اور سلامتی ہے۔)

● بے شک مخلوقات کی اس دنیا کی مخلوق میرے ہمیشہ قائم رہنے والے عنصر (نور سے) قائم ہے۔(اور یہ انسان) نفس (اور) چھ خواہشات (اور) تقدیر (کی وجہ سے تمام) کام کر رہا ہے۔(۱۵:۷)

(نوٹ: مخلوقات کی اس دنیا کی مخلوق میرے ہمیشہ قائم رہنے والے عنصر (نور سے) قائم ہیں۔اس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ بات آسمانی دنیا کی مخلوق یعنی فرشتوں کے لئے نہیں ہے۔بلکہ اس زمین کے انسان اور جانداروں کے لئے ہیں۔اور جان صرف زمین کے جانداروں اور انسان میں ہے۔فرشتے اور جن ایک روحانی شئے ہیں۔)

● جسے روح یا نفس کہتے ہیں وہ ایک روحانی شئے ہے۔جیسے فرشتوں کا وجود ہوتا ہے، اسی طرح نفس کا بھی ایک وجود ہے۔جیسے سوتے وقت قبض یا گرفتار کیا جاتا ہے۔روح جو انسان کا شعور ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔یہ انسان کو ہمیشہ اچھائی کا راستہ بتاتا ہے اور برائی کرنے پر ملامت کرتا ہے۔

روح کا بیان:۔

● اب ہم قرآن کریم کی وہ تمام آیتیں بیان کرتے ہیں جن میں روح کا لفظ آیا ہے۔یہ قرآن میں پانچ چیزوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔(۱) وحی (۲) رحمت (۳) راحت (۴) فرشتے (۵) شعور (اچھے اور برے کی پہچان)۔

● وہ آیت جس میں روح وحی کے لئے استعمال ہوا ہے مندرجہ ذیل ہے بلند درجوں والا عرش کا مالک بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے وحی نازل فرماتا ہے۔تا کہ وہ ملاقات کے دن سے ڈرائے۔(سورۃ مومن آیت ۱۵) اس آیت میں وحی کے لئے روح لفظ استعمال ہوا ہے۔

● وہ آیت جس میں روح کا لفظ رحمت کے لئے استعمال ہوا ہے مندرجہ ذیل ہے۔

میرے پیارے بچو! تم جاؤ اور یوسفؑ اور اس کے بھائی کی پوری طرح تلاش کرو۔اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔یقیناً رب کی رحمت سے ناامید وہی ہوتے ہیں جو کافر ہوتے ہیں۔(سورۃ یوسف آیت نمبر ۸۷) اس آیت میں رحمت کے لئے روح کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

● وہ آیت جس میں روح کا لفظ راحت کے لئے استعمال ہوا ہے مندرجہ ذیل ہے۔

پس جو کوئی بارگاہ الٰہی سے قریب کیا ہوا ہوگا اسے تو راحت ہے اور غذائیں ہیں اور آرام والی جنّت ہے۔(سورۃ الواقعہ آیت نمبر ۸۹۔۸۸) (اس آیت میں راحت کے لئے روح لفظ استعمال ہوا ہے۔)

● وہ آیت جس میں روح کا لفظ شعور کے لئے استعمال ہوا ہے مندرجہ ذیل ہے۔

جس (خدا) نے نہایت خوب بنائی جو چیز بھی بنائی اور انسان کی بناوٹ مٹی سے شروع کی۔ پھر اس کی نسل ایک بے وقعت پانی کے نچوڑ سے چلائی۔ جسے ٹھیک ٹھاک کر کے اس میں اپنی روح پھونکی۔ اسی نے تمہارے کان، آنکھیں اور دل بنائے۔ (اس پر بھی) تم بہت ہی تھوڑا احسان مانتے ہو۔ (سورۃ السجدہ آیت نمبر ۹۔۷) (اس آیت میں روح یعنی شعور ہے۔)

- وہ آیت جس میں روح کا لفظ فرشتے کے لئے استعمال ہوا ہے۔ مندرجہ ذیل ہے۔

شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس (میں ہر کام) کے سرانجام دینے کو اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح (جبرائیل) اترتے ہیں۔ (سورۃ القدر آیت نمبر ۴۔۳)

اس طرح قرآن کریم کی جتنی بھی آیتوں میں روح کا لفظ استعمال ہوا ہے وہ وحی یا رحمت یا راحت یا شعور یا فرشتوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اور کہیں پر بھی انسان کے لئے یا انسان کی روح کے لئے نہیں استعمال ہوا ہے۔

- روح کو انگریزی میں Sprit اور بھگوت گیتا میں روح پر کئی شلوک ہیں مگر کسی میں اس کا نام نہیں ہے بس (ایم) یعنی یہ کہا ہے۔
- بھگوت گیتا میں روح کی مندرجہ ذیل خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔

(۱) نہ یہ مرتی ہے نہ کسی کو مارتی ہے۔ (۲:۱۹)

(۲) یہ لافانی ہے۔ اسے ناپا نہیں جا سکتا۔ یہ ہمیشہ ایک ہی حالت میں رہتی ہے۔ (۲:۱۸)

(۳) یہ کبھی پیدا نہیں ہوتی۔ اس کا وجود نہیں ہے۔ یہ ازلی ہے۔ (۲:۲۰) (یہ شلوک روح کے بارے میں معلومات کے لئے سب سے اہم ہے کیوں کہ ہندو بھائیوں کا عقیدہ ہے کہ روح آخر میں خدا میں سما جائے گی۔ مگر جب اس کا وجود ہی نہیں تو کس طرح کس میں سمائی گی۔)

(۴) اسے کاٹا، جلایا، پانی میں ڈوبایا یا خشک نہیں کیا جا سکتا ہے۔ (۲:۲۳)

(۵) اسے توڑا اور کسی چیز میں گھولا نہیں جا سکتا۔ یہ ہمیشہ رہنے والی اور ہر جگہ رہنے والی ہے۔

(۶) یہ نہ دکھائی دینے والی اور نہ سمجھ میں آنے والی ہے۔ (۲:۲۵)

یعنی جس طرح ہماری یادداشت ہمارے دماغ میں ہے مگر اس کا کوئی مادّی وجود نہیں ہے۔ اسی طرح روح بھی خدا کی طرف سے ایک شعور ہے۔ دانشمندی ہے۔ جس نے انسان کو بندروں کی طرح ہوتے ہوئے بھی اشراف المخلوقات بنا دیا۔ مگر اس کا کوئی وجود نہیں ہے۔

نفس کا بیان:۔

سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۷۳۔۱۷۲ کا مفہوم ہے کہ

- اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا کرنے کے بعد ان کی پیٹھ سے تمام انسانوں کے نفس کو نکالا اور ان سے پوچھا کہ ''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟'' تمام نفوس نے کہا ''بے شک'' (یعنی بے شک آپ ہمارے رب ہیں)۔
- اس واقعے سے جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ

(۱) اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کے نفسوں کو حضرت آدمؑ کے ساتھ ہی پیدا کیا تھا۔ وہ دنیا میں اپنے اپنے وقت میں آتے رہے۔

(۲) شروع میں نفس کی جسامت ایک ذرے کے برابر ہوتی

ہے۔ جیسے (ایٹم) میں کسی (ایلی مینٹس یا مادّے) کی تمام خصو صیات ہوتی ہیں اسی طرح اس (ایٹم) کے سائز کے نفس میں بھی انسان کی تمام صفات ہوتی ہیں یہ پیدائش کے بعد جسم کے ساتھ بڑا ہوتا ہے۔

(۳) شروع ہی سے اس میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہوتی ہے (اسی وجہ سے اس نے کہا بے شک آپ ہمارے رب ہیں۔)

(۴) اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی پیٹھ سے نفسوں کو نکالا یعنی یہ کوئی شئے ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ میں اپنی روح پھونکی اپنی روح ڈالی نہیں۔ یعنی روح کوئی شئے نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی روح میں سے حضرت آدمؑ میں روح پھونکی تھی۔ اس لئے یہ روح اللہ تعالیٰ کے نور کا حصہ ہے اور ہمیشہ پاک اور نیکی کا راستہ بتانے والا ہے۔ عیسائی روح کو Spirit اور نفس کو Soul کہتے ہیں۔

(۶) نفس کے تین اوصاف ہیں۔ نفس امارہ، نفس لوامہ، نفس مطمئنہ، سورۃ یوسف (۱۲:۵۳) میں نفس امارہ کو برائی کی طرف لے جانے والا بتایا ہے یعنی اس میں شر ہے۔

سورۃ فجر (۸۹:۲۷۔۲۸) میں نفس متمئنہ کو جنت میں لے جانے والا بتایا ہے۔ یعنی اس میں خیر اور نیکی ہے۔

سورۃ القیمۃ میں آیت نمبر ۲ میں نفس لوامہ کا صرف ذکر ہے اس کی خصوصیات کا ذکر نہیں ہے۔ مفسرین اسے ملامت کرنے والا لکھتے ہیں۔ جب کہ میری تحقیق کے مطابق یہ انسان کو مسلسل جدو جہد کی طرف راغب کرتا ہے۔

نفس امارہ انسان کو پستی اور برائی کی طرف لے جاتا ہے اس لئے یہ خدا کے نور کا حصہ نہیں ہے۔

خدا نے الہام کیا کہ، عظیم لافانی (ذات کو) برہمہ (خدا) کہتے ہیں۔ (انسان کی اپنی جو) فطرت ہے (اسے) نفس کہتے ہیں۔ مخلوقات (کی) فطرت کو تخلیق کرنا اور (انھیں ان کی زندگی کے) اعمال (ان کو) عطا کرنا (اس خدا کا) کام کہا جاتا ہے۔ (۸:۳)

اس شلوک میں انسان کی فطرت کو نفس کہا گیا ہے۔ جب کہ روح کا بیان شلوک نمبر ۲:۱۹ سے ۲:۳۰ تک ہے۔ اس میں روح کو کسی انسان کی فطرت نہیں کہا گیا بلکہ ایک نہ پیدا ہونے والی لافانی شئے کی طرح تذکرہ ہے۔

- جیسے انسان میں غصہ اور صبر ایک ساتھ میں ہوتا ہے۔ اگر انسان اپنے آپ کو دینی تعلیم سے آراستہ کرے اور نفس پر کنٹرول رکھے تو غصہ کم اور صبر زیادہ ہوگا اور اگر بے دینی اور جہالت کی زندگی گزارے تو غصہ زیادہ اور صبر کم ہوگا۔
- اسی طرح انسان میں ایک ہی وقت میں نفس امارہ، لوامہ اور مطمئنہ تینوں ہوتے ہیں۔ دینی تعلیم پر عمل اور نفس پر کنٹرول اور تقویٰ والی زندگی گزارنے سے انسان میں نفس امارہ کمزور اور مطمئنہ قوی ہوجاتا ہے۔
- نفس ایک شئے ہے۔ جیسے فرشتوں کا وجود ہے اس طرح

اس کا وجود ہے اور یہی ہم ہیں۔ اسی کو ہندی میں آتما اور انگریزی میں Soulیاself کہتے ہیں۔

- قرآن کریم میں نفس پر ساٹھ سے زیادہ آیتیں ہیں۔ ان میں سے دومندرجہ ذیل ہیں۔

جس نے اپنے نفس کو پاک رکھا وہ مراد کو پہنچا اور جس نے اسے خاک میں ملایا وہ خسارے میں رہا۔ (سورۃ شمس آیت نمبر ۹۔۱۰)

یعنی نفس کو سنوارا یا برباد کیا جا سکتا ہے۔

- ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ (سورۃ العنکبوت آیت ۵۷)

یعنی نفس کو تکلیف اٹھانا ہے۔ وہ مرے گی نہیں مگر جہنم میں سزا اور جنت میں آرام کا احساس کرے گی۔

- نفس کا لفظ اللہ تعالیٰ نے اپنی شخصیت کے لئے بھی استعمال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اوپر رحمت کو لازم کر لیا ہے۔ اس آیت میں اپنے آپ کے لئے اللہ تعالیٰ نے نفس کا لفظ استعمال کیا ہے۔

سورۃ الزمر آیت نمبر ۴۲ کے مطابق سوتے وقت ہر روز نفس کو قبض یا جسم سے نکال لیا جاتا ہے۔ اور جاگنے پر واپس جسم میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ یہی نفس ہے جس کی وجہ سے ہم حرکت کرتے ہیں یا عمل کرتے ہیں۔ جسم کے اندرونی تمام افعال اور کام جان کی وجہ سے ہیں۔ انسان چمپانزی سے افضل روح یا شعور کی وجہ سے ہے۔ تو یہ فرق ہے نفس، جان اور روح میں۔

- شلوک نمبر ۱۴:۱۵ کا مفہوم ہے کہ خدا جانداروں کے جسم میں ہضم کرنے والی حرارت بن کر رہتا ہے۔ اس شلوک کا مفہوم ہے کہ جسم میں جو جان ہے جس کی وجہ سے جسم میں حرارت اور کھانا ہضم ہوتا ہے۔ یہ خدا کے نور سے ہے۔

- شلوک نمبر ۱۵:۱۵ کا مفہوم ہے کہ خدا تمام انسانوں کے دلوں میں موجود ہے۔ یادداشت، علم اور بھلانے کی طاقت خدا سے ہے۔ اس کا مفہوم ہے کہ انسانوں میں جو شعور اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہے وہ روح سے ہے جو خدا کا نور ہے۔

- اس طرح جان اور روح جو کہ خدا کے نور کی وجہ سے ہے۔ اور نفس جو کہ خدا کی مخلوق ہے۔ ان کو الگ الگ سمجھنے سے شلوکوں کے مفہوم سمجھنے میں آسانی ہوگی اور شرکیہ عقیدوں سے بچاؤ ہوگا۔

N-3 پُنر جنم کی حقیقت:

توحید، آخرت اور رسالت ان تینوں پر ایمان کے بغیر کوئی بھی آخرت میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ہندو دھرم میں توحید کی تعلیم ہمیں صاف طور سے نظر آتی ہے۔ مگر پوری قوم آخرت سے غافل ہے۔ ان کا پنر جنم یعنی بار بار پیدا ہونے پر پکا عقیدہ ہے۔ اس لئے داعی حضرات کو اس عقیدے کے غلط ہونے کی وجوہات کا ہندو دھرم کی کتابوں کے حوالوں سے اچھی معلومات ہونی چاہئے تاکہ داعی ان کی کتابوں ہی سے ان کو اس بات کا یقین دلا سکے کہ یہ عقیدہ غلط ہے۔ اس مضمون میں ہم تفصیل سے پنر جنم کے غلط ہونے کی وجوہات بیان کر رہے ہیں۔ زیادہ

معلومات کے لئے آپ ''پنر جنم ایک رہسیہ'' نام کی کتاب کا بھی مطالعہ کیجئے۔ جو آپ ہماری ویب سائٹ سے مفت ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں۔

پنر جنم دو لفظوں سے بنا ہے۔ پنر اور جنم۔ پنر یا پنہ iu½ کے معنی ہے دوبارہ یا دوسری مرتبہ۔ اس طرح پنر جنم کا مطلب ہے دوبارہ زندگی یا دوسری زندگی۔ اس پنر جنم لفظ ہی سے یہ مفہوم سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ لفظ مذہبی کتابوں میں صرف دوسری بار زندگی ملنے کے لئے استعمال ہوا ہے نہ کی بار بار جنم لینے کے لئے۔ یعنی مرنے والے کو مرنے کے بعد پھر ایک زندگی ملے گی مگر ایسا صرف ایک بار ہوگا۔ بار بار نہیں۔ اس کے باوجود لوگ پُنر جنم کا مفہوم مرنے کے بعد پھر بار بار پیدا ہونے کا لیتے ہیں۔ اور اسے وہ آواگون بھی کہتے ہیں۔

چونکہ لوگ پنر جنم کا مفہوم آواگون کے مفہوم میں ہی لے لیتے ہیں۔ جو کہ غلط ہے۔ مگر زیادہ رائج یہی غلط مطلب ہے۔ اسی لئے اس مضمون میں ہم جب بھی پنر جنم کا لفظ استعمال کریں گے تو وہ یہی غلط مفہوم کا ہوگا یعنی آواگون کا مفہوم ہی ہوگا۔

پُنر جنم کے مختلف نظریات اس طرح ہیں

(۱) گناہ گار مرنے کے بعد پھر اسی دنیا میں دوبارہ پیدا ہوگا۔ اس کی دوسری پیدائش اس کے گناہوں کے مطابق ہوگی۔ جتنا زیادہ گناہ گار ہوگا اتنی ذلت بھری نئی زندگی ملے گی۔

(۲) مرتے وقت سورج اگر جنوب میں ہو تب ایک نیک انسان بھی مرنے کے بعد جنّت کا راستہ نہیں حاصل کر پاتا ہے۔ بلکہ پھر اسے دنیا میں پیدا ہونا پڑتا ہے۔ مرتے وقت اگر سورج شمال میں ہوا تب ہی ایک نیک انسان کو جنّت کا راستہ حاصل ہوتا ہے۔

(۳) برح دارِنک اپنشد میں لکھا ہے کہ وہ جو جنگل میں رہ کر خدا کی عبادت کرتا ہے صرف وہی جنّت حاصل کر سکتا ہے۔ اس دنیا میں رہنے والے تمام انسان بار بار اسی دنیا میں زندگی اور موت کے چکر میں پھنسے رہیں گے۔

ان نظریات کے علاوہ بھی اور بہت سے نظریات ہیں۔ مگر سب کا یہاں لکھنا مشکل ہے۔

پُنر جنم کا نظریہ کیوں غلط ہے؟

ہندو مذہب کی سب سے مستند مذہبی کتابیں وید ہیں۔ اور ویدوں میں بار بار جنم لینے کا ذکر بالکل نہیں ہے۔ بلکہ اس کی مخالفت کی گئی ہے۔

- پُنر جنم کا نظریہ تین کتابوں میں لکھا ہے۔

(۱) مہابھارت ¼egkHkkjr½

(۲) چھاندوگیہ اُپنشد ¼NknksX; mifu'kn½

(۳) برح دارِنک اُپنشد ¼ojkgnkj.;kd mifu'kn½

- مہاراج وکاسانند برہمچاری ہندو مذہب کے ایک مشہور عالم ہیں۔ انھوں نے جب گہرائی سے اوپر بیان کی گئی تینوں کتابوں کا مطالعہ کیا تو پایا کہ ان کتابوں میں دونوں طرح کے بیان ہیں۔ یعنی ویدوں کی تعلیم کی طرح پنر جنم نہیں ہونے کا بھی بیان ہے۔ اور پنر جنم ہونے کا بھی بیان ہے۔ اور پنر جنم کے ہونے والے بیانوں میں بہت تضاد یا ٹکراؤ ہے یا وہ بار بار

بدلتے رہتے ہیں۔ جب کہ سچ ہمیشہ ایک جیسا اور مستحکم رہتا ہے اور جھوٹ ہی بدلتا رہتا ہے۔ اس لئے مہاراج کہتے ہیں کہ وید ہی سب سے مستند کتابیں ہیں۔ اس لئے جو تعلیم ویدوں کے مطابق اور مستحکم ہے وہی سچ ہے۔ یعنی پنرجنم یا آواگون نہیں ہوتا ہے اور یہی تعلیم سچ ہے۔

- مہاراج وکاسانند برہمچاری نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا عنوان ہے ''پنر جنم ایک رہسیہ'' ۔ اس کتاب میں انھوں نے، مہابھارت، چھاندوگیہ اُپنشد اور برح دار نِک اُپنشد ¼ojkgnkj.;kd mifu'kn½ میں موجود دونوں طرح کی تعلیم کا ذکر کیا ہے۔ یعنی پُنر جنم کے بارے میں ویدوں کے مطابق تعلیم اور ویدوں کے مخالف تعلیم کا ذکر ہے۔

ہم نے مہاراج وکاسانند برہمچاری جی کی کتاب پُنر جنم ایک رہسیہ کو پڑھ کر ہی اس پُنر جنم کے موضوع پر یہ مضمون لکھا ہے۔ سب سے پہلے اپنی تحقیق مہابھارت سے شروع کرتے ہیں۔

بھیشم پِتامہ کی مختصر کہانی اس طرح ہے۔

مہابھارت کی جنگ میں آپ کورو بھائیوں کے سپہ سالار تھے۔ جنگ کے شروع کے دس دنوں میں آپ بہت بہادری سے لڑے اور پانڈوؤں کے لاکھوں فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔ آپ کو شکست دینے کی کسی میں طاقت نہ تھی۔

- شیکھنڈی نام کا ایک زنخہ تھا۔ جو بھیشم پِتامہ سے کسی بات کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔ تو وہ مہابھارت کی جنگ کے دوران ارجُن کے رتھ پر سوار ہو گیا اور عین مقابلہ کے وقت وہ ارجُن کے سامنے دیوار کی طرح کھڑا ہو گیا۔ بھیشم پِتامہ عورتوں اور بچوں پر وار نہیں کرتے تھے۔ اس لئے شیکھنڈی کو ارجُن کے سامنے دیکھ کر انھوں نے وار کرنا روک دیا۔ ارجُن نے موقع پا کر بھیشم پِتامہ پر تیروں کی بارش کر دی اور ان کا جسم تیروں سے چھلنی کر دیا۔ بھیشم پتامہ جب زخمی ہو کر رتھ سے گرے تو ان کے جسم میں ارجُن نے اتنے تیر پیوست کر دیئے تھے کہ جب وہ زمین پر گرے تو جیسے کوئی چار پائی پر لیٹتا ہے ایسے وہ جسم میں دھنسے تیروں کی وجہ سے زمین سے اوپر ہی رہے (ان کے جسم نے زمین کو نہ چھوا۔ بلکہ جیسے کوئی چار پائی پر لیٹتا ہے ویسے وہ تیروں پر لیٹے رہے۔)

مہابھارت جنگ کے وقت سورج جنوب کی طرف تھا۔ پُنر جنم والوں کا نظریہ یہ ہے کہ ایسے وقت میں اگر نیک آدمی بھی انتقال کر جائے تو اسے جنّت کا راستہ نہیں ملتا ہے۔ اسی لئے بھیشم پِتامہ نے اپنے والد شانتنو سے اپنی موت کو آگے بڑھانے کی اجازت مانگی اور اجازت ملنے کے بعد سورج کے شمال کی طرف آنے تک اسی تیروں سے زخمی حالت میں انتظار کرتے رہے اور پھر انتقال کیا۔

- مہاراج وکاسانند برہمچاری جی کی تحقیق کے مطابق مہابھارت میں بھیشم پِتامہ کی موت کے واقعے میں تحریف کی گئی ہے کیونکہ بھیشم پِتامہ اسی دن انتقال کر گئے تھے جب وہ تیروں سے زخمی ہو کر رتھ سے گرے تھے۔

اور مہاراج کی تحقیق کے مطابق سورج جب جنوب میں ہو گا تو جنّت کا راستہ نہیں ملتا ہے یہ نظریہ بھی غلط ہے۔

مہاراج وکا سانند نے ان دونوں کے غلط ہونے کی جو وجوہات ویدوں اور خود مہا بھارت کتاب سے بتائی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

بھیشم پتامہ کے واقعہ میں کیا تحریف ہوئی ہے؟

● مہاراج وکاسانند برہمچاری کے مطابق بھیشم پتامہ کے والد سانتنوں کو موت کو آگے بڑھانے کا حق حاصل نہیں تھا کیوں کہ شانتنوں کے دو بیٹے پہلے فوت ہو چکے تھے۔ اگر شانتنوں کو موت کو آگے بڑھانے کا حق حاصل ہوتا تو وہ دونوں بیٹے فوت نہ ہوتے۔

● مہا بھارت کو نظم کی شکل میں وید ویاس جی نے لکھا تھا جو کہ انتہائی ذہین اور عالم انسان تھے۔ انھوں نے سترہ (۱۷) پُران بھی لکھا ہے جس میں بھویشیہ پُران بھی ایک ہے۔ بھویشیہ پُران میں انھوں نے نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی بھی کی ہے۔ اور آپ ؐ کو سچا پیغمبر لکھا ہے۔

وید ویاس جی نے مہا بھارت کے صرف ۲۴۰۰۰ شلوک لکھے تھے۔ مگر بعد میں لوگوں نے بڑھا کر ایک لاکھ سے زیادہ کر دیا۔

● مہابھارت کے اٹھارہ (۱۸) پروؤں (io½) میں سے ایک پرو کا نام بھیشم پرو (Hkh'e io) ہے۔ اس پرو کے چار اُپ پرو (mi io) ہیں۔ جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ¼tEc[k.M fofuek.k io½
(۲) ¼Hkfe io½
(۳) ¼Jhen Hkxon xhrk io½
(۴) ¼Hkh'e o/k io½

● زخمی ہوتے ہی اسی وقت اگر بھیشم پتامہ انتقال نہ کر جاتے تو اس بھیشم پرو کے چوتھے اُپ پرو کا نام

¼"kj"k;k;k io½ شرشیہ پرو (تیروں کا بستر پرو) ہونا چاہئے تھا۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ بلکہ چوتھے اُپ پرو کا نام بھیشم ودھ یعنی بھیشم کا قتل ہے۔ تیروں کے بستر پر انتظار کرنے کا واقعہ ایک بہت انوکھا واقعہ ہے۔ اگر یہ واقعی ہوتا تو مُصنف وید ویاس بھی اسے کبھی نظر انداز نہ کرتے۔ مگر ایسا ہوا ہی نہیں۔ اس لئے مصنف نے بھی اس پر کچھ نہ لکھا۔

● مہا بھارت کے شروع کے دو ابواب کا نام پروسنگرہ io½ lxg½ ہے۔ ان میں مہا بھارت کتاب کے مضامین کی صرف فہرست ہے۔ جس میں تفصیل سے سارے واقعات کا ذکر ہے۔

● مہا بھارت کے شروع میں ابواب کی فہرست والے دوسرے باب کے شلوک نمبر ۲۵۳۔۲۵۲ کے مطابق بھیشم پرو میں کل ۱۱۷ ابواب ¼v/;k;½ اور ۵۸۸۴ شلوک ہونے چاہیئے تھے۔ مگر ان ابواب میں ملاوٹ اور تحریف ہوئی ہے اس لئے ابواب ¼v/;k;½ کی تعداد اب ۱۲۲، ہے اور شلوک کی تعداد ۶۱۰۰، ہے۔ (پُنر جنم ایک رہسّیہ۔ صفحہ ۶)

(نوٹ: یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وید ویاس جی کے بعد میں بہت سی باتیں مہا بھارت میں لکھی گئی ہیں۔)

● بھیشم پرو کے باب نمبر ۱۳، اور ۱۴، میں سنجئے دھرت راشٹر کو بھیشم پتامہ کے قتل کے بارے میں جانکاری دے رہے ہیں۔ تو ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ ان دونوں باب میں صرف بھیشم پتامہ کے تیروں کے بستر پر ہونے کا ذکر ہوتا۔ مگر باب ۱۳ میں ۴ بار اور باب ۱۴ میں ۱۳ بار بھیشم پتامہ کی موت کا ذکر ہے۔

مثال کے طور پر باب ۱۳ میں اس طرح ذکر ہے۔

fugr Hkh'e Hkjrkuk firkeg 11 ¼13@2½

grk Hkh'e% "kkUruok Hkjrkuk firkeg% 11 ¼13@3½

l"kr fugrk jktu l[; Hkh'e% f"k[kf.Muk 11 ¼13@5½

u grk tke nXU;u l gukgn; f"k[kf.Muk 11 ¼13@2½

● اسی طرف مہا بھارت کے شروع کے فہرست والے پہلے باب میں دھرت راشٹر کے کردار کو نظر میں رکھتے ہوئے مہا بھارت کے واقعات کا تذکرہ ہے۔ اس کے ۱۸۳، اور ۱۸۴، شلوک میں بھی بھیشم پتامہ کی موت کا ذکر ہے نہ کہ تیروں کے بستر پر لیٹنے کا۔ وہ شلوک اس طرح ہیں۔

Lo; eR; fofgr ?kkfedeA ¼egk% vkfn io&1@183½
;FkkJko Hkh'eeR;kUr"kj gr ikFk ukg o'c i/k";eA
¼vkfn&1@84½

● مہاراج وکاسانند برہمچاری جی کہتے ہیں کہ مہا بھارت میں صرف تین جگہوں پر بھیشم کے تیروں کے بستر پر لیٹنے کا ذکر ہے وہ ہے۔

(۱) بھیشم پرو (شلوک نمبر ۱۴۔۱۳)

(۲) فہرست کے ابواب میں شلوک نمبر ۱۸۵

(۳) ادی پرو (vkfn io) کے شلوک نمبر ۲۵۱

مہاراج جی اپنی کتاب ''پنر جنم ایک رہسیہ'' کے صفحہ نمبر (۸) پر کہتے ہیں کہ یہ سب تحریف شدہ ہے یعنی ملاوٹ ہے یا بعد میں جوڑا گیا ہے۔

اس کی وجہ مندرجہ ذیل ہے۔

● مہابھارت کے مصنف وید ویاس جی نے اس جنگ میں بھیشم پتامہ کے ساتھ ہلاک ہونے والے تمام لوگوں کے جنّت میں جانے کا ذکر کیا ہے۔ یہ ذکر انھوں نے (Loxk jkg.k io] سورگ روحن پرو ادھیائے ۵ (v/;k; 5&e= u 27&29) شلوک نمبر ۲۹۔۲۷ اور ادھیائے ۴ اور شلوک ۱۷، ۱۸، ۱۹ اور ۲۱ میں کیا ہے۔ مہابھارت کی جنگ جب ہو رہی تھی تب سورج جنوب میں تھا۔ اس کے باوجود جب سارے ہلاک ہونے والوں کو جیسے درون آچاریہ، کرن، ابھیمنیو وغیرہ ان سب کو جنّت ملی تو مہاراج کہتے ہیں کہ پھر بھیشم پیتا مہا کو چھ مہینے تیروں کے بستر پر تکلیف اٹھانے کی کیا ضرورت تھی۔ اور چونکہ وید ویاس جی نے پورے مہا بھارت میں کہیں پنر جنم کا ذکر نہیں کیا ہے اس لئے بھیشم پتامہ کا پنر جنم والا واقعہ یہ مہابھارت میں بعد میں ملایا گیا ہے۔ یہ مہابھارت کتاب میں تحریف ہے۔ اور غلط ہے۔

● اور چونکہ یہ بھیشم پتامہ کا اپنی موت کو پنر جنم کے ڈر سے آگے بڑھانے کا واقعہ غلط ہے۔ اور پورے مہا بھارت میں وید ویاس جی نے کسی کا بھی دوسری بار جنم لینے کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پنر جنم کا نظریہ وید ویاس جی کا نہیں ہے اور نہ ہی انھوں نے اس کا ذکر اپنی کتاب مہابھارت میں کیا ہے۔

چاندوگیہ اپنیشد :۔

● وید ویاس جی کے ایک شاگرد کا نام ویشم پاین (o"kEik;u) تھا۔ اور ویشم پاین کے شاگرد کا نام تانڈ (rk.M) تھا۔ تانڈ نے سام وید کی ایک شاخ ("kk[kk) یا حصہ پر تحقیق کیا پھر اس کی تشریح کیا جسے تانڈ شاخ (rk.M "kk[kk) کہا جاتا تھا۔

● اس تانڈ شاخ کے ایک حصہ ckEg.k کا نام چھاندوگیہ برہمن NkUnkX; ckEg.k ہے۔ اس چھاندوگیہ برہمن میں دس

ابواب ہیں۔جس میں کے آٹھ ابواب کو ایک کتاب کی شکل دی گئی جسے چاندوگیہ اُپنشد کہتے ہیں۔

● چاندوگیہ اُپنشد میں ۸ ادھیائے، ۱۵۴ کھنڈ اور ۶۲۸ منتر ہیں۔ اس اپنشد میں دو جگہ پرلوک (عالمِ برزخ) کے راستوں اور پُنر جنم کی تفصیل ہے۔

(۱) ادھیائے ۵ کھنڈ ۱۰ کے سبھی دس منتروں میں پرلوک کے راستوں کی تفصیل ہے۔

(۲) ادھیائے آٹھ کے کھنڈ ۶ کے پانچویں منتر میں بھی پرلوک کے راستوں کی تفصیل ہے۔

● چانڈوگیہ اُپنشد کے ادھیائے ۵، اور کھنڈ ۱۰، کے آٹھ شلوکوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) eU= u-1 ^^r| bRFk fon; pegj.; Jn/kk ri gfp'kefe lHkoUrpfpikgj,b0;iklr r vki;ek.k&i{kek i;ek.k i{kk /kkU"k M nM Mfr ek lkLrkuAA**

جو(iUpkfXu) پنچاگنی کے علم کو حاصل کر کے جنگل میں رہتے ہوئے عقیدت سے عبادت اور ریاضت کرتے ہیں وہ مرنے کے بعد تیز روشنی کی کرنوں پر سواری کرتے ہیں۔کرنوں سے دن، دن سے شُکل پکش پھر شُکل پکش سے اُترائن **mRrjk;.k** کے چھ مہینے کو پالیتے ہیں۔ (ادھیائے ۵، کھنڈ ۱۰، شلوک نمبر ایک)

(پنچاگنی آگ کے ذریعے عبادت کرنے کا طریقہ ہے۔)

(۲) eU= u- 2 ^^ekl H; loRlj loRljk nkfnR; ekfnR;kPpUnel pUnelk fo|r rRi:'kk gekuo% l bukUcã xe;R;"k no;ku% iUFkk bfrAA**

اُترائن کے چھ مہینوں کے بعد سن وتسر loRlj کو پالیتے ہیں۔سن وتسر سے آدیتیہ ، پھر آدیتیہ vfnR; سے چندرما۔پھر چندر ما سے وِدھیوت fo|r کو پاتے ہیں۔وہاں پر ایک بزرگ ہستی ہے جو اس روح کو ijcã سے ملا دیتی ہے۔ وہیں پر جنّت کا راستہ یعنی no;ku ہے۔(شلوک نمبر۲)

(خلاصہ: جنّت کا راستہ انھیں کو ملے گا جو جنگل میں پنچاگنی علم کے ذریعے عبادت کرتے ہیں۔)

(۳) eU= u- 3 ^^vFk ; be Hkke b'Vkir nUrfe0;iklr r /keefHkl HkofUr /keknf= jk=j ij i{ke iji{kk|kU'k mnf{k.kfr eklkLrkUur loRlj efHk ik;ofUrAA**

اور جو لوگ شہروں اور گاؤں میں رہتے ہیں اور جو خدا کی عبادت کے ذریعے یا خدمت خلق کے ذریعے یا صدقہ خیرات کے ذریعے عبادت کرتے ہیں۔وہ مرنے کے بعد دھویں پر سواری کرتے ہیں۔دھویں سے رات میں۔رات سے قمری مہینوں کی چودہ تاریک راتوں کو حاصل کرتے ہیں۔ جسے کرشن پکش ki{k.'– کہتے ہیں ان لوگوں کو سنوتسر نہیں ملتا۔(شلوک نمبر۳)

(۴) eU= u- 4 ^^eklH;% firykd firykdknkdk"k ekdk"kkPpUnele'k lkek jktk rnnokuk eUu r nok Hk{;fUrAA

کرشن پکش سے وہ دکشینا ین nf{k.kk;.k

کو حاصل کرتے ہیں۔(دکشینا ین یعنی جب سورج جنوب میں

ہوتا ہے) پھر وہ پتر لوک کو حاصل کرتے ہیں پھر پتر لوک سے آسمان، آسمان سے چاند کو پالیتے ہیں۔ یہ چاند ہی سوم رس ہے۔ وہ سبھی کی غذا ہے سارے فرشتے nox.k اسی کو کھاتے ہیں۔ (شلوک نمبر۴)

(۵) eU= u- 5 rfLeU;k oRI ikr ef'kRok Fkr eok/;ku iufucrUr ;Fkrekdk"kekdk"kk }k; ok;HkRok ?kek ?kek Hkofr ?kek HkRokHk HkofrAA

جب تک اچھے اعمال کے بدلے اچھے دن گزارنے کا وقفہ ہوتا ہے۔ وہ چندر منڈل میں رہتے ہیں۔ پھر اس کے بعد پہلے بیان کئے ہوئے راستے سے لوٹ آتے ہیں۔ پہلے وہ آسمان پر آتے ہیں پھر ہوا پر سوار ہوتے ہیں۔ پھر دھویں پر سوار ہوتے ہیں پھر دھویں سے بادل بن جاتے ہیں۔ (شلوک نمبر۵)

(۶) eU= u- 6 vHk HkRok e/kk Hkofr e/kk HkRok io'kfr r bg ohfg;ok vk'kf/k ouLir ;fLr ykHkk'kk bfr tk;Ur grk o [ky nfu"iirj ;k ;k |UuHkfUr ;k jr% flUpfr r); ,o HkofrAA

پھر بادلوں سے بارش کی شکل میں برستے ہیں۔ اس وقت وہ سبھی روحیں اس دنیا میں چاول، جو، دوائیں پیڑ پودے اُرد کی دال، اور تِل وغیرہ بن کر ظاہر ہوتے ہیں۔ پھر ان سب چیزوں کو جاندار کھاتے ہیں۔ اور جب وہ بچہ دیتے ہیں تو وہ سب روحیں انھیں جانداروں کے بچوں کی شکل میں پیدا ہوتی ہیں۔ ایسے آواگون سے نکلنا مشکل ہوتا ہے۔ (شلوک نمبر۶)

(۷) eU= u- 7 ^^r| bg je.kh;pj.kk vH;k"kk g ;Ur je.kh;k ;kfueki?kjUcã.k;kfu ok {kf=;;kfu ok o";;kfu okFk ; bg dijpj.kk vH;k"kk g ;Rr di;k ;kfueki|ju J;kfu ok ldj;kfu o p.Mky;kfu okAA**

ان سبھی روحوں میں جو اچھے اعمال والے ہوتے ہیں وہ جلد ہی پھر سے اچھا جنم لیتے ہیں۔ جیسے برہمن، شتریہ ویشیہ وغیرہ۔ اور جو بد اعمال والے ہوتے ہیں وہ جلد ہی اور بھی بُری شکل میں پیدا ہوتے ہیں جیسے کُتا، سُور، چنڈال وغیرہ۔ (شلوک نمبر۷)

(۸) eU= u- 8 ^^vFkr;k% iFkku p u rkuhekfu {k}k.;Idnkorhfu Hkrkfu HkofUr tk;Lo fe;LoR;rRrh; Lfkku rukIk ykdk u Ii;r rLHkkTtxIIr rn'k "ykd% AA** ¼Nk%&5@10@8½

جو روحیں ان دونوں راستوں (یعنی تاریک اور روشن راستوں) کو نہیں پاتی ہیں۔ ان کو تیسرا راستہ ملتا ہے جسے ترتیتیہ مارگ rrh; ekx کہتے ہیں۔ اس راستے کو پانے والے کیڑوں مکوڑوں کی شکل میں پیدا ہوتے ہیں جن کی زندگی میں مرنا اور جینا بس یہی دو کام ہوتے ہیں۔ اس لئے دنیاداری سے نفرت کرنا چاہیئے۔ اور جنگل کی زندگی اپنانا چاہیئے۔ (شلوک نمبر۸)

● اوپر بیان کئے گئے شلوک کے ترجمے کو اگر ہم پھر سے پڑھیں تو تین باتیں سمجھ میں آتی ہیں۔

(۱) انسان پنچاگنی کا جاننے والا ہونا چاہیئے۔

(۲) انسان پنچاگنی کو جان کر جنگل میں رہنے والا ہو۔

(۳) انسان پنچ اگنی کو جان کر جنگل میں رہتے ہوئے عقیدت کے ساتھ، ریاضت اور عبادت کرنے والا ہو۔ ایسا ہی انسان مرنے کے بعد دیویان یعنی جنّت کے راستے کو حاصل کر پائے گا۔

● مہاراج وکاسانند برہمچاری جی کہتے ہیں کہ جنّت کا راستہ حاصل کرنے کی جو تین شرائط ہیں وہ کیا بھیشم پتامہا میں تھیں؟ اس لئے یا تو بھیشم پتامہ کو بھی جنّت کا راستہ نہیں ملا اور اگر بھیشم

پتا مہ کو جنّت کا راستہ مل گیا تو یہ تین شرطیں غلط ہیں۔

● مہاراج جی کہتے ہیں جو لوگ سماج میں رہ کر خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ اور خدمت خلق کا کام کرتے ہیں اور صدقہ خیرات کا کام کرتے ہیں۔ انھوں نے کیا غلط کام کیا جو انھیں جنّت کا راستہ نہ ملے۔ کیا سماج میں رہ کر نیک کام کرنا گناہ ہے؟

اگر اس کائنات کے خالق و مالک نے نجات کا راستہ صرف جنگل میں رہ کر عبادت کرنے کے ذریعے رکھا ہوتا تو آج انسان پیدا نہ ہوتے اور نہ ہم اور آپ ہوتے۔

● جنگل میں رہنا ویدوں کی تعلیم نہیں ہے۔ اس لئے پرانے زمانے کے علماء بھی گاؤں اور شہروں میں رہتے تھے۔ اور ان کی زندگی میں بھی بیوی اور بچوں کا ذکر ملتا ہے۔ (مثال کے طور پر رِگ وید کے دوسرے منڈل کے سبھی منتر میں اسی کا ذکر ہے۔)

● اسی طرح رِگ وید کے چھٹے منڈل کے ۶، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۷، ۲۴ تک سبھی سکتوں کے آخر میں لکھا ہے کہ ''ہم لوگ اپنے بیٹوں کے ساتھ سو سال تک سکھ کی زندگی گزاریں۔'' یعنی بیوی بچوں کے ساتھ خوشحال زندگی گزارنا یہ خدا کی ایک نعمت ہے جس کے لئے دعا کی جاتی ہے۔

تو وید ہی سچے ہیں۔ اور جو کچھ ویدوں کی تعلیم کے خلاف لکھا ہے وہ سچ نہیں ہوسکتا۔ اس لئے جنگل میں رہ کر عبادت کرنے پر ہی جنّت ملے گی یہ بات سچ نہیں ہے۔

● چانڈوگیہ اُپنشد (۸-۱۰-۵) میں ہم نے پڑھا کہ دیویان اور پِرت یان ان دو راستوں کے علاوہ بھی ایک تیسرا راستہ ہے۔ یہ بات بھی اس اُپنشد میں غلط ہے۔ کیوں کہ ویدوں اور بھاگوت گیتا میں صرف دو ہی راستوں کا ذکر ہے۔ مثال کے طور پر بھگوت گیتا۔ میں لکھا ہے۔

میرے ذریعے ویدوں میں بھی (مرنے کے بعد) اس دنیا سے (جانے کے لیے دو) راستے (بتائے گئے ہیں۔) ان دونوں راستوں میں بے شک ایک ''روشنی کا راستہ'' ہے اور دوسرا ''تاریکی کا راستہ'' ہے۔ ایک راستہ (پیدائش اور موت کی بار بار) واپسی یا گردش نہ ہونے والے (جنّت کے) مقام کی طرف جاتا ہے اور دوسرا (تاریکی کا راستہ ہے جو کہ) بار بار (پیدائش اور موت کی) واپسی یا گردش والے (جہنم کے) مقام کی طرف جاتا ہے۔

(۸:۲۶)

جب تیسرے راستے کا ذکر کسی وید میں نہیں تو اس اپنشد میں کہاں سے آ گیا۔

ویدوں کی تعلیم کی حمایت والا شلوک

● چانڈوگیہ اُپنشد میں اب تک ہم نے جو پڑھا ان سب میں ویدوں کی تعلیم کے خلاف والی باتیں تھیں۔ اب ہم اسی اُپنشد میں پرلوک (عالمِ برزخ) کی کچھ اور باتیں پڑھتے ہیں جو ویدوں کی تعلیم کے مطابق ہیں۔ وہ باتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

vUo;%& vFk l= ,or vLekr Hkkjhje mRdkefr vFk ,r% ,o jf"efHk% m)e vkØer] l% vke bfr o }mr ok eh;r] l ;kor f{kl;r] eu% rkor vkfn0;e xPNfrA ,rr o [ky ykd }kje fon'ke iinue fujk/k vfon'kkeA¼Nk-¾ 8@6@5½

● اسی چانڈوگیہ اُپنشد میں ادھیائے ۸، منڈل ۶ اور منتر ۵ میں لکھا ہے کہ جب روح جسم سے نکلتی ہے تو روشنی کے ذریعے اوپر

کی طرف سفر کرتی ہے۔ اگر اس انسان کی موت خدا کو یاد کرتے ہوئے ہوئی ہوگی تو ضرور اوپر کی طرف سفر کرتی ہے وہ آدیتیہ نام کی دنیا میں اتنی ہی جلدی پہنچ جاتی ہے جتنی دیر میں دل ایک خیال سے دوسرے خیال کی طرف جاتا ہے۔ (یعنی بہت جلدی) یہ آدیتیہ لوک ہی جنّت کا دروازہ ہے۔ جس میں سے صرف عالم اور عابد ہی داخل ہوتے ہیں۔ اس میں جاہل داخل نہیں ہوسکتے ہیں۔ (پُنرجنم ایک رہسّیہ، صفحہ نمبر۲۲)

● اب چانڈوگیہ کی اس تعلیم پر غور کیجئے یہ تعلیم ویدوں سے ملتی جلتی ہے۔ ایک ہی اُپنشد میں دو طرح کی تعلیم کیسے ہوسکتی ہے۔ ابھی ہم نے اس اُپنشد میں پڑھا کہ پنچ اگنی کے علم اور جنگل میں رہ کر عبادت کے بغیر جنّت نہیں ملے گی۔ اور مرتے وقت سورج شمال کی طرف نہ ہوا تو جنّت کا راستہ نہیں ملے گا۔ اور زمین پر پھر جنم لینا پڑے گا۔ اور ابھی ہم پڑھ رہے ہیں کہ اگر نیک انسان ہے اور خدا کا نام لیتے ہوئے دم نکلے تو فوراً جنّت کے دروازے تک پہنچ جاتا ہے۔ کیا ایک ہی اُپنشد میں دو طرح کی تعلیم سے آپ کو تعجب نہیں ہوتا ہے۔ واقعی یہ تعجب والی بات ہے۔ اور یہ اس لئے کہ اس میں ایک صحیح اور ایک غلط ہے۔ صحیح تعلیم وہ ہے جو ویدوں سے ملتی جلتی ہے۔ یعنی انسان کی روح مرنے کے بعد اوپر کی طرف سفر کرتی ہے اور بہت جلدی عالمِ برزخ میں پہنچ جاتی ہے۔ جب کہ پُنرجنم والا اور سورج سے تعلق رکھنے والا جنّت کا راستہ ویدوں کی تعلیم نہیں ہے اس لئے وہ سب تعلیم اس اُپنشد میں بعد میں شامل کی گئی یا وہ تحریف شدہ۔ اور من گھڑت ہے۔

برح دار نِک اُپنشد:

برح دار نِک اُپنشد کو رِشی یگ ولکیہ (;kKoYD;) نے لکھا تھا۔ رِشی یگ ولکیہ رشی ویشم پاین (_f'k o"kEik;u) کے شاگرد ہیں اور رِشی ویشم پاین رِشی وید ویاس جی کے شاگرد ہیں۔

● برح دار نِک اُپنشد یجُر وید کی شُکلا شاخ کے برہمن شت پے کے۱۴، ادھیائے کو لے کر بنا ہے۔ اس اُپنشد میں ٦، ادھیائے ہیں۔ ان ادھیائیوں میں کل ۴۷ برہمن ہیں۔ اور کل ۴۳۵ منتر ہیں۔

● اس اُپنشد میں کل تین جگہوں پر پرلوک کا ذکر ہے۔

(۱) چوتھے ادھیائے کے چوتھے برہمن میں۔

(۲) پانچویں ادھیائے کے دسویں برہمن میں۔

(۳) چھٹے ادھیائے کے دوسرے برہمن میں۔

● چوتھے ادھیائے کے چوتھے برہمن میں شلوک نمبر ۳، اس طرح ہے۔

^^r|Fkk r.ktyk;dk r.kkL;kUr xRok gU;kek deekdE;kRekueil gjU; oe ok;eRen Hkkjhj fugR;kg fo|k xef;RokgU;ek deekdEikRekuu Hkil gjfrAA**
¼o-vk-¾4@4@03½

جیسے گھاس پر چلنے والا کیڑا گھاس کے ایک تنکے سے دوسرے تنکے پر جانے کے لئے اپنے جسم کو پہلے سیکوڑتا ہے پھر دوسرے تنکے کا سہارا لینے کے بعد پہلے تنکے کو چھوڑ دیتا ہے۔ اسی طرح روح پہلے جسم کا سہارا چھوڑ کر اپنے گناہ اور جہالت کو چھوڑ کر کے اپنے آپ کو سنوارتے ہوئے دوسرے نئے جسم کی

پناہ لیتی ہے۔

^^r|Fkk i"kLdkjh i"kIk ek=kiiknk;kU;Uuorj dY;k.krj :i rur ,oeok;ekRen Hkkjhj fug0;k gfo|k xefeRok gU;kUuorj gU;kUuorj dY;k.krj :i d:r fiJ ok xkU/ko ok no ok ckã okgU;"kk o HkrkukeAA ¼c- vk-¾ 4@4@4½

● چوتھا شلوک کہتا ہے کہ جس طرح سُنار سونے کو نئے نئے روپ دیتا ہے۔اسی طرح روح پرانے جسم کی تمام یادداشتوں کو بھلا کر جہالت سے نجات پا کر یا دوسرے جانداروں کی نئ شکل کو اختیار کرتی ہے۔یا نئے روپ کی تخلیق کرتی ہے۔

● مہاراج وکاس آنندجی کہتے ہیں کہ بردارِنک اُپنشد کے اوپر بیان کئے گئے دونوں شلوکوں کی تعلیم ویدوں کے مندرجہ ذیل منتروں کی تعلیم سے مختلف ہیں۔وید کے دونوں منتر اس طرح ہیں۔

● (عالمِ برزخ) پرلوک میں روح کو نیا جسم ملے گا۔ پرلوک میں سبھی روحوں کو دیوتاؤں (فرشتوں) کی نسل میں رہنا ہوگا۔ پرلوک میں روحیں آزاد نہیں ہوں گی اور ان روحوں کو اپنے اعمال کا پھل بھی چکھنا ہوگا۔ (رِگ وید۲۔۱۶۔۱۰)

● روحیں کس راستے سے پرلوک (عالمِ برزخ) جائیں گی وہ یم دوت (موت کا فرشتہ) پہلے ہی بتا دیتا ہے۔ وہ راستہ کبھی برباد نہ ہوگا۔ جس راستے سے پہلے کے لوگ گئے ہیں۔ اپنے اپنے اعمال کے مطابق لوگ اسی راستے سے جائیں گے۔

(رِگ وید۲۔۱۴۔۱۰)(پنرجنم کا رہسیہ صفحہ نمبر ۲۶)

تو دونوں شلوک سے ظاہر ہوتا ہے کہ روح اپنی مرضی سے کسی بھی روپ میں پھر جنم لینے کے لئے آزاد نہیں ہے۔ بلکہ

(۱) پُنر جنم نہیں ہوگا بلکہ مرنے والے کو پرلوک میں ایک نیا جسم ملے گا۔

(۲) اسے کس راستے سے جنّت یا جہنم میں جانا ہے۔ یہ یم دوت بتائے گا۔اور اعمال کے مطابق جنّت یا جہنم کا راستہ ملے گا۔

(۳) پرلوک میں ہی اسے اپنے اعمال کی سزا ملے گی۔

● اس اُپنشد کے چھٹے شلوک کا مفہوم ہے کہ جن لوگوں کا دل خواہشات سے بھرا ہوتا ہے وہ اگر نیک کام بھی کریں تو مرنے کے بعد وہ اپنے نیک عمل کے مطابق کچھ دن پرلوک میں آرام سے رہتے ہیں مگر وہ مختصر وقفہ ختم ہونے کے بعد پھر اسی دنیا میں بار بار جنم لینے لوٹ آتے ہیں۔اور جو مخلص ہیں جنہیں کسی چیز کی خواہش نہیں۔اور جو ہر کام صرف خدا سے بدلے کی امید سے کرتا ہے۔اس کا پنر جنم نہیں ہوتا ہے وہ تو برہم کی طرح ہوکر برہم میں ہی سما جاتا ہے۔

● اوپر بیان کئے گئے شلوک کے مطابق سبھی خواہش والے انسان جہنم میں جائیں گے۔مہاراج وکاس آنندجی کہتے ہیں کہ ایسا کون سا انسان ہے جس کے دل میں کوئی تمنا نہ ہو۔صرف تمنا اور خواہش کرنے سے اگر جہنم ملنے لگے تو اس طرح تو کوئی انسان کامیاب ہو ہی نہیں سکتا ہے۔

تو جو کچھ ہم نے اوپر برح دارِنک اُپنشد کے تین شلوک پڑھے وہ ویدکی تعلیم کے خلاف تھے۔

● اب ہم برح دارِنک کا ایک شلوک پرلوک کے بارے میں پڑھتے ہیں جو ویدوں کے مطابق ہے۔

^^;nk o i:'kk gLekYykdkRifr l ok;ekxPNfr rLe l rr foftgkr ;Fkk jFkpØL; ,o ru l m/o vkØer l pUnelkxPNr rLe l rr foftgr ;Fkk nUnHk% [k ru l m/o vkØer l ykd ekxPNR; Hkkdefge rfLeuolfr Hkk"orh lek%AA ¼o-vk- mi- 5@10@1 eU=½

جب انسان مرنے کے بعد پرلوک کی طرف سفر کرتا ہے تو وہ سب سے پہلے ہوا کے جہاں میں داخل ہوتا ہے۔ وہاں پر ہوا اپنی ہوا کی چادر میں سوراخ کر کے اسے راستہ دیتی ہے۔ یہ سوراخ رتھ کے پہیئے کی شکل کا ہوتا ہے۔ اس راستے سے وہ اُپر کی طرف اٹھتا ہے۔ اس کے بعد وہ سورج کے جہاں میں داخل ہوتا ہے۔ اس دنیا میں بھی ممبر نام کے ہتھیار کی شکل کے سوراخ کی طرح اس کا راستہ ہوتا ہے۔ وہاں سے وہ اوپر کی طرف اٹھتا ہے۔ اور چاند کی دنیا میں پہنچ جاتا ہے۔ وہاں سے اس کے لئے دُن دُبھے کے شکل کی طرح سوراخ کا راستہ دیا جاتا ہے۔ اس دنیا سے وہ اوپر اٹھتا ہے اور وہ اشوک (جہاں ذہنی تناؤ نہیں) اور ہم (جہاں جسمانی تکلیف نہیں) ایسی دنیا میں پہنچ جاتا ہے اور وہاں لمبے عرصے کے لئے قیام کرتا ہے۔

اس منتر میں مرنے کے بعد کا سفر کچھ کچھ ویدوں کی تعلیم کی طرح ہے۔ یعنی مرنے والے کے عالمِ برزخ میں جانے کے راستے کا سورج سے کوئی تعلق نہیں۔ نہ ہی وہ اپنی خواہشات وغیرہ کی وجہ سے یا اور کوئی وجہ سے پنرجنم کے لئے زمین پر واپس آتا ہے۔ بلکہ اوپر چڑھتے ہی چلا جاتا ہے۔

- جب ایک ہی اُپنشد میں دو مختلف تعلیم ہو تو وہ تعلیم جو ویدوں سے ملتی جلتی ہے اسے ہی اپنایا جائے گا۔ چونکہ اوپر بیان کی گئی تفصیل ویدوں سے ملتی ہے۔ اس لئے اسے اپنا کر پہلے کے تمام شلوکوں کو جس میں پنرجنم کا ذکر ہے اور مُکتی ملنے کی بہت ساری دشواریاں ہیں ہم ان سب کو چھوڑ دیتے ہیں۔

- مہاراج وکاسانند برہمچاری جی کہتے ہیں سچ ہمیشہ ایک جیسا اور قائم رہتا ہے۔ اور جھوٹ بار بار بدلتا رہتا ہے۔

ایک ہی اُپنشد میں اس طرح مرنے کے بعد کا اور پنرجنم کا دو یا تین طرح کا بیان اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ پنرجنم کا عقیدہ بعد میں ملایا گیا ہے۔ اور یہ اصل وید کی تعلیم کے مطابق نہیں ہے۔ اور غلط ہے۔

- اس طرح یہ ثابت ہوا کہ مہابھارت، چانڈوگیہ اُپنشد اور برح دار نِک اُپنشد میں جو پنرجنم کا نظریہ ہے یہ ویدوں کی تعلیم نہیں ہے۔ بلکہ بعد میں تحریف کی گئی ہے یا ملایا گیا ہے۔

- مہاراج وکاسانند برہمچاری جی کی کتاب ''پنرجنم ایک رہسیہ'' آپ مندرجہ ذیل ویب سائٹ سے مفت ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں۔ www.qskhan.com

N-4 بھگوت گیتا میں زندگی اور موت کے چکر کا مفہوم :۔

- اگر پنرجنم کا عقیدہ غلط ہے تو بھگوت گیتا کے مندرجہ ذیل شلوک کا کیا مفہوم ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ''اے ارجن! خدا کے مقام کے اطراف میں جتنے بھی عالم ہیں وہاں بار بار (زندگی اور مرنے کا) چکر چلتا رہتا ہے۔ لیکن اے کُنتی کے بیٹے مجھ کو پانے کے بعد بار بار پیدائش نہیں ہوتی۔'' (۸:۱۶)

- ایسے شلوک کی تشریح عام طور پر اس طرح کی جاتی ہے کہ لوگ گناہ کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی سزا پانے کے لئے پھر اس دنیا میں جنم لیتے ہیں۔ پھر گناہ کرتے ہیں۔ پھر جنم لیتے ہیں۔ اس طرح مرنے اور پیدا ہونے کا سلسلہ اس وقت تک چلتا رہتا ہے جب تک انسان اپنے آپ کو گناہ سے ایک دم پاک نہ کر لے۔ جب وہ گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ پھر وہ ایشور میں سما جاتا ہے۔

● ایشور میں سمانے کا ان کا نظریہ اس طرح ہے کہ ساری کائنات ایشور کا ہی حصہ ہے۔ ایشور ایک سمندر کی طرح ہے۔ اور جس طرح زمین پر جو کچھ بھی پانی ہے وہ سمندر سے بادل کی طرح نکل کر برسا ہوا پانی ہے۔ اور ایک دن وہ واٹر سائکل (Water Cycle) پوری کر کے پھر سمندر میں مل جائے گا۔ اسی طرح ہماری روحیں یہ ایشور سے نکلی ہوئی ہیں۔ اور انسان اپنی روح کو پاک صاف کر کے پھر ایک دن ایشور سے مل جاتا ہے یا ایشور میں سما جاتا ہے۔

● یہ دو نظریات کتنے صحیح ہیں اس کا اب ہم جائزہ لیتے ہیں۔ بھگوت گیتا کے تین شلوک اس طرح ہیں۔

● میری نا دکھائی دینے والے جسم یا شکل کے ذریعے اس ساری کائنات کا وجود ہے۔ تمام مخلوقات مجھ سے قائم ہیں۔ اور میں ان پر منحصر نہیں ہوں۔ (9:4)

● نہ (تمام) مخلوقات مجھ میں رہتے ہیں۔ اور (نہ میں) مخلوقات میں رہتا ہوں۔ مجھ سے جڑی عظیم قدرت کو دیکھو، میں خود تمام مخلوقات کا خالق ہوں اور تمام مخلوقات کا پالنے والا ہوں۔ (9:5)

● اے کنتی کے بیٹے (ارجن)، میرے حکم اور قدرت سے یہ سب جاندار اور بے جان چیزیں وجود میں آتی ہیں۔ اور اسی وجہ سے اس کائنات میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ (9:10)

ان تینوں شلوک کی تعلیم سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ خدا نے سب کو بنایا ہے۔ خدا کی قدرت سے سب جیتے مرتے ہیں اور نہ خدا کسی میں سماتا ہے اور نہ کوئی روح خدا میں سماتی ہے۔

اس طرح یہ نظریہ کہ انسان اپنی روح کو پاک کر کے ایشور میں سما جاتے ہیں یہ نظریہ غلط ہے۔

● اب ہم بار بار مرنے اور جینے کے نظریے کی تحقیق کرتے ہیں۔ شلوک نمبر ۸:۱۶ میں لکھا ہے کہ خدا کے مقام کے نزدیک جینے مرنے کا سلسلہ مسلسل چلتا رہتا ہے۔ تو یہ خدا کا مقام کیا ہے؟

خدا کا مقام جنّت ہے۔

تو جنّت کے نزدیک کیا ہے؟

کیا یہ ہماری زمین ہے؟

نہیں۔

جنّت کے نزدیک ۸۴ لاکھ جہنم ہیں جو خدا کے مقام کے چاروں طرف ہیں۔ (گروڑ پُران)

خدا کا مقام جنّت ہے۔ جنّت یہ وسیع اور پھیلا ہوا اونچا مقام ہے۔ رِگ وید میں جنّت کے بارے میں ایک شلوک اس طرح ہے۔

"تم وہاں اپنی صداقت کی وجہ سے اس مقام کو دیکھنا جو انتہائی وسیع المنظر ہے۔" (رِگ وید ا۔۲۱۔۶، "اگر اب بھی نہ جاگے تو" صفحہ نمبر ۱۳۸)

آچاریہ سائن نے اس وسیع المنظر مقام کو جنّت کہا ہے۔

● جیسے کسی مضبوط قلعہ کے چاروں طرف گہری خندق ہوتی ہے۔ اسی طرح جنّت کے چاروں طرف گہری جہنم ہے اور جنّت

میں جانے والے کو جہنم کے اوپر سے پُل صراط سے گزرنا ہی ہوگا۔

جہنم کے گہرے مقام کو وید میں اس طرح کہا گیا ہے۔

جو لوگ گنہگار ہیں ان کے لئے یہ اتھاہ گہرائی والا مقام وجود میں آیا ہے۔(رگ وید۴۔۵۔''اگر اب بھی نہ جاگے تو'' صفحہ نمبر ۱۳۹) آچاریہ سائن نے اس گہرے مقام کو جہنم لکھا ہے۔

● بھگوت گیتا میں جہنم میں جانے کا صاف صاف بیان مندرجہ ذیل شلوک میں ہے۔

''بے شمار فکر (اور) الجھن (اور) بھرم (کے) جال میں پھنسے ہوئے، نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے عادی (مرنے کے بعد) ناپاک جہنم (میں) اتر جاتے ہیں۔'' (۱۶:۱۶)

اگر پنر جنم کا نظریہ صحیح ہوتا تو یہاں جہنم میں گرنے کے بدلے پھر دوسری بار پیدا ہونے کا ذکر ہوتا مگر یہاں گنہگار کا صاف طور پر جہنم میں جانے کا بیان ہے۔

● گروڑ پران کے مطابق جہنم کی سزا میں گناہ گار کے جسم کو بار بار سانپ نگل لیتے ہیں یا وہ پہاڑ سے گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا ہے۔ یا یم دوت اسے ہتھیار سے کاٹ کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں۔

تو جب ایک بار جسم سزا دینے کے لائق نہیں رہتا تو خدا پھر گناہ گار بندے کو دوسرا جسم عطا کر دیتا ہے تا کہ سزا کا سلسلہ مسلسل چلتا رہے۔

شلوک نمبر ۸:۱۶ کا یہی مفہوم ہے کہ خدا کے مقام یعنی جنّت کے اطراف میں جو جہنم ہے وہاں زندگی اور موت کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ اور جو خدا کے مقام (یعنی جنّت) کو پا لیتا ہے پھر اسے موت نہیں آتی یعنی اس کا جسم لافانی ہوجاتا ہے۔

تو بھگوت گیتا میں جہاں اس طرح بار بار گردش یا بار بار پیدائش والے الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہ جہنم میں بار بار پیدائش کے لئے استعمال ہوئے ہیں اس دنیا اور اس زمین کے لئے نہیں۔

تو بھگوت گیتا میں بھی پنر جنم کا نظریہ نہیں ہے کیوں کہ یہ سرے سے غلط نظریہ ہے۔ اور اس کے غلط ہونے کی مہر مندرجہ ذیل شلوک ہیں۔

● پھر اس (آخرت کے) مقام کو تلاش کرنا چاہیئے جہاں جا کر (کوئی بھی) دوبارہ (اس دنیا میں) واپس نہیں آتا اور (جہاں جا کر) بلاشبہ اسے (اس) سب سے اول ذات (خدا) کی پناہ مل جاتی ہے۔ (یہ آخرت وہ مقام ہے) جس کی وجہ سے (اس) قدیم (دنیا کی) شروعات اور پھیلاؤ ہے۔ (۱۵:۴)

N- 5 اپنے نیک اعمال کے اجر کی تمنّا کیوں نہ کریں ؟

● روایات میں ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بزرگ تھے۔ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ! تو مجھے دُنیا کی فکر سے آزاد کر دے، تا کہ میں شب و روز تیری عبادت کیا کروں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی سُن لی۔ اُن کو ایک جزیرہ پر پہنچا دیا۔ جزیرہ پر ایک انار کا درخت اُگا دیا اور ایک چشمہ جاری کر دیا۔ وہ بزرگ روز ایک انار کھاتے، چشمہ کا پانی پیتے اور شب و روز خدا کی عبادت میں مشغول رہتے۔

اپنی پانچ سو سال کی عمر میں وہ بغیر گناہ کیے مسلسل عبادت کرتے رہے۔ اُن کی وفات کے بعد جب فرشتوں نے اُنہیں خدا کے حضور پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جا میں نے تجھے اپنے فضل سے بخش دیا۔

بزرگ کو بڑا عجیب سا لگا، اور اُن کے دِل میں ایک گُمان سا گزرا کہ میری بخشش کے لئے تو میری پانچ سو سال کی عبادت سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے کیسے بخشا؟

اللہ تعالیٰ تو دِلوں کی بات بھی جانتا ہے۔ اُس نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اِنہیں جنت میں لے جاؤ مگر پیدل۔

جنت کا راستہ جہنم کے اوپر سے ہو کر گزرتا ہے۔ پُل صراط جو کہ جہنم کے اوپر ہے اُس پر سے ہر ایک کو پار ہونا ہے۔ اللہ کے نیک بندے اِس پُل سے بجلی کی تیزی سے گزر جائیں گے، مگر جو نیک نہیں اُنہیں مشکل ہوگی۔

جب فرشتے بنی اسرائیل کے بزرگ کو پیدل جنت کی طرف لے کر چلے تو جیسے جیسے جہنم نزدیک آتی گئی گرمی کی شدت بڑھتی گئی۔ بزرگ کو پیاس لگی اور گلا سوکھنے لگا۔ جب اور قریب پہنچے تو پیاس کی شدت اِس قدر بڑھی کہ برداشت سے باہر ہوگئی۔ اِس وقت ایک ہاتھ نمودار ہوا۔ اُس ہاتھ میں پانی کا ایک گلاس تھا۔ اُس نے بزرگ سے کہا یہ پانی خریدنا چاہتے ہو تو خریدلو۔ بزرگ کی پیاس سے جان جارہی تھی۔ پوچھا کتنے میں دوگے۔ آواز آئی پانچ سو سال کی عبادت کے بدلے۔ بزرگ کے پاس پانچ سو سال کی عبادت تو تھی ہی، فوراً عبادت دے کر پانی خرید لیا اور پی لیا۔

جب فرشتوں نے بزرگ کی نیکیوں کے ذخیرے کو خالی پایا تو جنت کا سفر روک دیا اور واپس خدا کے حضور میں پیش کیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں زندگی کی ہر فکر سے آزاد کئے رکھا اور پانچ سو سال تک شب و روز کھانا کھلاتا رہا، پانی پلاتا رہا اور ساری ضرورتیں پوری کیں۔ تم نے پانی کے ایک گلاس کی قیمت پانچ سو سال کی عبادت طے کی ہے۔ اب میں نے جو پانچ سو سال تک تم پر احسانات کئے اور اپنی نعمتیں عطا کیں اُس کا تم نے کیسے شکر ادا کیا اِس کا حساب دو؟

بنی اسرائیل کے بزرگ سجدے میں گر گئے۔ توبہ کی اور فرمایا۔ اے اللہ۔ بے شک تو جسے اپنے فضل سے بخش دے گا صرف وہی جنت میں جائے گا۔

- حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص سبحان اللہ کہے گا تو اس کے نامہ اعمال میں ایک لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی۔ تو کسی نے کہا کہ اے اللہ کے رسولؐ! اس کے بعد ہم لوگ کس طرح جہنم میں جائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، آدمی قیامت کے دن اتنے اعمال لے کر آئے گا کہ اگر وہ کسی پہاڑ پر رکھ دئے جائیں تو پہاڑ بھی نہ اُٹھا سکیں لیکن اس کا جب مقابلہ ہوگا اللہ کی کسی نعمت سے تو یہ نعمت اس کے سارے اعمال پر بھاری ہوگی۔" (اس لئے نیک اعمال پر کسی کو غرور نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل و احسان ہی کے نتیجے میں جنت مل سکے گی۔) (طبرانی)

- حضرت عمر فاروقؓ کا قول ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے جہنم کی

سزا دے گا تو یہ اُس کا عدل (انصاف) ہوگا اور اگر مجھے جنت عطا کریگا تو یہ اُس کا فضل ہوگا۔

- نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

لن ینجی احد کم عمله . ولاانت یارسول اللّٰه. لاالا ان یتغمدنی اللّٰه برحمةٍ

ترجمہ : تم میں کسی کو کسی کا عمل نجات نہیں دلائے گا بلکہ اللہ کا فضل نجات دلائے گا۔

حضرت عائشہؓ نے سوال کیا: یارسول اللہؐ کیا آپ کا عمل بھی آپ کو نجات نہیں دلائے گا؟

نبی اکرمؐ نے فرمایا: مجھے بھی میرا عمل نجات نہیں دلائے گا۔ جب تک اللہ ہی کا فضل دستگیری نہ کرے اور مجھے اپنی رحمت میں نہ ڈھانپ لے۔ میرا عمل بھی نجات دلانے والا نہیں ہے۔ فضل خدا وندا ہی نجات دلانے والا ہے۔" (مشکوٰۃ)

- ایسا ہی مضمون بھگوت گیتا کے مندرجہ ذیل دو شلوکوں میں ہے:

مجھے اپنے دل میں رکھو۔ میرے بندے بن جاؤ۔ میری عبادت کرو۔ مجھے سجدہ کرو۔ اپنے نفس کو (میری) عبادت میں مصروف رکھو۔ بے شک اس طرح میرے سہارے (تم) مجھے پالو گے۔ (۹:۳۴)

- مگر (سچ تو یہ ہے کہ) تمام اعمال کو ہمیشہ میرے سہارے کرنے والا میری رحمت (ہی سے) (جنت کا) ہمیشہ قائم رہنے والا (اور) لافانی مقام پا سکتا ہے۔ (۱۸:۵۶)

- اس لئے نیک اعمال کا ثواب ہمیں چاہے جتنا زیادہ ملے، مغفرت اور کامیابی تو اللہ کے فضل ہی سے ملے گی۔ اس لئے اعمال کے اجر کی تمنا کے بدلے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی تمنا اور کوشش کرنی چاہئے۔

اسی لئے بھگوت گیتا میں بار بار اس کا ذکر ہے کہ اعمال کے اجر کی توقع مت کرو۔

N-6 سنگم کا مفہوم :-

- اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے،

''خدا اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اسکے سوا اور گناہ جس کو چاہے معاف کردے۔ اور جس نے خدا کا شریک مقرر کیا اس نے بڑا بہتان باندھا۔ (سورۃ النساء آیت نمبر ۴۸)

- تو شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔ (اللہ تعالیٰ ہماری اس سے حفاظت فرمائے) بھگوت گیتا میں ۱۹ بار اس سے بچنے کی تلقین ہے۔

- شرک لفظ اشتراک یا مشترک سے بنا ہے یعنی دو چیزوں کا جمع کرنا۔ خدا کو خالق و مالک ماننے کے ساتھ اس کی اسی صفت میں کسی اور کو بھی شامل کرنا یا آسان لفظوں میں کسی اور کو بھی خدا کے ساتھ نفع اور نقصان پہنچانے کی طاقت والا سمجھنا شرک ہے۔

شرک کو بھگوت گیتا میں سنگم کہا گیا ہے۔ سنگم کے لغت میں مندرجہ ذیل مفہوم بیان کئے گئے ہیں۔

(۱) (سمیلن) کئی لوگوں کا ایک جگہ جمع ہونا۔

(۲) وہ جگہ جہاں دو ندیاں ملتی ہیں۔

(۳) ساتھ، صحبت

(۴) دو یا زیادہ چیزوں کا ایک ساتھ ملنا۔

(نالندہ وشال شبد ساگر کوش، صفحہ نمبر ۱۳۷۳)

- اب مندرجہ ذیل شلوک پڑھیں۔

اے کنتی کے بیٹے (ارجن) (ویدوں) کا مطالعہ کرو۔ سنگم سے آزاد ہو کر اس خدا کے لئے سارے اعمال کرو۔ ہر عمل خدا کو راضی کرنے والا ہو۔ ورنہ اس دنیا (میں تمہارا) مذہبی فرائض (ادا کرنا مشکل ہے)۔ (۳:۹)

اس شلوک میں اگر سنگم کا مفہوم شرک لیا جائے تو ہی بات سمجھ میں آتی ہے۔

- اسی طرح مندرجہ ذیل شلوکوں میں شرک یا سنگم سے منع کیا گیا ہے۔

(۲:۴۸، ۴:۲۳، ۵:۱۰، ۵:۱۱، ۸:۲۲، ۹:۱۵، ۹:۲۲، ۹:۳۰، ۱۱:۵۵، ۱۲:۶، ۱۲:۱۸، ۱۳:۱۱، ۱۴:۲۶، ۱۵:۳، ۱۸:۲۶،۱۸:۲۳)

(۲:۴۸، یعنی ادھیائے نمبر ۲ شلوک نمبر ۴۸)

N- 7 یوگ کا مفہوم :۔

نالندہ وشال شبد کوش، صفحہ نمبر ۱۱۴۴ پر یوگ کے ۳۸ مفہوم بیان کئے گئے ہیں۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

l;¨x] feYkku] eYk] nr] mik;] rjdhc] /;ku] lxfr] Áe] v©'k/k] /ku] YkkÒ] Qk;nk] u;kf;d] uke] d©"kYk] prjkb] ifj.kke] urhtk] fu;e] dk;nk] mi;ärk] uko vkfn dh lokjh] mi;ärk] lke&nke&nM v©j Òn ;g pkj¨ mik;] lEcU/k] l«k] lnÒko] /ku v©j lEifÙk ÁkIr djuk v©j c<uk] d¨b "kÒ dkYk] eYkfeYkki] ojkX;A

اس میں سے دو ہمارے لئے اہم ہیں۔

(۱) ملنا

(۲) دوت یا پیغمبر

سوامی مکند انند نے شلوک نمبر ۴:۴۱ کی تشریح میں لکھا ہے کہ یوگ یعنی ''to unite with God'' ''یوگ یعنی خدا سے ملنا۔''

یعنی یہ وہ عبادت ہے جس سے بندہ خدا سے قرب حاصل کرتا ہے۔

N- 8 نفسانی خواہشات کا ذکر :۔

(dke) کام جذبے کا مفہوم :۔

- ہندو مذہب میں کام دیوتا اس شخصیت کو کہا جاتا ہے جو انسان میں جنسی خواہش پیدا کرتا ہے۔ اسطرح یہ لفظ جنسی افعال سے جڑا ہے۔
- مگر سوامی مکند انند نے شلوک نمبر ۳:۳۷ کی تشریح میں لکھا ہے کہ ''ویدوں میں لفظ کام کو نا صرف جنسی افعال کے لئے استعمال کیا گیا ہے بلکہ ان تمام افعال اور اعمال کے لئے استعمال کیا گیا ہے جو جسمانی خواہش اور مزے کے لئے کئے جائیں۔ جیسے دولت کی چاہ، جسمانی نمائش اور عزت کی چاہ، طاقت کی چاہ کو پورا کرنے والے کام وغیرہ وغیرہ۔
- اردو میں ہم ایسی چاہ کو نفسانی خواہشات کہتے ہیں۔ اور نفسانی خواہشات کو پورا کرنے میں لگے رہنے کو نفس پرستی کہتے

ہیں۔

● قرآن کریم کی سورۃ الفرقان اور آیت نمبر ۴۳۔۴۲ کا مفہوم اس طرح ہے۔''کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے خواہش نفس کو معبود بنا رکھا ہے تو کیا تم اس پر نگہبان ہو سکتے ہو؟ یا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ان میں اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں؟ نہیں یہ تو چوپایوں کی طرح کے ہیں۔''

تو جس سختی سے قرآن کریم میں نفس پرستی کی ممانعت ہے اسی طرح بھگوت گیتا میں بھی اس سے روکا گیا ہے۔اسی طرح کا ایک شلوک مندرجہ ذیل ہے۔

● تین قسم کے جذبات یا اوصاف انسان کے لئے تباہ کن ہیں (وہ ہیں) نفس پرستی، لالچ اور غصہ ۔ یہ (اوصاف) جہنم کے دروازے بھی ہیں۔اس لئے ان تینوں (اوصاف کو) چھوڑ دینا چاہئے۔

(بھگوت گیتا ادھیائے ۱۶ شلوک نمبر ۲۱)

N- 9 شلوک نمبر 2:12 اور 4:5 کی تشریح :۔

بھگوت گیتا کے دو شلوک اس طرح ہیں۔

● لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ (اس دنیا میں) کوئی بھی ایسا دور نہیں رہا ہے جب تم نہ رہے ہو۔(اور) میں نہ رہا ہو (اور) ان (جیسے) انسانوں کے اوپر ظلم کرنے والے نہ رہے ہوں ۔اور بلاشبہ مستقبل میں بھی اس سے آگے (کوئی ایسا دور) نہیں ہوگا کہ ہم سب نہ رہیں۔(۲:۱۲)

● اے ارجن! میری اور تمہاری کئی بار آمد ہو چکی ہے۔ان تمام کو اے ارجن میں جانتا ہوں تم نہیں جان سکتے۔(۴:۵)

● ہندو دھرم میں پنر جنم کا عقیدہ ہے۔جو کہ ویدوں کی تعلیم نہیں ہے مگر کئی تحریف شدہ کتابوں کی وجہ سے یہ سماج میں عام ہے۔یہ غلط ہے۔اوپر بیان کئے گئے دونوں شلوکوں میں بھی پنر جنم کا بیان نہیں ہے اس کی وجہ مندرجہ ذیل ہے۔

● ارجن کو بھگوت گیتا میں ایک نیک انسان کہا گیا ہے۔وہ شلوک مندرجہ ذیل ہیں۔

(تم) مجھ پر پختہ ایمان رکھنے والے دوست (یعنی ولی) ہو،اس لئے تمہارے فائدے کیلئے میں ان تمام پوشیدہ احکامات میں سے ان سب سے اعلیٰ احکامات کو دوبارہ کہہ رہا ہوں۔انھیں غور سے سنو۔

(۱۸:۶۴)

(میرا) فیصلہ یہ ہے کہ روحانی یا ایمانی اوصاف مغفرت کی طرف لے جاتے ہیں۔(جبکہ) شیطانی (اوصاف) (خدا کی) پکڑ کی طرف لے جاتے ہیں۔(لیکن) اے پانڈو (ارجن) تم فکر مت کرو (کیونکہ تم) روحانی اوصاف کے ساتھ پیدا کئے گئے ہو۔(۱۶:۵)

اے قوی بازو والے (ارجن)، دوبارہ سنو میری سب سے اعلیٰ اور روحانی تعلیم کو، جو میں تمہاری خیر خواہی کے لئے بیان کر رہا ہوں۔بے شک تم میرے پسندیدہ بندے ہو۔ (۱۰:۱)

نیک انسان بار بار جنم نہیں لیتا۔اس لئے ارجن کا دوسرا جنم نہیں ہوگا۔وید ویاس جی نے مہابھارت نظم کے آخر میں لکھا ہے کہ

ارجن اوراس کے تمام بھائیوں کو جنت نصیب ہوئی ہے۔تو جسے جنت کا پروانہ مل جائے وہ پھر دنیا میں ہر دور میں جنم کیوں لیگا ؟

- دُریودھن وہ ہے جس کے خلاف ارجن جنگ کے لئے کھڑے تھے۔ یہ ایک برا انسان تھا۔ ہندو دھرم کے مطابق برا انسان دوسرے جنم میں انسان کے بدلے کسی جانور یا پیڑ پودے کی شکل میں جنم لیتا ہے۔اس لئے دریودھن بھی دوسرے جنم میں ارجن سے جنگ کرنے ایک انسان کی طرح کھڑا نہیں ہوگا ؟
- خدا کی تعریف میں ہم نے پڑھا ہے کہ خدا بھی پیدائش اور موت کے بغیر ہے۔اس طرح خدا کے جنم لینے کے امکان بھی نہیں ہے۔
- اس طرح اگر ان دونوں شلوکوں کا لفظی معنی لیا جائے تو وہ حقیقت اور بھگوت گیتا کے تعلیم کے خلاف ہے۔
- ایک محاورہ ہے۔'' ضرورت ایجاد کی ماں ہے''اگر اس جملے کے لفظی معنی لئے جائیں تو بات سمجھ میں نہیں آئے گی۔ ہاں اس کا مفہوم سچائی ظاہر کرتا ہے۔ کہ جب بھی سماج میں کسی چیز کی سخت ضرورت ہوگی تو لوگ اسے ایجاد کرنے کی کوشش کریں گے۔ایسا ہی معاملہ اوپر بیان کئے گئے دونوں شلوکوں کا ہے۔ ان دونوں کے لفظی معنوں کے بدلے ان کے مفہوم کو سمجھنا چاہئے۔ ایک حدیث کے ذریعے یہ بات اور اچھی طرح سمجھ میں آئے گی۔
- ایک حدیث شریف اس طرح ہے کہ پہلے اونٹ کے گلے میں رسّی (گھنٹی) گھنٹی باندھو پھر خدا پر توکل کرو۔

اس حدیث کے لفظی معنی پر عمل نہیں کیا جاسکتا۔اس کا مفہوم ہے کہ پہلے سفر پر روانہ ہوجاؤ (یعنی پہلے جدوجہد کرو) پھر اس بات پر بھروسہ کرو کہ خدا آپ کی مدد کرے گا۔

اسی طرح اس شلوک میں جو کہا گیا ہے کہ ایسا کوئی دور نہیں کہ جب ہم اور تم نہ رہے ہوں اور انسانوں پر ظلم کرنے والے وہ نہ رہے ہوں۔

اس کا مفہوم ہے کہ میرے جیسا دین کا داعی تمہارے جیسا ہدایت اور کامیابی کا طالب اور ان جیسی باطل طاقتیں ہمیشہ ہر دور میں رہی ہیں۔اور ہر دور میں حق اور باطل کی جنگ ہوگی۔

N- 10 اوتار کی حقیقت:۔

پنجاب یونیورسٹی میں سنسکرت شعبے کے صدر ڈاکٹر وید پرکاش اپادھیائے جی نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا عنوان ہے''کلکی اوتار اور محمدؐ صاحب۔''اس کا اردو ترجمہ عزیز الحق عمری صاحب نے کیا ہے۔اور یہ کتاب مکتبہ نعیمیہ (صدر بازار مئو ناتھ بھنجن۔ یو پی) سے شائع ہوئی۔

اس کتاب کا انگریزی ترجمہ (Muhammad in the Hindu scripture) نام سے شائع ہوا تھا۔ترجمہ محمد عالمگیر نے کیا تھا اور شائع ملیشیاء سے ہوئی تھی۔اس کے صفحہ نمبر ۵۰ پر اوتار کا مفہوم لکھا ہے۔

ڈاکٹر وید پرکاش اُپادھیائے کے مطابق اوتار دو لفظوں سے بنا ہے۔''او'' اور''تو'' اور دونوں ملنے کے بعد جو مفہوم ہوتا ہے وہ ہے'' زمین پر آنا'' خدا کے اوتار کا مفہوم ہے کہ زمین پر عظیم انسان کا آنا جو لوگوں کو اس بات کا پیغام دے جو اسے خدا کی

طرف سے ملتی ہے۔''

ڈاکٹر وید پرکاش کے مطابق سنسکرت میں اوتار یہ انگریزی کے لفظ Prophet اور عربی کے لفظ نبی کا ہم معنی ہے اور یہی بات پنڈت سندا لال جی کی کتاب'' Hindu Muslim unity'' کے صفحہ نمبر ۳۰۔۲۹ پر لکھی ہے۔

ایک مثال کے ذریعے یہ بات مدعو کو اس طرح سمجھائی جاسکتی ہے۔

- ہندو بھائی گوتم بدھ کو ۲۳ واں اوتار مانتے ہیں۔اور گوتم بدھ نے اپنے خادم آنند سے کہا تھا کہ''اے آنند میں نہ پہلا بدھ ہوں اور نہ آخری ہوں۔میرے بعد ایک بدھ آئے گا جو دنیا کو حق اور سخاوت کی تعلیم دے گا۔وہ پاک اور مقدس ہوگا۔اس کا دل صاف ہوگا۔وہ حکمت اور علم والا ہوگا۔وہ تمام انسانوں کا رہنما ہوگا۔وہ حق کی تعلیم دیگا جیسا میں دے رہا ہوں۔وہ دنیا کو ایسی طرز زندگی سکھائے گا جو پاک اور مکمل ہوگی۔اے آنند اس کا نام مئیتر یا ہوگا۔

Gospel of Budha by carus)
(page-217

وید پرکاش اُپادھیائے نے اپنی کتاب میں ثابت کیا ہے کہ یہ پیشن گوئی نبی کریم ﷺ کے لئے تھی۔

اسی طرح ہندو بھائی جسے اوتار کہتے ہیں (یعنی گوتم بدھ) وہ اوتار کہتا ہے کہ آخری اوتار میں نہیں ہوں آخری مئیتر یا ہوگا۔اور مئیتر یا ایک آخری پیغمبر ہیں۔اس طرح اوتار یعنی پیغمبر ہوا۔

N- 11 کرم بندھن کا مفہوم :۔

- لوگ کرم بندھن لفظ کے الگ الگ مفہوم بیان کرتے ہیں۔کچھ لوگوں کا ایسا عقیدہ ہے کہ اگر آپ نے کچھ گناہ کیا تو اب آپ اس کرم کی وجہ سے بندھ گئے۔اب آپ کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔اس کی سزا اگر اس جنم میں آپ کو نہ ملی تو آپ کو پھر سے دوسرا جنم لے کر اس کی سزا پوری کرنی ہوگی۔
- مگر شلوک نمبر ۲:۳۹ اور ۴:۴۱ پر غور کر کے جس میں اس لفظ کا ذکر ہے۔میں اس نتیجے پر پہنچا کہ اس کا مفہوم فرض اعمال ہے۔کرم بندھن یعنی آپ بندھے ہوئے ہو ان اعمال سے جو فرض ہیں ان کو پورا کئے بغیر آپ چھوٹ نہیں سکتے۔
- شلوک نمبر ۲:۳۹ کا مکند انندا نے ترجمہ کیا ہے کہ''اے ارجن! اب تک میں نے تم کو سنکھیا یوگ کے بارے میں بیان کیا۔اب بدھی یوگ کے بارے میں بیان کرتا ہوں۔جب تم اس پر سمجھ کے ساتھ عمل کرو گے تو اپنے اعمال کے بندھن سے آزاد ہو جاؤ گے۔

ایک مثال کے ذریعے یہ بات مدعو کو اس طرح سمجھائی جاسکتی ہے۔

اس شلوک میں ایک لفظ ہے (پرہسیسی) اس کا ترجمہ سوامی جی نے آزاد ہونا کیا ہے۔جب کہ مجھے پنڈت ایشور چندر کی لغت میں (پرداس) کا مفہوم (وکاس) یعنی ترقی ملا۔اس لئے اس شلوک میں اگر ہم ترجمہ کریں کہ اس علم سے تم فرض اعمال کے کرنے میں ترقی کرو گے تو یہ مفہوم پوری گیتا کی تعلیم کے مطابق ہوگا۔

اس طرح شلوک نمبر ۴:۴۱ کا مفہوم ہے کہ

● اے ارجن (وہ جو) علم کے ذریعے شک کو دور کرتا ہے۔ (وہ جو) خدا کے (ایمان پر) قائم ہے۔ (وہ جو) اپنے نیک اعمال کے اجر کی کسی سے امید نہیں رکھتا۔ (اخلاص کے ساتھ نیکی کرتا ہے) اور خدا سے جڑنے والی عبادت کرتا ہے۔ وہ نہیں بندھتا اعمال کی وجہ سے۔

● نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت کے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خدا پر پختہ ایمان رکھتے ہیں۔ (مسلم احمد)

● میری تحقیق کے مطابق یہی مضمون شلوک نمبر ۴:۴۱ کا ہے یعنی قیامت کے دن مومن کو اس کے فرض اعمال نہیں باندھیں گے یعنی جنت میں جانے سے نہیں روکیں گے۔

● تو میری تحقیقی کے مطابق کرم بندھن یعنی فرض اعمال ہے۔

N- 12 تقدیر کیا ھے :-

● بھگوت گیتا کا شلوک نمبر ۱۳:۲۲ اس طرح ہے۔

تقدیر الٰہی پر یقین رکھنے والا انسان تجربہ حاصل کرتا ہے کہ، انسانی اوصاف اور اعمال کے وجوہات تقدیر الٰہی کے ذریعے ہی ہوتے ہیں۔ (اور) انسان نطفے ہی سے اچھے اور بُرے اوصاف کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔ (۱۳:۲۲)

مدعو کو اس شلوک کا مفہوم آپ کیسے سمجھائیں گے؟
یا تقدیر کے بارے میں کیسے سمجھائیں گے؟
تقدیر کے بارے میں کچھ تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

● ایک حدیث شریف اس طرح ہے،

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''کسی چیز کی خواہش کرنا اور کوشش کرنا یہ تمہارے اختیار میں ہے۔ مگر نتائج خدا کے مرضی کے مطابق ہی ہوں گے۔'' (مسند احمد بن حنبل)

● تمام اعمال کے نتائج تقدیر کے مطابق ہوتے ہیں۔ اور تقدیر کے بارے میں ایک حدیث شریف اس طرح ہے۔

''اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جس چیز کی تخلیق کی وہ ہے قلم۔ پھر اسے حکم دیا کہ لکھ۔ اس نے پوچھا کیا لکھو۔ اللہ تعالیٰ نے کہا تقدیر لکھ۔ پھر اس قلم نے ازل سے ابد تک تمام چیزوں کو لکھ دیا۔'' (ترمذی، منتخب ابواب جلد ا۔ حدیث نمبر ۸۸)

● قرآن کریم کی ایک آیت کا مفہوم ہے کہ

''کیا یہ لوگ تمہارے پروردگار کی رحمت کو بانٹتے ہیں؟ ہم نے ان میں ان کی معیشت کو دنیا کی زندگی میں تقسیم کر دیا ہے اور ایک دوسرے پر درجے بلند کئے تا کہ ایک دوسرے سے خدمت لے اور جو کچھ یہ جمع کرتے ہیں تمہارے پروردگار کی رحمت اس سے کہیں بہتر ہے۔ (سورۃ الزخرف آیت ۳۲)

(یعنی دنیا میں جو مالک ہے اور جو مزدور ہے یہ سب خدا کا طے کیا ہوا ہے۔)

● قرآن کریم کی ایک آیت کا مفہوم اس طرح ہے،

اس دن لوگ گروہ گروہ ہو کر آئیں گے۔ تا کہ ان کو ان کے اعمال دکھا دئے جائیں۔ تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔ (سورۃ زلزال آیت نمبر ۸۔۶)

● جب سب کچھ خدا کی لکھی ہوئی تقدیر کے مطابق ہوتا ہے تو گناہ کا ذمے دار انسان کیوں؟ اگر مدعو آپ سے یہ پوچھے تو

آپ کیا جواب دیں گے؟
اس بات کو سمجھنے کے لئے مندرجہ ذیل مثال پر غور کیجئے۔
دو شخص ایک چھت پر لڑ رہے تھے غصے میں آکر ایک شخص نے دوسرے پر گولی چلا دی۔ دوسرے شخص کو بچانے کے لئے تیسرے شخص نے دوسرے شخص کو دھکا دے دیا۔ جس سے دوسرے شخص کو گولی تو نہیں لگی مگر اس نے توازن کھو دیا اور چھت سے نیچے گر کر زخمی ہو گیا اور مر گیا۔

- اب اس واقعہ میں جو ہوا وہ تقدیر کے مطابق ہوا مگر ثواب اور گناہ اس طرح نامہ اعمال میں لکھے جائیں گے۔

پہلے شخص کے ہاتھوں قتل نہیں ہوا مگر اسے قتل کا گناہ ملے گا کیوں کہ اس کا قتل کا ارادہ تھا۔
دوسرے شخص کے ہاتھوں قتل ہوا مگر اسے جان بچانے کا ثواب ملے گا کیوں کہ اس کا جان بچانے کا ارادہ تھا۔
تیسرے کے ساتھ وہ ہوا جو اس کی تقدیر تھی۔ یعنی گولی کے بدلے گر کر مرنا۔ تو انسان خواہش کرنے اور کوشش کرنے کے لئے آزاد ہے۔ اور اسے گناہ اور ثواب اس کی خواہش اور کوشش کے مطابق ملے گا نہ کہ انجام کے مطابق۔ اور انجام یا نتیجے اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہوتے ہیں۔ یعنی تقدیر کے مطابق ہوتے ہیں۔
تقدیر کو سائنسی نقطۂ نظر سے اس طرح سمجھنے کی کوشش کیجئے۔
فزکس میں Periodical Table پڑھایا جاتا ہے۔ اس ٹیبل میں ہر (Element) کی ایک جگہ طے ہے۔ اس ٹیبل میں کل ۱۱۸ خانے یا جگہ ہیں۔ جس میں چار خانے ۲۰۱۶ء تک خالی تھے۔ یعنی اس میں جس شئے کے بارے میں لکھا جانا تھا اس کی کھوج ابھی تک نہیں ہوئی تھی۔ ۲۰۱۶ کے بعد ان کی کھوج ہوئی۔ ان کے نام ہیں Oganesson, moscovium, nihonium اور tenuessine۔ مگر ان کی کھوج کے پہلے ہی ہمیں ان کے بارے میں ساری معلومات معلوم تھیں۔ یعنی تمام Chemical اور physical خصوصیات ہمیں پتہ تھیں۔
وہ ہمیں کس طرح پتہ تھی؟
وہ ہمیں اس طرح پتہ تھیں کہ Periodical Table میں جس جگہ ان کو لکھا جانا ہے۔ وہ جگہ پر جو بھی (ایلیمینٹ یا شئے) ہوگا اس میں لازمی طور ان خصوصیات کا ہونا ضروری تھا۔

- جس طرح فزکس کے Periodical Table میں خانا ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ایک Periodical Table ہے اور اس میں اتنے ہی خانے ہیں جتنے انسان اللہ تعالیٰ کو قیامت تک تخلیق کرنے ہیں۔ ہر خانے کی تمام خصوصیات پہلے ہی سے طے شدہ ہیں۔ جو انسان بھی جس خانے میں پیدا ہوگا اسے اسی طے شدہ خصوصیات کے مطابق زندگی گزارنا ہوگا۔ یہی تقدیر ہے۔

(اگر آپ کو Periodical Table کے بارے میں معلومات نہ ہو تو سائنس کے ۱۲ویں جماعت کے طالب علم سے علم حاصل کر لیجئے۔ یہ ان کے کورس میں پڑھایا جاتا ہے۔) یا wikipedia پر دیکھ لیجئے۔

N- 13 موکش کا مفہوم :۔

- ہندو بھائیوں کا ایسا عقیدہ ہے کہ انسان کی روح خدا کا حصہ ہے۔ دنیا کی زندگی میں اگر انسان گناہ کرتا ہے تو مرکر جہنم میں جاتا ہے۔ اور سزا پانے کے بعد پھر دنیا میں جنم لیتا ہے۔ یا مرکر جانوروں کی زندگی پاتا ہے اور پھر دنیا میں جنم لیتا ہے۔ اسی طرح اگر نیک کام کرتا ہے تو مرکر جنت میں جاتا ہے۔ مگر یہ جنت میں جانا دائمی نہیں ہے۔ بلکہ ثواب کے مطابق کچھ عرصہ جنت میں گزار کر پھر دنیا میں پیدا ہوتا ہے۔ مگر اچھے اور اونچے گھرانے میں پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ چکر چلتا رہتا ہے۔ اس چکر سے نکلنے کے لئے اسے اپنی روح کو اتنا پاک کرنا ہوگا کہ وہ مرنے کے بعد خدا میں سما جائے۔ اس زندگی اور موت کے چکر سے نکلنے کو وہ موکش کہتے ہیں۔
- بھگوت گیتا کا ایک شلوک اس طرح ہے۔

تمام عبادات یا مذاہب کو چھوڑ کر مجھ ایک (خدا کی) پناہ میں آجاؤ۔ غم نہ کرو میں تمہارے تمام گناہوں کو معاف کر دوں گا۔ (۱۸:۶۶)

اس ترجمے میں (موکش) کے لئے ایک ہی لفظ موزوں ہے اور وہ ہے معاف کر دینا۔

تو میری تحقیق کے مطابق موکش کا مفہوم ہے کہ خدا کی طرف سے بخشش ہو جانا یا اللہ تعالیٰ کا تمام گناہوں کو معاف کر دینا۔ اور نہ کہ خدا میں سمانا۔

N- 14 گائتری منتر کیا ھے ؟

Å Òj Òo% Lo% rr lforj oj.;eA

Òx¨ noL; /kh efg /kh;¨ ;¨ u% Áp¨n;krAA

(Å) (شروع کرتا ہوں) خدا کے نام سے ۔ (oj.k;) تمام تعریفیں (rr) اس (nol ;) خدا کے لئے ہیں (جو مالک ہے) (Òj) اس دنیا کا (Òo%) آخرت کا (lo%) اور جنت کا ۔(¨;) جو (Òjx¨) گناہوں کو معاف کرتا ہے اور (lforj) (ہدایت دیتا ہے) سیدھے راستے کی۔ (/kh;¨) ہم دل و جان سے (f/kefg) عبادت کرتے ہیں (اس خدا کی) (اے خدا) (u%) ہمیں (ijp¨n;kr) ہدایت دے۔

(نوٹ : گائتری کا مفہوم ہے کہ جسے دین میں تین بار گایا جائے۔ یہ رگ وید کا منتر ہے۔ (منڈل ۳، سکت ۶۲، منتر نمبر ۱۰۰)۔ اور یہ یجر وید میں بھی ہے۔ (ادھیائے ۳۶، شلوک نمبر ۳) رگ وید کو الہامی کتاب مانا جاتا ہے۔ مگر لوگوں کی ایک خدا سے توجہ ہٹانے کے لئے ایسا کہا جاتا ہے کہ اسے وشنومترا نے ساوتری دیوی کے لئے لکھا تھا۔ (رگ وید میں اس منتر کے شروع کے چار الفاظ نہیں ہیں۔)

N- 15 شنکر جی اور حضرت آدمؑ میں مماثلت :۔

شنکر جی اور حضرت آدمؑ میں جو مماثلت ہے وہ مختصراً ہم نے خدا کے تعارف میں بیان کر دی ہے۔ اور معلومات کے لئے میری کتاب ''حضرت آدمؑ اور شنکر جی میں مماثلت'' پڑھیئے ۔ جسے

آپ مندرجہ ذیل ویب سائٹ سے مفت ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں۔

www.qskhan.com

N- 16 قیامت کیسے ہوگی:۔

- سورج میں ہیلیم گیس ہے۔ ہیلیم گیس کے دو ایٹم ملتے ہیں تو گرمی اور روشنی پیدا ہوتی ہے۔ اسی عمل کو fusion کہتے ہیں۔ یہی روشنی اور گرمی نظام شمسی کے تمام سیاروں کو اور ہم کو ملتی ہے۔

ہم زمین سے تیل نکال کر اس سے پیٹرول بناتے ہیں۔ مگر ایک دن یہ زمین کے اندر کا تیل ختم ہو جائے گا۔ اسی طرح ایک دن سورج کے اندر موجود تمام ہیلیم گیس جل کر ختم ہو جائے گی۔

- جب سورج میں fusion ہونا بند ہوگا تو اس میں موجود جو گیس ہے وہ پھیلنے لگے گی۔ اور پھیلتے پھیلتے عطارد، زہرا، زمین، مریخ مشتری، زحل اور تمام سیاروں کو اپنے اندر سما لے گی۔
- اس طرح سورج میں موجود گرم گیس ایک دن اس زمین پر چھا جائے گی۔ اس کا رنگ سرخ ہوگا۔ چونکہ یہ زمین کے چاروں طرف ہوگی۔ اس لئے زمین پر ہر طرف دن کی طرح اجالا ہوگا۔ چونکہ گیس ہر طرف ہوگی اس لئے زمین پر کسی طرح کا سایہ بھی نہ ہوگا۔
- زمین کی اپنی ایک کشش ثقل (Gravitational force) ہے جس کی وجہ سے یہ ہر چیز کو اپنے مرکز کی طرف کھینچتی ہے۔ مگر جب سورج کی گیس زمین پر چھا جائے گی تو اس گیس کی کشش ثقل زمین کی کشش ثقل کو کمزور کر دے گی یا بلکل ختم کر دے گی۔ بغیر زمین کے کشش ثقل کے زمین پر ہر چیز بے وزن ہو جائے گی۔ اور پہاڑ جیسی وزن چیز بھی ہوا میں بادلوں یا روئی کے گالوں کی طرح اڑے گی۔
- سورج کی گرم گیس زمین پر بلکل چھا جائے گی اس لئے ہر طرف گرمی ہوگی اور ایسا لگے گا کہ سورج سر پر آ گیا ہے۔ اور کئی ہزار سال تک یہی کیفیت رہے گی۔
- ہم نے جو بیان کیا وہ اس ہمارے عالم یا اس دنیا کی قیامت ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ رب العلمین ہے۔ یعنی ہمارے جیسی اس کائنات میں کئی عالم ہیں جہاں ابھی بھی یہ قیامت کا عمل جاری ہے۔
- فلکی تحقیق کرنے والی تنظیم ناسا (Nasa) نے اس طرح کے دوسرے سیاروں کے ختم ہونے کی تصویر اور تفصیل اپنے ویب سائٹ پر جاری کی ہے۔ جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔
- ۱۳ فروری ۲۰۰۳ء کو ناسا نے سورج کی طرح ایک سیارے کے مرنے کی تصویر اپنے ویب سائٹ پر شائع کی تھی۔ جس میں اسے پھیلتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ اس ستارے کا نام ۲۴۴۰ NGC ہے۔ اس کے بارے میں جاننے کے لئے مندرجہ ذیل ویب سائٹ دیکھئے۔

http:/hubblesite.org

اس ویب سائٹ پر مرنے والے سورج کے بارے میں معلومات تلاش کرنے کے لئے مندرجہ ذیل الفاظ ٹائپ کریں۔

NGC (The colorful demise of a sun-lite star)

● ہم نے جو کچھ بھی سائنسی مشاہدے آپ سے بیان کیئے ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے ۱۴۰۰ سال پہلے ہی قرآن کریم میں لکھ دیا تھا۔ وہ آیتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) تو اس دن کا انتظار کرو کہ آسمان سے صریح دھواں نکلے گا۔ جو لوگوں پر چھا جائیگا۔ یہ درد دینے والا عذاب ہے۔ (سورۃ دخان آیت نمبر ۱۱۔۱۰)

(۲) جس دن آسمان ایسا ہو جائے گا جیسے پگھلا ہوا تانبا۔ (سورۃ المعارج آیت نمبر ۸)

(۳) پھر جب آسمان پھٹ کر تیل کی تلچھٹ کی طرح گلابی ہو جائے گا تو وہ کیسا ہولناک دن ہوگا۔ (سورۃ الرحمٰن آیت نمبر ۳۷)

(۴) تم پر آگ کے شعلے اور دھواں چھوڑ دیا جائے گا تو پھر تم مقابلہ نہ کر سکو گے۔ (سورۃ الرحمٰن آیت نمبر ۳۵)

(۵) اور پہاڑ ایسے ہو جائیں گے جیسے دھنکی ہوئی رنگین اون۔ (سورۃ المعارج آیت ۹)

(۶) (قیامت) خدائے صاحب جلال کی طرف سے نازل ہوگی۔ جس کے طرف روح الامین اور فرشتے چڑھتے ہیں اور اس روز نازل ہوگی جس کا اندازہ پچاس ہزار برس کا ہوگا۔ (سورۃ المعارج آیت نمبر ۴۔۳)

● یہ ساری تفصیل داعی حضرات کے لئے تھی کہ اگر کوئی مدعو سائنسی نظریات کی بنیاد پر آخرت اور قیامت کا انکار کرے تو ہم اسے سائنسی تفصیل اور ثبوتوں کی بنیاد پر سمجھا سکتے ہیں۔

اب ہم وہ مواد فراہم کرتے ہیں جس سے داعی مدعو کو سمجھا سکے کہ بھگوت گیتا میں قیامت کے ہونے کا پورا بیان ہے۔ اس لئے اسے صحیح پس منظر میں قبول کرو اور ایمان لاؤ۔

● بھگوت گیتا کے وہ شلوک جن میں قیامت کے واقع ہونے کا بیان ہے مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اے کنتی کے بیٹے (ارجن)! میں نے کائنات کی شروعات میں ان تمام (انسانوں) کو تخلیق کیا ہے۔ اور کائنات کے خاتمے یعنی قیامت کے وقت میری مرضی سے خدائی قدرت کے ذریعے تمام انسان دوبارہ (اٹھائے) جائیں گے۔ (۹:۷)

(۲) اسی طرح ان دونوں یعنی دنیا اور آخرت پر تمام انسانی نسلوں کی (کامیابی اور ناکامی کا) انحصار بھی ہے اور مَیں اکیلا، دنیا کی ابتداء اور اس کی قیامت برپا کرنے والا ہوں۔ (۷:۶)

(۳) اے پارتھ (ارجن)! وہ خدا انسان ہونے سے پَرے ہے لیکن کسی اور (مخلوق یا دیوتا) کی عبادت کے بغیر، اس کی عبادت کرنے ہی سے اسے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ (یہ وہ خدا ہے) جس کے ذریعے تمام (مخلوقات کا) یہ پھیلاؤ ہے (وجود ہے) اور جس کے ذریعے مخلوقات کے خاتمے یعنی قیامت کا قائم ہونا ہے۔ (۸:۲۲)

(۴) اگر میں (کائنات کی اصلاح کا) عمل نہ کروں تو یہ تمام کائنات تباہ ہو جائے۔ لیکن (قیامت کے دن) میں ہی ان تمام مخلوقات کو غیر ضروری چیز کی طرح تباہ کر دوں گا۔ (۳:۲۴)

● مندرجہ بالا شلوکوں میں قیامت کے واقع ہونے کا بیان ہے۔قیامت میں پھر اٹھائے جانے اور حساب کتاب کا بیان مندرجہ ذیل شلوکوں میں ہے۔

(۱) جہالت نے (انسان کے) علم (کو) ڈھانپ لیا ہے۔ اس وجہ سے انسان موہت (مغالطہ میں ہے اور اس گمان میں ہے کہ) (وہ) خدا (جو ہر جگہ موجود ہے۔) نہ (کسی کے) اچھے اعمال قبول کرے گا اور نا گناہ (کا حساب لے گا)۔ (۵:۱۵)

(۲) انسان جو جسم (مرتے وقت) چھوڑ جاتا ہے بے شک (قیامت کے دن) دوبارہ حاصل کر لیتا ہے۔ وہ (جسم) جو (نفس اور روح سے) دور ہو جاتا ہے، خدا (اسے) لاتا ہے (میدان محشر میں) اسی طرح جس طرح ہوا منتقل کرتی ہے خوشبو کو۔ (۱۵:۸)

(۳) کان، آنکھ (اور) ان کا احساس، اور زبان (ذائقہ)، سونگھنے (کی طاقت)، اور شعور۔ بے شک یہ سب پھر سے زندہ (یکجا) ہو جاتے ہیں۔ (اس طرح انسان پھر سے) نفس کی پسندیدہ چیزوں سے لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ (۱۵:۹)

(۴) مرنے کے بعد (جسم کا آخرت میں دوبارہ) وجود میں آنا اور (اشیاء سے) لطف اندوز ہونا یا (مرے ہوئے جسم کا تعلق،) صلاحیتوں سے (دوبارہ) پیدا ہو جانا، (یہ تمام باتیں) بیوقوف اور جاہل کبھی نہیں سمجھ سکتے، (بلکہ انہیں صرف) علم کی آنکھیں رکھنے والے با بصیرت لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ (۱۵:۱۰)

(۵) اپنے آپ میں (غور کرنے والے،) خدا کے دین کو قائم کرنے کی جدو جہد کرنے والے، اور عبادت کی جدو جہد کرنے والے، ان سب (باتوں کو) سمجھ سکتے ہیں، مگر جو لوگ اپنے آپ میں غور نہیں کرتے، ایسے بے عقل لوگ، ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ (۱۵:۱۱)

N- 17 **شلوک نمبر 15.7 کی تشریح :-**

شلوک نمبر ۱۵:۷ اس طرح ہے۔

● بے شک مخلوقات کی اس دنیا کے جاندار مخلوق، میرے ہمیشہ قائم رہنے والے عنصر (نور سے) قائم ہیں۔ (اور یہ انسان) نفس چھ خواہشات (اور) تقدیر (کی وجہ سے تمام) کام کر رہا ہے۔ (۱۵:۷)

● اس شلوک میں چار چیزوں کا بیان ہے۔

(۱) خدا کے عنصر (انش)

(۲) تقدیر

(۳) نفس

(۴) چھ خواہشات

خدا کے عنصر:- اس شلوک میں عنصر (انش) خدا کے نور کے لئے ہے۔اس کا ثبوت مندرجہ ذیل شلوک ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جو جو مادّی تخلیقات توانائی اور سکون، خوشی اور سلامتی دینے والی مانی جاتی ہیں، وہ (تخلیقات) بے شک، مجھ (ایک خدا کے) نور کے ایک معمولی عنصر سے تخلیق کی گئی ہیں۔تم یہ اچھی طرح جان لو۔ (۱۰:۴۱)

اس میں (تیج انش) ایک ساتھ میں لکھا ہے۔اس لئے یہ ہمیشہ سمجھنا چاہئے کہ یہ دنیا خدا کے وجود کا کوئی حصہ نہیں ہے بلکہ اس کے نور کی طاقت سے سب جی رہے ہیں۔جس طرح سولار کیلکیو لیٹر سورج کی روشنی سے چلتا ہے اور جس طرح سورج سولار کیلکیو لیٹر میں نہیں اس طرح خدا بھی کسی کے اندر نہیں ہے۔

(۲) تقدیر:۔ تقدیر کو مندرجہ ذیل شلوکوں سے بھی سمجھا جا سکتا ہے۔

بے شک تقدیر اور انسان دونوں کو بھی ایک (ازلی) خدا سے جانو۔انسانی فطرت، مزاج، جذبات اور انسانی خداداد اوصاف کو بھی بلاشبہ (ایک ازلی خدا کی) قدرت ہی سے تخلیق کیا ہوا جانو۔(۱۳:۲۰)

خدا نے الہام کیا کہ، اعمال کو کرنے کی وجہ، اعمال کو کرنے والے، (یہ تمام) تقدیر کی وجہ سے ہوتے ہیں۔(اور خدا یہ بھی) کہہ رہا ہے کہ انسان راحت اور مصائب کا جو تجربہ کرتا ہے اس کی وجہ بھی (تقدیر ہی پر مبنی ہوتی ہے۔) (۱۳:۲۱)

تقدیرِ اِلٰہی پر یقین رکھنے والا انسان تجربہ حاصل کرتا ہے کہ، انسانی اوصاف اور اعمال کی وجوہات تقدیرِ اِلٰہی کے ذریعے ہی ہوتے ہیں۔ (اور) انسان نطفے ہی سے اچھے اور بُرے اوصاف کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔ (۱۳:۲۲)

ہم نے بھی نوٹ نمبر۱۲ میں تفصیل سے تقدیر کے مطابق بیان کیا ہے۔اس سے بھی مدعو کو سمجھایا جا سکتا ہے۔

(۳) نفس یہ ایک روحانی شئے ہے۔اور یہی ہمارا اصل وجود ہے۔خدا نے اس میں تین قسم کے اوصاف رکھا ہے۔یعنی نفس امارہ، نفس لوامہ، نفس مطمئنہ۔اس نفس میں لالچ، غصہ اور نفس پرستی جیسے جذبات یا اوصاف بھی رکھے ہیں۔ پھر خدا نے اس میں چھ پیدائشی خواہشات رکھا ہے۔جن کی وجہ سے انسان زندگی بھر متحرک رہتا ہے۔

(۴) چھ خواہشات کا بیان سورۃ آل عمران کی آیت نمبر۱۴ میں اس طرح ہے۔

لوگوں کو انکی خواہشوں کی چیزیں یعنی (۱) عورتیں اور (۲) بیٹے اور (۳) سونے اور چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر اور (۴) نشان لگے ہوئے گھوڑے اور (۵) مویشی اور (۶) کھیتی باڑی بڑی زینت وار معلوم ہوتی ہیں (مگر) یہ سب دنیا ہی کی زندگی کے سامان ہیں اور خدا کے پاس بہت اچھا ٹھکانا ہے۔

- تو خدا کی صفت، تقدیر و نفس کی معلومات اور قرآن کریم کی معلومات کی بنیاد پر ہم اس شلوک کو سمجھ پائے ورنہ ہم بھی اندھیرے میں تیر چلاتے۔

N- 18 بھگوان

- بھگوان کے مندرجہ ذیل مفہوم لغت میں بیان کئے گئے ہیں۔

(۱) (دھن، سنپتی یا ایشوریہ والا) مال و دولت والا یا بہت خوشحالی والا شخص

(۲) (ایشور) خدا

(۳) (پُوجیہ اور آدرنیہ ویکتی) مقدس اور قابل احترام شخص

(۴) (شیو) شیو

(۵) (وشنو)وشنو

(۶) (کارتیکیہ) کارتیکیہ

(۷) (بدھ) بدھ

(نالندہ وشال شبدکوش صفحہ نمبر ۱۰۰)

اس مقدس کتاب بھگوت گیتا میں (بھگوان) لفظ شری کرشن اور خدا دونوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ بھگوان لفظ کا مفہوم صرف دیوتا نہیں ہوتا ہے۔

N-19 ھندو دھرم کی کتابوں میں ابلیس کا بیان :۔

- ہم گناہ کیوں کرتے ہیں؟

نفس کے اکسانے سے اور شیطان کے بہکانے کی وجہ سے۔ اس لئے ہر صبح ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے نفس کے شر سے پناہ مانگتے ہیں اور ہر عبادت کے پہلے شیطان کے وسوسوں سے پناہ مانگتے ہیں۔

اگر نفس اور شیطان سے ہم ناواقف ہوں تو کیا ہوگا؟ ہم صحیح راستے سے دور، اور جو کچھ کرتے ہیں اسی کو صحیح سمجھیں گے۔ یہی حال آج عام لوگوں کا ہے۔

- ابلیس حضرت آدمؑ کے واقعہ کا ایک حصہ ہے اس لئے جہاں بھی حضرت آدمؑ کا بیان ہوگا وہاں ابلیس کا بیان ہوگا۔
- ہندو بھائی حضرت آدمؑ کو سویمبھو منو اور شنکر جی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ مگر وہ ان دونوں کو الگ الگ ہستی مانتے ہیں۔ اور وہ اس بات سے بھی ناواقف ہیں کہ وہ حضرت آدمؑ کو ہی شنکر جی کہتے ہیں۔
- شیو پران میں شنکر جی کے واقعے میں دکش نام سے ابلیس کا بیان ہے۔ اس میں اس بات کا بھی ذکر ہے کہ دکش نے شنکر جی کی بے عزتی کیا تھا۔ جس کی سزا میں دکش کو سزا ملی اور اس کا چہرہ جل گیا۔ مگر تحریف کرنے والوں نے اسے مغفرت کا پروانہ دے کر دیوتا بنا دیا۔ اس لئے اب ابلیس شیو پران میں شیطان کے بدلے دیوتا ہے۔ اس لئے ہندو مذہب میں ابلیس کی شخصیت کا (شیطان کا) کوئی تصور نہیں ہے۔
- ہندو مذہب یہ دنیا کا سب سے پہلا مذہب ہے۔ اور یہ جناتوں کے زمین سے بے دخل ہونے کے بعد کا مذہب ہے۔ چونکہ سارے جنات گنہگار نہیں تھے۔ ان میں بھی نیک اور عبادت گزار بھی تھے۔ تو جو عبادت گزار تھے ان کے عبادت کے طریقے اور دعائیں وغیرہ کو شروع کے انسانوں نے بھی سیکھا۔ اور آج بھی ان کے یہاں وہ رائج ہیں۔ ناردمنی نام کی ایک شخصیت ہے۔ وہ انسان نہیں تھے۔ ان کے بتائے ہوئے شلوک ہندو بھائی آج بھی پڑھتے ہیں۔

اوپر ہم نے جو بیان کیا ہے یہ بات ڈاکٹر وید پرکاش اُوپادھیائے نے اپنی کتاب ''پران کے آدھار پر مانوا یکتا کی جیوتی'' کے مقدمے میں لکھا ہے۔ جس طرح اسلامی تعلیمات میں اس بات کا بیان ہے کہ فرشتوں نے تمام جناتوں کی قوم کو زمین سے بے دخل کرکے پہاڑوں اور جنگلوں کی طرف بھگا دیا۔ اسی طرح ڈاکٹر وید پرکاش لکھتے ہیں کہ مندرجہ ذیل کتابوں میں ذکر ہے کہ دیوتاؤں نے راکشسوں کو شکست دے کر پاتال کی طرف بھگا دیا۔

“kck 01-7.2, 22.4, rck 01-5-6, 3/4, r l 06, 2.3-1 etc

- ● وید پرکاش اپادھیائے لکھتے ہیں کہ رام، کرشن یہ سب انسان نہیں تھے۔ روحانی مخلوق تھے۔ ہم اگرانھیں جن کہیں گے تو ہندو بھائیوں کے جذبات مجروح ہوں گے۔ اورہمیں پوری طرح روحانی مخلوقات کا علم بھی نہیں ہے۔ اس لئے ہم دعوت و تبلیغ کے بیان میں صرف اتنا کہیں کہ یہ روحانی مخلوق تھے انسان نہیں تھے۔

ہمیں صرف فرشتے، جن، عفریت (بہت بڑے جن) اور پری، ان چار روحانی مخلوق کا علم ہے مگر ہندو بھائیوں کی کتابوں میں تقریباً دس روحانی مخلوقات کا ذکر ہے جو مندرجہ ذیل ہے اس لئے ہمیں اس میں اور گہرائی میں جانے سے بچنا چاہئے۔ (۱) ویدیادھر (۲) اپسرا (پری) (۳) یکش (۴) راکشس (۵) گندھرو (٦) کنّار (۷) پساچ (۸) گوہیک (۹) سدّھ (۱۰) بھوت۔

- ● ہندو بھائیوں کو ابلیس کی شخصیت سے تعارف کرانے کے لئے جو مواد ہے وہ اس طرح ہے۔
- ● راون راکشس نسل سے تھا۔ راکشس کی نسل کو عام زبان میں ہم جن کی قوم کہتے ہیں۔ یہ اچھے اور عبادت گزار بھی ہوتے ہیں۔ اور برے بھی ہوتے ہیں۔ راون ایک عالم راکشس تھا۔ اس نے سیتا جی کو اغوا کیا تھا شری رام نے سیتا جی کو چھڑانے کے لئے جنگ کیا تو خود راون کا بھائی وبھیوشن جو کے نیک تھا اس نے شری رام کا ساتھ دیا تھا۔
- ● ایسا ہی ایک نیک جن عزازیل تھا۔ وہ بہت عبادت گزار تھا۔ اس کی عبادت کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے اسے آسمان میں فرشتوں کے ساتھ رہنے کی اجازت دے دی تھی۔
- ● جب اللہ تعالیٰ حضرت آدمؑ کو مٹی سے بنا رہے تھے تو وہ وہاں موجود تھا۔ جناتوں کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے بنایا ہے۔ حضرت آدمؑ کو زندہ کرنے کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے سب موجود فرشتوں کو حکم دیا کہ حضرت آدمؑ کی تعظیم کریں یا سجدہ کریں تو عزازیل بھی ان میں موجود تھا مگر اسے ناگوار گزرا کیوں کہ وہ آگ سے بنا تھا اس لئے آپنے آپ کو افضل اور حضرت آدمؑ کو کم تر سمجھتا تھا اس لئے اس نے سجدے سے انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ کو عزازیل کا یہ احساس برتری یہ گھمنڈ پسند نہ آیا اور اس پر لعنت کر کے آسمانی دنیا سے نکل جانے کا حکم دیا۔

جب عزازیل کو تباہی کا احساس ہوا تو وہ اور بغاوت پر آمادہ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کو چیلینج کیا کہ جس آدمؑ کے لئے تو نے مجھے لعنت کی ہے یہ مجھ سے اعلیٰ نہیں ہے۔ اگر تو مجھے قیامت تک زندہ رہنے کی اجازت دے تو اس اشرف المخلوقات کی تمام نسل کو میں گمراہ کر کے دکھاؤں۔

- ● اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک زندہ رہنے کی اجازت دے دی اور کہا کہ میں تجھ سے اور جو بھی تیری راہ چلے گا ان سے یعنی تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔ تو وہ راکشس یا جن عزازیلجیسے شیطان کہا جاتا ہے اب اپنی پوری کوشش کرتا ہے کہ تمام انسانوں کو سیدھے راستے سے بہکا دے اور جہنم کے راستے پر لگا دے۔ اس لئے تمام انسانوں کو عزازیل کو اور اس کے میشن کو سمجھنا چاہئے اور اس سے بچنا چاہئے اور ہر کام میں اللہ تعالیٰ سے اس کی شرارتوں سے پناہ مانگنا چاہئے۔

بھگوت گیتا کے وہ شلوک جن میں شیطان کا بیان ہے وہ اس طرح ہیں۔

(خدا کو انسان کی طرح جسم والا سمجھنا) بلاشبہ ایک شیطانی سوچ یا نظریہ ہے۔ اور اس گمراہی اور غلط فہمی کی وجہ سے (لوگوں نے) شیطانی طاقتوں کی پناہ لی ہے۔ (اس لئے ان کی آخرت میں کامیابی) کی کوئی امید نہیں، ان کے تمام اعمال ضائع ہوں گے، علم ضائع ہو گیا۔ (۹:۱۲)

اس امتحان یا خدائی منصوبے (سے پار کرانے) والے علمِ دین کو، شیطانی فطرت کی پناہ لینے والوں سے، (شیطان نے) اغواء کر لیا ہے۔ (کیوں کہ) یہ جاہل، بدکار اور (جہنم میں) گرنے والے انسان میری (عبادت کرتے ہوئے) میری پناہ یا میرا سہارا نہیں لیتے۔ (۷:۱۵)

بلاشبہ اس دنیا میں انسانوں کے اندر دو قسم کے اوصاف ہیں۔ روحانی اور شیطانی۔ روحانی اوصاف کو اے پارتھ (ارجن) (تمہیں) تفصیل سے بتایا گیا ہے۔ (اب) شیطانی اوصاف کے بارے میں مجھ سے سنو۔ (۱۶:۶)

(خدا نے الہام کیا کہ) اے پارتھ! (ارجن) بے شک (وہ) اوصاف (جو) شیطان (کے اثر سے) پیدا ہوتے ہیں (وہ یہ ہیں) دھوکہ دہی، غرور (عنانیت) (Arogance)، گھمنڈ، غصہ اور سخت کلامی اور جہالت۔ (۱۶:۴)

میں (ان) قابل نفرت، ظالم اور انسانوں میں سب سے نیچ لوگوں کو ہمیشہ کے لئے گندی دنیا (جہاں) شیاطین کی نسلیں رکھی جاتی ہیں۔ پھینک دیتا ہوں۔ (یعنی جہنم میں داخل کر دیتا ہوں۔) (۱۶:۱۹)

N-20 دیوتا کون ھیں؟

شری کرشن جی نے کہا خدا کہہ رہا ہے کہ

(۱) نفسانی خواہشات (کو پورا کرنے کی وجہ سے) جو لوگ علم دین سے دور ہوگئے ہیں۔ (وہ) دوسرے دیوتاؤں کے (سامنے) (اپنے) سر کو خم کرتے ہیں۔ وہ لوگ خود سے اصول بناتے ہیں ان دیوتاؤں کی عبادت کے۔ جس طرح خدا نے اصول بنائے ہیں اپنی عبادت کے۔ (۷:۲۰)

(۲) جو جو بندے جس جس دیوتا میں عقیدہ رکھتے ہیں اور عبادت کی خواہش رکھتے ہیں۔ میں (خدا) یقیناً ان بندوں کے عقیدوں کو ان دیوتاؤں پر اور مضبوط کر دیتا ہوں۔ (۷:۲۱)

(۳) (اس طرح) وہ انسان پوری عقیدت کے ساتھ (اس دیوتا کی) عبادت کرتا ہے اس دیوتا سے اپنی خواہشات کے پورا ہونے کی) توقعات کے ساتھ۔ اور (وہ اپنی) خواہشات کی چیزیں اس دیوتا سے پالیتا ہے۔ (مگر) حقیقت (یہ ہے کہ) اسے میرے ذریعے ہی (خواہشات کی تمام چیزیں) دی جاتی ہیں۔ (۷:۲۲)

(۴) میری عبادت کرنے والے (مرنے کے بعد) بیشک میرے باغوں (جنت میں) جائیں گے۔ دیوتاؤں کی عبادت کرنے والے دیوتاؤں کے پاس جائیں گے۔ لیکن ان کم عقل لوگوں کی بربادی ہوگی۔ اور اعمال برباد ہوں گے۔ (۷:۲۳)

(۵) (خدا کی عبادت کرنے والی پہلی جماعت کے لوگ) تینوں ویدوں کے مطابق سوم مشروب (آبِ کوثر) کے لئے اور اعلیٰ مقصد جنت کے لئے میری عبادت کرتے ہیں اور نیک اعمال کرتے ہیں، اور گناہوں سے پاک ہوجاتے ہیں ۔عملِ صالح کے صلے کے طور پر جنّت میں بڑے فرشتوں کے عالم میں فرشتوں کے ذریعے دی گئی عیش وآرام کی چیزوں سے روحانی لطف اٹھاتے ہیں۔ **(۹:۲۰)**

(۶) ان (ہدایات) کے مطابق فرشتے (خدا کی) عبادت کرتے ہیں۔تو فرشتوں (کی طرح) تم بھی عبادت کرو۔ (انسانوں اور فرشتوں کی)مشترکہ عبادت سے(خدا کی)اعلیٰ و روحانی پناہ حاصل ہوگی۔ **(۳:۱۱)**

(۷) خدا کی ہدایات کے مطابق عبادت (وعملِ صالح) کرنے سے بلاشبہ، دیوتا یعنی فرشتے تمہیں بقااورضرورت کی تمام چیزیں فراہم کریں گے۔ان کے ذریعے دی گئی نعمتوں کو دوسروں کو دیئے بغیر <u>یا دوسروں کی فلاح میں لگائے بغیر۔جو انہیں استعمال کرتا ہے،وہ یقیناً چور ہے۔</u> **(۳:۱۲)**

ارجن نے خدا سے سوال کیا:

(۸) اس امتحان یا خدائی منصوبے (سے پار کرانے) والے علمِ دین کو، شیطانی فطرت کی پناہ لینے والوں سے، (شیطان نے) اغواء کرلیا ہے۔ (کیوں کہ) یہ جاہل، بدکار اور (جہنم میں) گرنے والے انسان میری (عبادت کرتے ہوئے) میری پناہ یا میرا سہارا نہیں لیتے۔ **(۷:۱۵)**

خلاصہ:

● اوپر بیان کئے گئے آٹھ شلوک کو پڑھ کر جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ اس طرح ہے۔

(۱) دیوتاؤں کو پوجنے والے برباد ہوں گے۔
(شلوک نمبر۲۳:۷)

(۲) دیوتاؤں کا مالک بھی ایک خدا ہے۔(۱۰:۱۵)

(۳) دیوتا بھی ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں۔اوراس کے حکم پر چلتے ہیں۔ (۳:۱۱)

(۴) دیوتا آسمانی دنیا میں رہتے ہیں اور جنّت میں جنتیوں کے آرام کا بندوبست کرتے ہیں۔(۹:۲۰)

● بائبل اور قرآن میں خدا کی ایسی مخلوق کو فرشتے کہا گیا ہے۔ اسی لئے بھگوت گیتا میں جسے دیوتا کہا گیا ہے وہ سب کے سب فرشتے ہیں۔

دعوتی کتابیں:

- وہ کتابیں جو داعی حضرات کو ضرور پڑھنا چاہئے تا کہ دعوت وتبلیغ کا کام اچھی طرح کر سکیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ہندو بھائی کون ہیں؟
(۲) دعوت وتبلیغ کا کام کیسے کریں۔
(۳) ہر مرض کی دوا دعوت اللہ
(۴) حضرت آدمؑ اور شنکر جی میں مماثلت

- مصنف کیو۔ایس۔خان کی کچھ اہم معلوماتی کتابیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) دولت مند کیسے بنیں؟
(۲) حضرت محمد ﷺ کے نور کی حقیقت
(۳) سفرِ حج کی مشکلات اوران کا ممکن حل
(۴) کیا ہر ماہ چاند دیکھنا ضروری ہے۔

- دعوتی کتابیں جو مدعو کو پڑھنے کے لئے دی جاتی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) پوتر ویداوراسلام دھرم
(۲) حضرت محمدؐ کا پریچئے
(۳) حضرت آدمؑ اور شنکر جی میں سامانتائیں۔
(۴) بھگوت گیتا قرآن کی روشنی میں۔
(۵) قرآن کریم کا ترجمہ(بغیر عربی آیت کے)

اوپر بیان کی گئی ساری کتابیں ہمارے ویب سائٹ www.qskhan.com سے مفت ڈاؤن لوڈ کی جاسکتی ہیں۔سبھی کتابوں کی قیمت تقریباً ۲۰۔۱۵ روپیے کے درمیان ہیں۔یہ کتابیں آپ ہم سے ڈاک کے ذریعے بھی منگواسکتے ہیں۔

Tanveer Publication
21,Bachan singh compound, Sonapur, Bhandup (W), Mumbai- 400078
Mob: 9320064026
E-mail: hydelect1@gmail.com

Website: www.qskhan.com

دعوتی کام کے لئے کچھ اہم کتابیں

(۱) اگر اب بھی نہ جاگے تو
شمس نوید عثمانی سیّد عبداللہ طارق
جسیم بک ڈیپو، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی

(۲) حضرت محمد اور ہندوستانی مذہبی کتابیں
ڈاکٹر ایم۔اے۔شری واستو
مدھر سندیش سنگم
ای۔۲۰، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی
دہلی۔۱۱۰۰۲۵
فون نمبر: ۶۹۲۵۱۵۶۔۴۱۔۶۷۔۳۲۶۔۰۱۱

(۳) کلکی اوتار اور محمد صاحب
تالیف۔ڈاکٹر وید پرکاش اپادھیائے
ترجمہ۔عزیز الحق عمری (M.A)
مکتب، نعیمیہ، صدر بازار، مئوناتھ بھنجن، یوپی

(۴) نراشنس اور آخری رسول
تالیف: ڈاکٹر وید پرکاش اُپادھیائے
ترجمہ: وصی اقبال
مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشرس، نئی دہلی۔۲۵

(۵) مذاہب عالم میں تصوّرِ خدا
اور اسلام کے بارے میں غیر مسلموں کے ۲۰ سوال
ڈاکٹر ذاکر نائیک
اسلامک بُک سروس
۴۷۔۲۷۔۲۸ کوچہ چیلان، دریا گنج، نئی دہلی۔۱۱۰۰۰۲

(۶) اسلام اور ہندو دھرم کی مشترکہ باتیں۔
ڈاکٹر ذاکر نائیک
فرید بُک ڈیپو (پرائیویٹ) لیمیٹیڈ۔
۲۱۵۸۔ایم۔پی۔اسٹریٹ، پٹودی ہاؤس۔دریا گنج، نئی دہلی۔۲

(۷) مطالعہ مذاہب
ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی
قاضی پبلیشرس وڈیسٹری بیوٹرس
بی۔۳۵۔نظام الدین ویسٹ، نئی دہلی۔۱۳

(۸) ہندوستانی مذاہب میں توحید رسالت اور آخرت کا تصوّر
مفتی محمد مشتاق تجاروی
مرکز جماعت اسلامی ہند
دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر نئی دہلی۔۱۱۰۰۲۵

(۹) پیغمبر اسلام۔غیر مسلموں کی نظر میں
محمد یحییٰ خان
فرید بُک ڈیپو (پرائیویٹ) لیمیٹیڈ۔

(۱۰) غلط فہمیاں۔اسلام کے متعلق شر انگیز بدگمانی کا ازالہ
سید حامد محسن
سلام سینٹر
۶۵، فسٹ مین، ایس۔آر۔کے۔گارڈن
جیا نگر، بینگلور۔۵۶۰۰۴۱
99001129956 / 9945177477
salaamcentrebangalore@gmail.com

(۱۱) بھگوت گیتا (خدا کا بیان)

ڈاکٹر ساجد صدیقی

۲۸۹، دھوبی گلی، انجمن چوک، نیو وارڈ، مالیگاؤں (ناسک)،

مہاراشٹر۔۴۲۳۲۰۳

9960651601 / 9960651602

dr.sajid24567@gmail.com

(۱۲) شانتی پیغام (ہندی)

روشنی پبلیکیشن ہاؤس

بازار نصر اللہ خان، رام پور، یو پی۔

(۱۳) ویدوں اور پُرانوں کے آدھار پرا یکتا کی جیوتی

(ہندی)

ڈاکٹر وید پرکاش اُپادھیائے

وِشوا یکتا پرکاش

انگوری باغ، رام پور، یو پی

(۱۴) پُنر جنم ایک رحسیہ (ہندی)

مہاراج وکاسا نند برہمچاری

اُتّم پبلیکیشن

ایمان نگر، سمستی پور۔۸۴۸۱۰۱

(۱۵) دعوتِ دین اور اس کا طریقہ وکار

مولانا امین حسن اصلاحی

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشرس، نئی دہلی، ۲۵

(۱٦) Hindu Manner Customs and Ceremonies

Abbe: J.A. Dubais/ Henry.K.Beau champ

B-2, Vardhman Palace,

Nimri Commercial Centre,

Ashok Vihar, Phase- IV,Delhi-110052

(۱۷) Mohammad in World Scripture

Abdul Haque Vidyarthi,

Adam Publishers & Distributers

1542, Pataudi Haouse, Darya Ganj,

New Delhi- 110002

(۱۸) Mohammed in Parsi, Hindu and Buddhist Scriptures

Islamic Book Services,

2872, Kucha Chelan, Darya Ganj,

New Delhi- 110002

Tell: 3253514/3265380/3296557

Website: http//www.islamic-india.com

(۱۹) Mohammed in the Hindu Scripture

Dr. Ved Prakash Upadhyay

English Translation by Mohammed Alamgir

Printed by: A.S. Noordeen

P.O.Box No. 10066,

50704. Kuala Lumpur,

Tel- 03-40236003

Fax- 03- 40213675

Email: asnoordeen@gmail.com

holybook@tm.net.my

(۲۰) vfUre lUn'Vk dc dgk vkj dku

y[kd%& e¶rh egEen ljoj Qk:dh unoh ¼vkpk;½

tkfe;r i;ke&,&veu] cjkmyh;k] unok jkM]

Mkyhxt]

y[kuÅ] mRrjin"k ¼Hkkjr½